رباعی

روٹھا ہے تو کیون ہم سے ہماری صاحب
سو جان سے صدقے تری پیاری صاحب
تو اپنے کرم سے بخشدے شادان کو
اعمال بُرے اسکے ہین ساری صاحب

رباعی

رحمت کا ہے صاحب وہ کرم کا صاحب
کہتے ہین اُسے لوح و قلم کا صاحب
شادان تجھے کیا کام تعصب سے بھلا
ہے ایک جو وہ دیر و حرم کا صاحب

رباعی

قربان تری صاحبی کے اے صاحب
سو رنگ سے تو دیکھے ہی حاضر غائب
شادان کی نظر سے کب چھپے ہی پیارے
پہچانتا ہے تجکو وہ در ہر قالب

رباعی

نوروز تمہارے گھر مین ہووے ہر روز
ہر روز تمہارے گھر مین ہووے نوروز
اقبال تمہارا ہو ہمیشہ افزون
اعدا پہ رہو فضلِ خدا سے فیروز

رباعی

رکھتے ہی نہین کسیکی تجھ بن ہم آس
آتا نہین کیون بار ہمارے تو پاس

نام کا تیری ہی اوجالا ہے بس — کسکو انڈہیرے مین دیا چاہیے
ورنہ اکارت ہے یہان زندگی — یاد مین اُسکی ہی جیا چاہیے

فاش یہی کہتا ہے شادان تجھے
عشق چھپانیکو ہیا چاہیے
دل

رباعیات

عشاق کو ہر طرح سے جوشان دیکھا — معشوق کے شوق مین خروشان دیکھا
تسکین کی صورت نہ کہین آئی نظر — آرام کی جا شہرِ خموشان دیکھا

رباعی

خالق نے کیا جہانکو جب سے پیدا — بلبل کو کیا ہے گل پہ تب سے شیدا
ہے عشق کی بنیاد ازل ہی شادان — پنہان نہین یہ بات ہے سب پر پیدا
ظاہر

رباعی

کیا کام کیا آکے جہان مین تو بہلا — ملنا تھا تجھے جس سے کبھو تو نہ ملا
شادان نہ سمجھ تجکو نہ گوشِ شنوا — اب بھی تو سمجھ یار کی آتی ہے صدا

کیا جو ایسا شہنشاہ عادل و باذل
خدا کی دیکھ تو کیا لطف کی خدائی ہے

ہزار سال رہے بادشاہ اسکندر
ہر اک دیار مین جسکی پھری دہائی ہے

اُسیکے فیض سے ہی گھر بگھر نشاط و سرور
یہ بات دلمین ہر اک شخص کی سمائی ہے

جو کچھ کہ عرض کرے ہوتی ہے وہی منظور
جناب شاہ مین شادان کی وہ رسائی ہے

جو مانگ سر پہ ترے میرجان نکل آئی
اُسیکے دیکھنے کو کہکشان نکل آئی

فلک پہ چھپ نہ سکی ابر مین یہ قوسِ قزح
ترے نظارے کو ابرو کمان نکل آئی

ہمارے عشق کے جذبہ نے کیا ہی کام کیا
ق نہان جو ہمسے پری [illegible]

مثالِ برق پلک مارنے مین کوند گئی
کہان تھی [illegible] اس آئی

چھپا نہ رازِ محبت کا بوئے گل کی طرح
[illegible] وہ درمیان نکل آئی

اُچٹ گئی مری آنکھون سے نیند ای ہمدم
حدیث [illegible] سب داستان نکل آئی

ہزار پردے سے وہ حورزاد ای [illegible]
سُنا جو نام مرا شادمان نکل آئی

صبا لے آئی سحر یہ نویدِ خوشحالی
کھلے ہین باغ مین گل پات پات ہر ڈالی

دیکھ وہ مستِ چشم اے شادان
مجکو مستی شراب کی سی ہے

پیام تو نے ارے نامہ بر کہا بھی ہے
خیال اُسکو تو سب کا ہی کچھ مرا بھی ہے

ہمارا دل ہے اُسی چاہتا ای آؤ اُسے
کہ سیر باغ ہی اور ابر ہے ہوا بھی ہے

اگر کہے تو کوئی کیا کہے نہین قدرت
سمجھ تو قدرتِ خالق کی انتہا بھی ہے

گناہ کرتے ہی ایدل کٹی ہی عمر تمام
ہو شرمسار اگر کچھہ تجھے حیا بھی ہے

جھمکڑے اُسکی نزاکت کی کیا بیان کیجے
اگرچہ شوخ ہے لیکن وہ دلربا بھی ہے

کبھی کبھی تو ملا ہے وہ تجھسے ای شادان
نہ بیوفا تو اُسے کہہ کہ باوفا بھی ہے

ہزار رنگ سے اب کے بسنت آئی ہے
گھٹا گلال کی دیکھو جدہر کو چھائی ہے

درختِ انبہ پہ آیا ہے بُور کثرت سے
ہر ایک باغ سی مالن یہ نذر لائی ہے

برائے شاہِ دکن جن پہ خلق شیدا ہی
بناؤ کرکے عروسِ بہار آئی ہے

پریرو نکے مین جوڑون کی کیا بہار کہون
اُدہر ہے رنگ بسنتی ادہر حنائی ہے

رہے مدام شہنشاہ شاد اور سرسبز
یہ کویلون نے صدا باغ مین سنائی ہے

بے سمجھ کی نہ بات کہہ شادان
جسنے جانا ہے وہ ہی دانا ہے

بن ترے کون میرا صاحب ہی — دل تو میرا تجھی پہ راغب ہے
بجز اسکے کہ ہے خیال ترا — کون میرا میاں مصاحب ہے
فی الحقیقت وہ یار ہے حاضر — دیکھنے کو نظر سے غائب ہے
جو نہ ڈھونڈے اُسے وہ کیا پائے — اُسکو ملتاہی جو کہ طالب ہے
نامناسب تجھے نہین کہتا — راہ رکھ اُس سے تو مناسب ہے

جسنے رکھا ہے تجھے سدا شادان
شکر اُسکا مدام واجب ہے

شکل ہستی سراب کی سی ہی — بے ثباتی حباب کی سی ہے
گلبدن تو جو گل سا ہے نازک — بو دہن مین گلاب کی سی ہے
لب شیرین مین ترے شیرینی — جان من شہد ناب کی سی ہے
جلوہ گر وہ جو بام پر ہے آج — چاندنی ماہتاب کی سی ہے
آنکھ سے تیری کچھ نہین نسبت — کیون کہون مین حباب کی سی ہے

لطفِ مولیٰ پہ ہون فدا دلسے — شکر کرتا ہون مین سدا دلسے

لطف کرتا ہے وہ جو مجھپہ سدا — اُسکو مین دیتا ہون دعا دلسے

عاشقِ ظاہری تو ہین اکثر — کوئی ہوتا ہے مبتلا دلسے

لاکھہ سمجھاؤ کب سمجھتا ہے — کیا کرین کام ہے پڑا دلسے

اسمین کچھہ فائدہ نہین لے یار — غصہ و کینہ تو اُٹھا دلسے

آشنا یار سا کہان شادان

توبھی ہو اُسکا آشنا دلسے

کیا کہون مین عجب تماشا ہے — جسطرف دیکھو اُسکا جلوا ہے

ایک ہے وہ مگر [illegible]شا ہے — چشمِ عالم مین جلوہ فرما ہے

کیا کہون کہنے مین نہین آتا — پوچھتے ہو جو تم کہ وہ کیا ہے

دوسرے کی یہان حقیقت کیا — توہی دانا ہے توہی بینا ہے

تجھسے مجکو نہین گلہ کوئی — جو کیا میرے حق مین اچھا ہے

اے صبا یہ پیام پہونچا دے — آپ کے وصل کی تمنا ہے

حُسن لیا مثلِ گل گلستان سے — یار میرا جہان مین یکتا ہے

جرم شادان کا عفو ہو جائے
عرض ہے بارگاہ مین میری

توہی سب کے دلونکا مالک ہی — جانے یہ بھید جو کہ سالک ہی
بات جو کام کی ہو سو کیجے — چھوڑ دو وہ جو غیر ذالک ہی
عرض کی کیا مجال ہو اُس سے — مین ہون مملوک اور وہ مالک ہی

جسکا پرتو جہان مین ہی شادان
وہ ہی اک مالکِ ممالک ہے

کیون نہین میل کرتے تم ہمسے — شوق تمکو پڑا ہے کیا رم سے
بھید تیرا نہ ایک نے بھی دیا — پوچھکر تھک گیا مین عالم سے
وہ تو محرم ہے رازِ مخفی کا — [illegible] یون چھپاتا ہے راز محرم سے
دیکھتا ہون عرق ترے رخ پر — جیسے نسبت ہو گل کو شبنم سے
دوسرون سے نہین ہی کچھ مطلب — ہے مجھے کام یار ہمدم سے
یار ہو بر مین اور جھڑی ہو لگی — لطف کچھ تو اُٹھا لے موسم سے
کیون نہ تجھپر فدا ہے شادان — آبرو اُسکی ہی ترے دم سے

کیا مرے سے سنا ہی یہ شادان
آج دلبر کے ساتھ لیٹا ہے

ناز تیرا نیاز میرا ہے — تو تو سب کا ہے بندہ تیرا ہے
شاید اکدن نظر وہ آجائے — اُسکے کوچے مین روز پھیرا ہے
ایسا ملتا ہے کیون میان ہمسی — شب کو پنچھی کا جون بسیرا ہے
صبح کو ذکر یار کرنا دان — یہ نہین ہے تو پھر سویرا ہے
مانگیے تجھ سے اور کیا صاحب — تونے ہمکو دیا گھنیرا ہے

یاد مین رہتا ہے سدا شادان
تیری الفت نے ایسا گھیرا ہے

رہنما ہے وہ راہ مین میری — ہر گھڑی ہے نگاہ مین میری
گر نہووے تری پناہ سب مجھے — کون آئے پناہ مین میری
دیکھیے کب ملیگا آکے صنم — نت گزرتی ہی چاہ مین میری
روز آنے کو مین نہین کہتا — لے خبر سال و ماہ مین میری
اسکا لیکھا کہان تلک کیجے — عمر گزری گناہ مین میری

کیا حال پوچھتا ہے دوانے کا باربار	کتنا ہی وہ بُرا ہے ترا مبتلا تو ہے
دیوانہ اور باؤلا اپنے سے ہوگیا	عاشق کا حال جو کہ ہوا سُو سُنا تو ہے

شاداں ترا رفیق ہے مدتسی بیگمان
بیگانہ تو نہو کہ ترا آشنا تو ہے

ناز مجکو تجھی پہ ہے پیارے	تھے جو مطلب بر آئے وہ سارے
دیکھ تیری لطافتِ عارض	گُل ہیں پژمردہ شرم کے مارے
میں تڑپتا ہوں اُس سی ملنے کو	قاصد اُسکا پیام لاچارے
تیرے ملنے کا ہوں سدا مشتاق	پیار کی راہ سے کبھی آرے
جان اپنی فدا کروں تمپر	وقت پر خوب آئے تم پیارے

تیرا عاشق ہے جان سے شاداں
چاہیے تجھپہ نقدِ دل وارے

تیری الفت نے کیا لپیٹا ہی	مثلِ موج گُہر سمیٹا ہے
جو کرے کام نیک دنیا میں	باپ کا وہ رشید بیٹا ہے
چاہیے بات پر رہے قائم	جو کہ بدعہد ہے وہ ہیٹا ہے

رندون مین واعظون مین پڑی ہی جو یہ نزاع
غافل ہے کون دونون مین ہشیار کون ہے

زاہد کرے ہی زہد گنہگار ہے خجل
دیکہین کرم کا اُسکے سزاوار کون ہے

پائی نہ اُسکی رمز کسو نے مین کیا کہون
دونون جہان مین واقفِ اسرار کون ہے

جنس اور کچھ نہین ہی یہان جز گناہ و جرم
تیرے سوا اب اسکا خریدار کون ہے

مجکو تو ہر طرح سے تمہاری پناہ ہے
لطف و کرم سے آپکے میرا نباہ ہے

یہ ہی لکھا ہے اور پڑھا ہے کتاب مین
بھولی جو یاد تیری سراسر گناہ ہے

لذت وہ دید مین ہی کہ بھرتا نہین ہی جی
آٹھون پہر تمہارے ہی رُخ پر نگاہ ہے

پھیر اکبھو ادہر بھی کرا سے ماہِ دلفروز
تیرا ہی انتظار تو شام و پگاہ ہے

سمجھے ہی کون کس سے یہ مین ماجرا کہون
اک لحظہ کی جدائی مجھے سال و ماہ ہے

دیکھا جو حُسن تیرا گرفتار ہوگیا
شادان کو جان و دل سی میان تیری چاہ ہی

رکھہ کام یار اُس سے کہ ہمین بھلا تو ہی
مت ڈر تو دشمنون سی کہ تیرا خدا تو ہے

مانا کہ راہ عشق کی ہی پرخطر میان
کیا خوف ہے کہ خضر ترا رہنما تو ہے

سنجاف وار ہین ترے دامن سے ہم لگے	ہرگز نہ ہمکو چھوڑ کبھو اپنے سات سے

شادان خوشی سے کہتا ہے سب دوستو ملو
آیا ہے اپنے گھر مین صنم آج رات سے

ساقی ہو تو ہوا اور ہون شیشے شراب کے	تب خوشنما ہون پھول چمن مین گلاب کے
ہین بیقرار تجکو جو دیکھا ہے کس لیے	برقع اُتارتا نہین ماری حجاب کے
پرتو سے جسکے نور بھرا ہیگا ہر طرف	ذرّے ہین ایک ہم بھی اُسی آفتاب کے
خوگر ہین ابتدا سے عنایات کی تری	مت کر عتاب ہم نہین قابل عتاب کے
اختر کی چشم سے تجھے دیکھے ہے آسمان	دریا نے بھی نکالے ہین دیدے حباب کے
جسکا لقب ہے شاہِ سکندر جہان مین	وابستہ ہینگے ہم بھی اُسیکی جناب کے

شادان کی کیا مجال ہے جو کر سکے بیان
مت پوچھ وصف اُس شہِ گردون رکاب کے

گر وہ نہین ہے یار تو پھر یار کون ہے	اُسمین وفا نہین تو وفادار کون ہے
مت پوچھ ہمسے کیا نہین اتنی تجھے خبر	اس دل مین غیر یار کے دلدار کون ہے
پھرتے ہین مہر و ماہ شب و روز حکم سے	مشغول سب ہین کام مین بیکار کون ہے

برآئی جو مراد ہماری تھی آن مین — حق مین ہمارے تیری دعا کیمیا ہوئی
شاہِ دکن کی ذات سے حاجت روای خلق — اک میری کیا ہر ایک کی حاجت روا ہوئی
مدت سے مین مریض تھا دردِ فراق کا — تیرے ہی لطف اور کرم سے شفا ہوئی

شادان خدا کا فضل ہوا تیرے حال پر
مدت کے بعد اب وہ پری آشنا ہوئی

بیہوش ہو گئے جو ہین اُسنے نگاہ کی — جیسے گہر مین رشتہ ہو یون دلمین راہ کی
خالی نہین اثر سے محبت وہ چیز ہے — ہم چاہتے ہین اسکو تو اُسنے بھی چاہ کی
اکدم مین لوٹ پوٹ ہوئی ساری خاص و عام — ترچھی نگاہ قہر ہے اُس کج کلاہ کی
سب ملکے گائین آج بدھاوے شگون کے — کیا لطف کی ہی سالگرہ میرے شاہ کی

پھولی نہین سماتی ہین شادان خوشی سے ہم
آنکھین لڑی ہین ہمسے جو اُس رشکِ ماہ کی

ہرگز نہین ہے کام ہمین کائنات سے — والبستہ ہمتو ہینگے میان تیری ذات سی
شیرین لبون سے تیرے جو ہین کامیاب ہم — ہے اپنی زندگی اسی آبِ حیات سی
ہمکو جو دیکھتا ہے نگاہِ کرم سے تو — رہتے ہین خوش ہمیشہ تری التفات سی

لے جو ہین قدیم زبان ہے اب اس جگہ بیسے ہی کہتے ہین ۱۲

دنیا کی سب بلاؤن سے محفوظ مین رہا — کیونکر کہون کہ آپ مری پاسبان نتھے

کرتا تھا وہ شکار نگاہون سے خلق کو — ابرو کمان کے ہاتھ مین تیر و کمان نتھے

جنکو خبر نہین وہ ہین قائل فراق کے — کب میری دل مین چشم مین تم میری جان نتھے

دل لیکے پھیرتے تھے وہ کیون ہر گھڑی مرا — اس بات مین جو کرتے مرا امتحان نتھے

پشت و پناہ تم تھے ہماری لیے جہان — تھے پہلوان ہمتو وہان ناتوان نتھے

شادان تو دیکھتا ہے تمہین ہر گھڑی عیان
غافل وہ شخص ہے جو کہے تم یہان نتھے

میرے اور اُنکے شرط جو تھی وہ ادا ہوئی — پوشیدہ تھی جو بات سو اب برملا ہوئی

جو چاہتے تھے دلسے بر آئی وہ آرزو — صد شکر مستجاب ہماری دعا ہوئی

ہوتا نہ گر خلوص بھٹکتے تمام عمر — نیت ہی اپنی اپنے لیے رہنما ہوئی

خلعت ملا تھا سبز ہوئی اُسپہ سرخرو — رنگین ہاتھ سے تری رنگین حنا ہوئی

شادان ترا خیال تھا جو یار کی طرف
ایک اور اس زمین مین غزل خوشنما ہوئی

مجھسے خطا ہوئی تھی اُدھر سے عطا ہوئی — کیا پوچھتے ہین لوگ کہ وہ بات کیا ہوئی

در پردہ کب تلک یہ رہیگی فسونگری
معشوق وہ ہٹیلا ہے ہٹ سی بھرا ہوا
مشتاق ہین جمال کے صورت دکھائیے
روٹھے جو بار بار تو کیونکر منائیے

احباب سے یہ رہتی ہے شادان کی التجا
معشوق کو ہمارے بہر طور لائیے

یون چاہتا ہون سینے سے سینہ لگا رہے
رکھہ تو بھی اپنے یار سے اسطرح اتفاق
جیسے کہ خار گل سی نہووے کبھی جدا
بیوقت رائگان تو نکر اے خزینہ دار
انگشتری مین جیسے نگینہ لگا رہے
دریا کے ساتھہ جیسے سفینہ لگا رہے
دامن سے آپکے یہ کمینہ لگا رہے
کام آوے وقت پر جو خزینہ لگا رہے

گستاخ ہوکے یار سے شادان نے یہ کہا
پہلو سے پہلو[لہ] سینہ سے سینہ لگا رہے

جسوقت مین کہ مہر و مہ آسمان نتھے
تم ہر جگہ تھے جلوہ نما مہر سان مگر
کیونکر کہون کہ مانع دیدار تھا حجاب
بجلی ساکوندنا یہ تمہارا عجیب ہے
تہا حسن و عشق گو یہ زمین و زمان نتھے
بینائی جسجگہ کہ نتھی وان عیان نتھے
میری نظر سے تم کوئی دم بھی نہان نتھے
معلوم کچھہ نہین کہ کہان تھے کہان نتھے

[لہ] پہلو کا واو گرانے سے اب احتیاط والے بچتے ہین اس لیے کہ فارسی کا لفظ ہے ۱۲

بیواسطہ پہونچ ہو سکی نہ یار تک — زینے کی احتیاج ہو جون بام کے لیے

گر شب نہووے روز کو کب منزلت ملی — رکھتا ہے حسن روی سحر شام کے لیے

صحنِ چمن سے تحفہ کوئی ساتھ لیچلون — کچھ پھول توڑلون بتِ گلفام کے لیے

کس طرح صبح و شام نہ بھجتا رہے تجھے

شادان جنم لیا ہے ترے نام کے لیے

جب سے کہ پڑگئی ہے ہمپر نظر کسیکی — بیخود ہوئے ہین ایسے کب ہی خبر کسیکی

شاید کہ یاد کوئی کرتا ہے دلسے ہمکو — رہتی ہے یاد ہمکو شام و سحر کسیکی

چین آئیگا نہ دنکو نیند آئیگی نہ شب کو — کچھ تو سنے گا پیارے باتین اگر کسیکی

بے آب جیون ہو ماہی دریا کی جستجو مین — خواہش ہمارے دلمین ہے اسقدر کسیکی

خلقت کہے نہ تجکو اے یار بیمروت — رکھنا ہی چاہیے اب خاطر تو ہر کسیکی

کچھ شک نہین ہے شادان یہ بات ہی مقرر

ہو جائے گی کبھو تو ہمپر نظر کسیکی

کیون ناز ہر کسیکا جہان مین اٹھائیے — جی اپنا جسکو چاہے دل اس سے لگائیے

ہونے کو یون بہت سے طرحدار ہین مگر — جو رنجھتا ہو اپنے سے اسکو رجھائیے

پُتلی کی طرح تجکو رکھون نہ آنکھ مین کیون
تیرے ہی دیکھنے سی ہے میری زندگانی
ہے نفس شوم ایسا جیسی کہ گرگ ہووے
ہو وی ہے گرگ سے کب گلّی کی پاسبانی
جو زنگ مین تمہارے دلسی رنگی ہوئی مین
ہوتی ہے اُنپہ ہردم تائیدِ آسمانی
اُسکو نہ ہاتھ سے کھو جو کچھ کہ حال اب ہے
آتا ہی پھر کے اب کیا وہ عالمِ جوانی

شادان تو شاد ہو کر تعریف مین صنم کی
کہہ تیسری غزل بھی اب چھوڑ قصہ خوانی

تیرا مکان کہان ہے ای یار لامکانی
پایا نشان نہ ہمنے ہرچند خاک چھانی
ملتا ہے بھید تیرا اے یار کب کسیکو
مشکل سے بھی ہی مشکل کچھ تیری بات پانی
گرچہ بہت بُرا ہون پردسی مین ترا ہون
در پر ترے پڑا ہون رکھ لی تو میری بانی
بے مثل و بیچگون ہی بیچون و بے نمو ہے
تصویر کھیچنے مین مانی ہے عجز مانی
غوطے ہزار کھائے دریا مین کوئی لیکن
آتا ہے ہاتھ کسکی یہ گوہرِ معانی

کب آنکر ملوگے اے دلربا ہمارے
شادان کو ہوگی حاصل کس روز شادمانی

غفلت مین کیون پڑا ہے تو آرام کی لیے
آیا ہی اس جہان مین کس کام کی لیے

چھوڑونگا مین نہ اُسکو جبتک کہ دم مین دم ہے — سر میرا لگ رہا ہے اُس یار کی قدم سے
ہے یہ یقین مجکو دادار داد گستر — بخشیگا جرم میرا سب اپنی ہی کرم سے
قربان اُسکے دلسے ہم کسطرح نجائین — پالے ہی یار ہمکو سو ناز اور نعم سے
دیکھا نہ کوئی سلطان ہمتا شہ سکندر — برتر تمہارا رتبہ ہے کیقباد و جم سے

درگاہِ کبریا مین شادان کی یہ دعا ہے
قائم رہی یہ سلطان نت جاہ اور حشم سے

اے مایۂ نشاط د آرام و کامرانی — سُنتا جو تو تو کہتے اپنی بھی ہم کہانی
کیونکر ہو چین ہمکو فرقت مین اُسکی ہمدم — کب آنکر ملیگا ہمسے ہمارا جانی
اے مہربانِ عالم ادنے ہین تیری بندے — کر حال پر ہمارے ٹک اب تو مہربانی
عاشق کا حال تیری اب رحم کی ہے قابل — تو جاکے اُس سی کہیو قاصد بھی زبانی
کیا مُنہ ہی پھر کسیکا جو دید کا ہو خواہان — موسیٰ کو جب سنائی وہ یار لن ترانی

تیری غزل یہ سنکر کہتے ہین سب سخنور
اچھی زمین ہی شادان کر اسمین فکر ثانی

ہر چند تو چھپا ہی پردے مین یار جانی — کرتے ہین تو بھی عاشق نظارۂ نہانی

جو سمجھا تجھے وہ ہی ہشیار ہے — وگرنہ ہر اک مست و سرشار ہے

سبھی چاہنے والے اُسکے ہین لیک — ہمارا وہی ایک دلدار ہے

جو غافل ہین آنکھین وہ آنکھین نہین — وہی آنکھ ہے جو کہ بیدار ہے

ملیگی اُسیکو یہ جنسِ گران — جو دل سے صنم کا خریدار ہے

اِسے آپ پہچانتے کیا نہین
یہ شادان تمہارا گنہگار ہے

گر فائدہ تو چاہے خدمت فقیر کی ہے — اور دوسروں سے بہتر صحبت امیر کی ہے

دیکھے جو ماہِ گردون ہو جاے وہ بھی مفتون — وہ روشنی ہمارے بدرِ منیر کی ہے

گر یاد یار کی تو یہ بات کان مین رکھ — کہتے ہین تجھ سے اب ہم جو پند پیر کی ہے

ہان چھوڑ کجروی کو تا ہو نشانہ پورا — چل راہِ راست پر تو خصلت جو تیر کی ہے

جو ہی فقیر اُسکا اُسکی نظر مین شادان
تختِ شہی سے بڑھکر عزت حصیر کی ہے

کس حال مین کٹی ہے کیا پوچھتے ہو ہمسے — ہے آسرا ہمین تو پیاری تمہاری دم سے

فانوس کی طرح سے ہے کالبد ہمارا — دنرات لَو لگی ہی اک شمع و صنم سے

یہی شغل بہتر ہے ہر شغل سے
مجھے وردِ لب جو ترا نام ہے

اسی مین گزرتی ہے خوش زندگی
ترا دہیان از صبح تا شام ہے

ذرا صبر کر تو نہو بیقرار
یہ اُس یار کا ہمسے پیغام ہے

پیو شوق سے تم کہ دل شاد ہو
بھرا مے سے ہمنے جواب جام ہے

کئی دن سے دیتا ہی ہمکو فریب
غلط ہے تجھے کونسا کام ہے

معطر ہے خوشبو سے سارا جہان
ترے بر مین شادان وہ گلفام ہے

بحکمِ خدا خوب برسے کا پانی
رہیگی نہ باقی یہ جو ہے گرانی

کرم سے وہ برسائیگا خوب پانی
کہ پانی سے خلقت کی ہی زندگانی

جو دُورِ فلک مین نظر کرکے دیکھا
نہین کوئی شاہِ سکندر کا ثانی

جدھر دیکھو سبزہ ہی اور آبجو ہے
یہ رُت ہیگی برسات کی کیا سُہانی

بچھایا ہی خوانِ کرم اُسنے ایسا
کہ کرتا ہی ہر ایک کی میہمانی

رؤف و رحیم اُسکا ہی نام بیشک
کرے کیون نہ مخلوق پر مہربانی

یہی عرض کرنے کا موقع ہی شادان
تو کہہ اپنے صاحب سے دردِ نہانی

ہے وہ شیرین سخنی مین ممتاز — سُنلے جو گفت و شنید اُسکی ہے

عشق گر چاہے تو دل اُس سے لگا — دید گر چاہے تو دید اُسکی ہے

بار گردن پہ اندھیری راتین — پہونچین کیا راہ بعید اُسکی ہے

ایسا بازار کہان پائے گا — دل سے بکجا کہ خرید اُسکی ہے

کوئی مشکل جو پڑے اُس سے کہہ — درِ بستہ کو کلید اُسکی ہے

چل ملاقات کو اُسکی شادان
آج تو عیدِ سعید اُسکی ہے

اُسکی قدرت کا بیان کیا کیجے — انت کسطرح سے اُسکا لیجے

جز تمہارے نہین مقصد کچھ اور — تمسے جو مانگتے ہین سو دیجے

قطرے قطرے سے کہان سیری ہو — اسطرح دیجے کہ دنیا بھیجے

ابر چھایا ہے مزے کا ہے سمان — ہاتھ سے میرے یہ ساغر پیجے

چاہیے نام پہ اُسکے شادان
جان و مال اپنا تصدق کیجے

مجھے غیر سے یار کیا کام ہے — ترے ذکر سے دلکو آرام ہے

ایسے صاحب کی ثنا کیونکہ زبان سی کیجے
بخشیے سب جرم مکافات نہونے پائی

بیخودی چھاگئی مجھپر تو خوشی کے مارے
کچھ میان تیری مدارات نہونے پائی

اُسکی دزدیدہ نظر دیکھ کے دل تھام لیا
کیا بچایا ہے کوئی گھات نہونے پائی

ہاتھ اُسکے رہی شطرنجِ جہان کی بازی
چال ایسی وہ چلا بات نہونے پائی

وصلِ محبوب کے دن ختم ہوئی شادان
ہے یہ افسوس کہ برسات نہونے پائی

دلِ مشتاق کو دہیان آٹھ پہر اُسکا ہے
دیر کیون کرتا ہے آنی ہین یہ گھر اُسکا ہے

کب تلک لہو و لعب مین تو رہیگا غافل
یاد کر دلسے خدا کی تو اگر اُسکا ہے

مجکو اللہ نے ہمچشمون مین سرسبز کیا
تخمِ الفت کا جو بویا تھا ثمر اُسکا ہے

چشمِ مخمورِ صنم نشۂ عجب رکھتی ہے
اُڑ گئے ہوش ہمارے یہ اثر اُسکا ہے

ہر طرف کسلیے بھٹکے ہی مثالِ سیماب
دیکھ دل کو کہ اِسی گھر مین گزر اُسکا ہے

گر پرستش اُسی خورشید کی ولسی شادان
سنگ جو لعل ہوا فیضِ نظر اُسکا ہے

نا امیدی مین اُمید اُسکی ہے
ہے جو امید تو یہ اُسکی ہے

رات جسوقت کہ جاتی ہے سحر ہوتی ہے
تمکو اے غافلو اُسوقت خبر ہوتی ہے

خطِ موہوم لسے کہیے تو بالکل ہی صحیح
دیکھو ایسی کہین باریک کمر ہوتی ہے

سبکی نظرون مین بھلی لگتی ہی ای جانِ جہان
تجکو جو چیز کہ منظورِ نظر ہوتی ہے

دن وہ شادان کا گزرتا ہے بڑی عیش کی ساتھ
یاد مین تیری کبھی صبح اگر ہوتی ہے

چھوڑکر ہمکو میان ایسے کہان جا بیٹھے
ہم بھی پہنچین گی وہان تم ہو جہان جا بیٹھے

روز پہلو مرا آباد کیا کرتے تھے
آج کیون روٹھ کے تم ہمسے وہان جا بیٹھے

ہم تمہین ڈھونڈتے پھرتے ہین ادہر اور اُدہر
خوب تم پردی مین بے نشان گمان جا بیٹھے

ہم تو روتے ہین یہان تمکو بھلا لازم تھا
کہ تماشے کو لبِ آبِ روان جا بیٹھے

قابلِ دید ہے شوریدہ سری شادان کی
بے حجابانہ سرِ کوے بتان جا بیٹھے

شب جو روٹھے رہے کچھ بات ہونی پائی
چاہیے جیسی ملاقات ہونے پائی

اسکو کہتے ہین کرم اور محبت دل کی
شام ہی آن ملے رات ہونے پائی

سبکی شبنم سے ہوئی سبز زراعت ساری
گو کہ اس سال مین برسات ہونے پائی

تجھ بن اے یار مری کچھ نہین بھاتا ہی مجھے
یاد رکھتا ہون تری کیون تو بھلاتا ہی مجھے

بن ترے حکم کے اک برگ نہین ہلتا ہی
مین وہان بیٹھون ہون جسجا تو بٹھاتا ہی مجھے

جلوۂ یار بصد رنگ جو چھایا ہے یہان
جسطرف دیکھون مین وہی نظر آتا ہی مجھے

واچھڑے یار مری کیا ہی تو ہے افسونگر
دل مرا لینے کو سو طرح لبھاتا ہے اب مجھے

دل مرا چاہے ہی بے پردہ تجھی دیکھون مین
چھپ کے پردے مین تو کیون جلوہ دکھاتا ہی مجھے

مجھ مین کیا بات ہے تجکو جو رجھاتا کوئی
تیرے قربان مری یار رجھاتا ہے اب مجھے

شکر کیونکر نہ کرون اسکا زبان سی شادان
اپنی ہی یاد مین ہر صبح اٹھاتا ہے اب مجھے

تجکو جو بھول گئے ہم یہ بڑی بھول پڑی
آنکھ تجھ سے نہ لڑی دوسرے سے جا کی لڑی

جیسے ہٹ کر کے ہٹیلا کوئی جاتا ہی مچل
یار ملنے مین تو اب مجھسی نکرا اتنی اڑی

تھاہ اسکی بھی نہین ملتی ہے دریا کیطرح
بات تیری یہ مسلسل ہی کہ موتی کی لڑی

مدتین ہو گئین اب تک ہی اسیکی اُمید
تیرا ملنا جو ہوا تھی وہ عجب نیک گھڑی

پاؤن انداز سے سی باہر نہین رکھنا لازم
بات ایسی نکر اے یار جو ہو حد سے بڑی

یار ہمراہ جو ہو سیر گل و گلشن مین
خوشنما لگتی ہی شادان مجھی ساون کی جھڑی

آزمایا اسے سو طرح سے کچھ جھوٹ نہین
تو جو کہتا ہے کہ تجھ پر ہی عنایات مری

طفلِ مکتب سا دبستان مین تری پڑھتا ہون
کیا ترے سامنے چلتی ہی کرامات مری

صبح اور شام ترا نام لیا کرتا ہون
کبھو مقبول تو ہوئیگی مناجات مری

سوچ رہتا ہے اسی باتکا اب کیا یہ کہیے
کارِ دنیا مین عبث کٹتی ہی اوقات مری

تم بن اب ایک گھڑی چین نہین ہی مجکو
عرض سُن لیجیو اے قبلۂ حاجات مری

دل سے شادان کو کوئی پوچھ لے لذت اُسکی
خوب کٹتی ہے جو ملتا ہی صنم رات مری

مثلِ نوروز خوشی سے تجھی ہر روز رہے
دست بستہ تری درگاہ مین نوروز رہے

جیسے خورشید کا ہو نور فلک پر روشن
کوکبِ بخت ہمیشہ ترا فیروز رہے

نعمتِ ہر دو جہان ہووے میسر تجکو
عیش و عشرت سے تری بزم دل افروز رہے

علم اور فضل مین ثانی نہو کوئی تیرا
گو ارسطوے زمان ہو سبق آموز رہے

نیزہ بردار ہو خورشید سپر دار ہو ماہ
جو ملازم ہو ترے کام پہ دلسوز رہے

سرنگون در پہ رہین تیرے جہان کے سرکش
تنِ اعدا پہ ترا تیر جگر دوز رہے

جشن و محفل کو تری دیکھ کے شادان کیطرح
مہر کو ہے یہ تمنا شرف اندوز رہے

مجکو تو آس لگی رہتی ہی پیارے تیری
بن ترے کہہ تو بھلا کون خبر لے میری

ہر گھڑی دہیان مرا تجھ سے بندھا رہتا ہی
دیکھنے سی ترے کسطرح مجھے ہو سیری

ہار تو ایسے ہین سے کوئی گلے مین ڈالے
پر تری سیج کے لائق ہی گلون کی ڈھیری

کہین ملجائین اکیلے جو مجھے وہ شادان
پاؤن پر گر کے خوشامد مین کرون بہتیری

مجھسے کب آکے ملیگا تو پیاری میرے
منتظر ہون ترا ای راج دولاری میرے

باعثِ روشنیِ خانہ کہون کیون نہ تجھے
گھر مین آنے سی ترے چمکے ستاری میرے

ترا ملنا ہی میان دلکی مری ہیگی مراد
یہی مطلب ہی یہی کام ہین ساری میرے

رنگِ گل گُل سی ہو باہر یہ کہان ممکن ہے
کوئی کیا جانے جو ہین راز تمہاری میرے

آپکے آنے سی کیونکر نہ خوشی ہو مجکو
گھر مین آئے ہو میان بہولکی باری میرے

پرورش کیون نہ کرے بندی کی بندہ پرور
کاج جتنے تھے وہ سب اُسنے سنواری میرے

اسلیے تیرے ہی دروازے پڑا ہی شادان
جانتا ہے کہ تو سمجھے ہی اشارے میرے

کیون میان چہوڑی ہی سچ کہہ تو ملاقات مری
کیا تجھے بہاتی نہین ہیگی کوئی بات مری

ایسی غافل وہ پری ہی کہ ہو جون مدہ ماتی
ہے مثل جسکو پیا چاہی سُہاگن ہی وہی
آنکھ سے نیند اچٹ جائی اُچھلنے لگی دل
گر ملے یار تپش دلکی ابھی مٹ جائے

کیا کرون مجھسے کوئی بات نہین بن آتی
بات ہے وہ ہی جو ای یار تجھی ہی بھاتی
چین کب آئے یہ سنکر وہ پری ہے آتی
فرقتِ یار سے دھڑکے ہی ہماری چھاتی

حال اپنا جو اُسے ہمنے لکھا ہی شادان
لیکے پہونچاوے کوئی اُسکو ہماری پاتی

راست کہتا ہون سُن ای یار حقیقت یون ہے
شورِ بلبل کی اُسے تاب نہین آتی ہے
منزلِ عشق مین حیرانی عاشق مت پوچھ
جسطرح لیلی و مجنون مین کسی وقت مین تھی
سُن مرے یار محبت کا طریقہ مجھ سے
سائی کی طرح لگا رہ تو قدم سے اُسکے

گمرہی چھوڑ کے چل راہ طریقت یون ہے
ہنس کے غنچے نے کہا گل کی نزاکت یون ہے
شکل آئینہ ہے حیرت زدہ حیرت یون ہے
ہمسے اور یار سے اب کہتے ہین الفت یون ہے
بھول مت دل سے اُسے شرطِ محبت یون ہے
دامن اُسکا نہ کبھو چھوڑ رفاقت یون ہے

کیون فراموش تو کرتا ہی اُسے ای شادان
تجکو بھولا نہ کبھی یار کی چاہت یون ہے

دردِ سر دیکھکے کتنون ہی کا مٹجائے گا ‏ ‏ اپنے ماتھے کو تو جو وقت تلک سی بھر دے
ترچھی نظرون سے سدا تیری طرف دیکھ ہی ‏ ‏ چشمِ بدبین کو تو اب خارِ خسک سی بھر دے
خلق سے ہوتی ہی بہتر بھی کوئی چیز کہین ‏ ‏ جسجگہ جائی تو مجلس کو مہک سے بھر دے
ایسی باتون کی نصیحت مین تجھی کرتا ہون ‏ ‏ خاطرِ غیر کو زنہار نہ شک سے بھر دے
گر تجھے حق نے کیا ہیگا میان داروغہ ‏ ‏ پیٹ ہر ایک گرسنہ کا چشک سے بھر دے

دیکھ صاحب کی تو یہ صاحبی اورہو شادان
کس مین طاقت ہی زمین کو جو فلک سی بھر دے

آنکھ یون بیٹھہ کے ظالم پسِ چلون مارے ‏ ‏ تیر جیسی کہ صفِ جنگ مین ارجن مارے
پنکھڑی پھول سی ہنس ہنس کی جدا ہو جائے ‏ ‏ گلبدن سیرِ گلستان مین جو دامن مارے
کچھ بھی چلتا ہی بھلا کام میان ایسی جگھ ‏ ‏ جاے نیزہ کوئی نادان جو سوزن مارے
دل مری ایک گھڑی تو بھی کہین نچلا بیٹھہ ‏ ‏ دیکھ جنگل مین کوئی بیٹھا ہی آسن مارے
تو نہ پھر تجکو نہ کچھ پھرنیسے ہوگا حاصل ‏ ‏ دربدر جیسے کہ پھرتا ہے برہمن مارے

بات آسان نہین کہتا ہی جو تو ای شادان
خواہش دل و ہین بر آسے اگر من مارے

سو طرح سے اُسے پرچاؤن مچل جاتا ہی
وہ تو سُنتا ہی نہین پھر مین کہون آ کس سے

کور کے سامنے سو نقش ہون کیا حاصل ہی
گر نہ دیکھا ہو کہین حالِ تماشا کس سے

تو ہی شادان کا ہے والی مری صبا سُن لی
بن ترے جا کے کہے دلکی تمنّا کس سے

گیان اور دہیان ترا شام و سحر رہتا ہے
جیسے گوندہا ہوا رشتی مین گہر رہتا ہے

آنکھ سے نیند بھی راتونکو اُچٹ جاتی ہی
دلمین کھٹکا جو ترا آٹھ پہر رہتا ہے

تیری باتین نہین کم سحر سے ای فتنہ سرشت
دلمین ہر بات کا برسون ہی اثر رہتا ہے

ہر مہینے مین تو اک روز ہو تو جلوہ نما
منتظر تیرا سرِ چرخ قمر رہتا ہے

پردۂ دلمین ترا عشق چھپا ہے ایسا
جسطرح سنگ مین پوشیدہ شرر رہتا ہے

چشمِ بد سے رکھی محفوظ خدا اے حاسد
اُسکو رہنے دے مری بر مین اگر رہتا ہے

تیرے ملنے کی تمنا ہی رہی شادان کو
ڈہونڈتا ہے وہ تجھے یار کدہر رہتا ہے

جو کہ پھیکا ہو سخن اُسکو نمک سے بھر دے
مے گلگون مین مزہ لیگی گزک سی بھر دے

برق کی طرح سے کیون آ کی نکلجاتا ہے
چشمِ عاشق کو میان اپنی جھلک سے بھر دے

مانگنا تجھسے ہی کیا شرم کہ تو داتا ہے
کام جتنے ہین جہان مین وہ ہماری کردے

اجر محنت کا خداوند کے ہی ہاتھون مین
غوطے کھاتے ہین جو دریا مین اُنہین گوہر دے

یہ تری درگاہ کو اب چھوڑ کے مین جاؤن کہان
لطف سے مُنہ یہ مری کھول تو اپنا در دے

ناز رکھتا ہے تری لطف پہ ہر دم شادان
یا خدا گوہرِ مقصود سے دامن بھر دے

کون کہتا ہے کہ دامانِ سحر پھیلا ہے
نورِ محبوب جدھر دیکھو اُدہر پھیلا ہے

دیکھہ قدرت کا تماشا جو بصیرت ہو تجھے
کفِ گلزار مین سو رنگ سے زر پھیلا ہے

شمع کا نور بڑہا بزم مین گُل لینے سے
شاخ ہونے سی قلم خوب شجر پھیلا ہے

کام صیاد کا کرتی ہے تری چشمِ سیاہ
صید ہو کیونکہ نہ دل دامِ نظر پھیلا ہے

حمد کر اُسکی جو ہے ارض و سما کا مالک
اُسکے پرتو ہی سے یہ نورِ قمر پھیلا ہے

شاد ہوتا ہی جسے دیکھہ کے ہر دم شادان
فیض اُسکا ہے کہ اُدہر سے اِدہر پھیلا ہی

تو ہی داتا ہے تو ہم مانگین بھلا جا کس سے
اپنی فریاد کرین ای مرے داتا کس سے

تجھہ سوا کون غریبون کی ہی سُننے والا
چھوڑ تجکو کہون احوالِ دل اپنا کس سے

ہمتو ہین صاف مری جان تجھے کہتے ہین
دلمین کچھ میل کا شک ہو تو قسم کھلوا لے

واچھڑی تیری نزاکت کی کرون کیا تعریف
خط اُٹھاتے ہین تجھی دیکھہ کی محفل والے

دیکھہ پروانے سی گرتے ہین ہزارون عاشق
دانۂ دام ہے عارض پہ تری تل والے

بلبل اتنا تو نکر شور چمن کے اندر
چاک دامن ہی جواب گل کا اُسی سلوا لے

ہے یہ دنیا کا مزہ اُسکو اگر تو سمجھے
کھا لے کچھ آپ بھی اور دوسرونکو کھلوا لے

ہی مناجات یہ شادان کی تو کر دی آسان
تیرے دروازی پہ آجائین جو مشکل والے

ہوش مین آ دلِ نادان مری غافل کیون ہے
چھوڑ دی جہل میان اتنا بھی جاہل کیون ہی

احولی چھوڑ اُسے دیکھہ کہ ہے ایک وہی
یار کو چھوڑ کے تو غیر کا مائل کیون ہی

ہے وہ داتا اُسے دینا نہین کچھ بھی مشکل
بن تری مانگے ہی دیتا ہی تو سائل کیون ہی

خوے بدطبع سی تیری نہین جاتی ہی رقیب
یار کے ملنے مین تو رشک سے حائل کیون ہی

دیکھنا کام ہے شادان کا رخ جانان کو
آئنہ یار کے چہرے سی مقابل کیون ہی

ہین جو غفلت مین اُٹھا آنکھ سی یارب پردے
کچھ تو کر رحم کہ کہلاتے ہین تیرے بردے

ابر کے پردی مین گر اُسکو چھپا دیجے مگر
ماہ کا جلوہ نہین ماہ جبین چھپتا ہے
شب دیجور کہان روشنیِ روز کہان
کفر چھپتا ہی چھپائے سی نہ دین چھپتا ہے
پردہ نسوان ہی کی خاطر ہی نہ کچھ تیری لیے
تو نہ چھپ جیسے کوئی پردہ نشین چھپتا ہے

ہے یہی اُسکے چھپانیکا ٹھکانا شادان
اپنے دل مین جو چھپاؤ بہ یقین چھپتا ہے

تجھ سوا اور کوئی کسکو یہان بھاتا ہی
مثلِ خورشید مجھے تو ہی نظر آتا ہے
آنکھ پھڑکے ہی مری آج سحر سے ہمدم
کہین تو نے بھی سُنا یار مرا آتا ہے
جب کہ بے پردہ نکلتا ہے اجی ماہ مرا
ابر مین چھپتا ہے خورشید یہ شرماتا ہے
مزرعِ آخرت اسواسطے دنیا کو کہا
جو کہ دیتا ہے یہان وہ ہی وہان پاتا ہے

اُسکے فرمان سی باہر ہے کوئی اے شادان
وہ ہی ہوتا ہے بہر طور جو فرماتا ہے

کہہ اُنہین پہنچے ہین منزل کو جو منزل والے
شیر میدان سے کے جو ہوتی ہین وہ ہین دل والے
ہم تو مشتاق ترے دیکھنے کے ہین کب سے
ٹک ٹھہر کر تو ادہر دیکھ لے محمل والے
جو کہ دریا مین پڑے ہینگی اُنہین ہیگا خوف
کب تجھے فکر ہی گرداب کی ساحل والے

کیا ترے گھر مین کمی ہیگی کسی باتکی یار
کچھ نظر کر نہ بداعمالی و بد حالی پر

کیون تو ترساتا ہی اب ہمین مین کچھ تو دی رے
چاہتے ہین تجھے ہم آتو ہماری دیرے

قدر کیا تیری ہو شادان وہ بڑی ہی سرکار
چاہنے والے تجھ ایسے ہین وہان بہتیرے

منتظر مین ترے ملنے کا ہون صاحب میرے
ملتا ہے جسپہ کرم کرتا ہے تو گھر بیٹھے
جسطرح تار نظر ہووے نظر سے پنہان
اک نظر دیکھ کہ اس بحر سے ہو بیڑا پار
بندگی چاہیے بندیکو بلا عذر مدام

تیرے کوچہ مین کیا کرتا ہون سو سو پھیرے
یون تو سنیاسی تجھے ڈہونڈتے ہین بہتیرے
تجکو مین ڈہونڈتا ہون تو تو ہی میری نیرے
جسطرح دلکو مرے حرص و ہوا ہین گھیرے
تو ہین سمجھے نہ سمجھی ہین مگر ہم تیرے

بھول مت بہر خدا دلسے کبھی شادان کو
تو جو صاحب ہی تو ہم دلسے ہین تیری چیرے

مہر طلعت ہی وہ پردے مین کہین چھپتا ہی
عیب پردی مین جو ہو پردہ دری ہوتی ہے
گو سیاہی مین ڈبو دیجیے اسکو لیکن

سوطرح سے بھی چھپاؤ تو نہین چھپتا ہے
تخم بویا تو کہین زیر زمین چھپتا ہے
منقلب ہووے تو کب نقش نگین چھپتا ہے

جسکی بُو سے ہی معطر سب جہان — میرے برین تو وہی گلفام ہی

سینہ صافی سے تجھی کہتا ہون مین — کندہ لوحِ دل پہ تیرا نام ہی

انتظاری مین نرکھ اتنا اب مجھے — میرا دلبر سے یہی پیغام ہی

واچھڑے کہتا ہے شادان دیکھکر

زلف تیری عاشقون کا دام ہی

میٹھی باتین کرے اپنی یار سے — مین تجھے کہتا ہون سن لی پیار سے

دوسرے لیسے کیا تجھے اب کام ہی — کام رکھہ تو اپنے اک دلدار سے

دیکھیے اب کسطرح ہووی نباہ — ہے مجھے پالا پڑا عیار سے

دیکھنا اُسکا مجھے گلزار ہے — کام کیا ہے اب مجھی گلزار سے

زاہدو آجائے جب ماہِ صیام — ڈرتے رہیے مست اور سرشار سے

خوابِ غفلت مین نرہ اتنا پڑا — تجکو صحبت چاہیے ہشیار سے

اپنی اُلجھن تجھ سے شادان کیا کہون

دل ہے اُلجھا طرۂ طرار سے

یار میرے نہین اب چین ہین تیرے — کیا کرین کس سے کہین رنج والم مین گھیرے

ہو کی جس شب بادلہ پوش آئی یار — چاندنی پھر تختۂ الماس ہے
دُور ہووے یہ جدائی یار کی — ایک پل حق مین ہماری یاس ہے

اے نجومی سُبھگھڑی لاگی لگن
یار کی شادان سے ملتی راس ہے

چاہتا ہون وسے پیاری مین تجھی — حرز جان کر رکھون آری مین تجھے
تیری بُو سے ہونگا جب مسرور مین — گُل چمنین دونگا ساری مین تجھے
ٹک کبھی تو نے تو ندیکھا اسطرف — کب سے کرتا ہون اشاری مین تجھے
وار نیکے واسطے مثلِ سپند — نذر دیتا ہون ستارے مین تجھے
دلمین جو پوشیدہ ہی راز و نیاز — سُن کہونگا کچھ کنارے مین تجھے

اتنا ترساتا ہے کیون شادان کو تو
کہہ رہا ہون آرسے آرسے مین تجھے

دوسریسے اب مجھی کیا کام ہے — تیرے قدمونکے تلے آرام ہے
خواہ تو لے خواہ مجکو دی میان — تیرے میرے درمیان اک جام ہے
ہو کھٹک جیسے کسی کی آنکھ مین — دہیان تیرا دلکو صبح و شام ہی

غیب سے آتی ہے ای شادان ندا
اُسکی قائم تا ابد بنیاد ہے

ڈہونڈتے ہو جسکو تم وہ پاس ہے
پہول ہین جیسی کہ پنہان باس ہے

بہول مت اُسکو جو بندہ ہو ترا
دیکھ پیارے ہمکو تیری آس ہے

تو نہ روٹھے دیکھہ کر کوئی قصور
راتدن ہمکو یہی وسواس ہے

گر قرن گزرے شمار اُسکا نکر
وصل جسمین ہو وہ خوشتر پاس ہے

چاندنی پرتو سے جسکے ہی خجل
چاند سے بازو پہ وہ الماس ہے

کیا کہین نالہ نکرنے کا سبب
تیرے نازک دل کا ہمکو پاس ہے

جسکو کہتے ہینگے شادان گہر بگہر
ہے یہی مشہور تیرا داس ہے

راتدن بستا ہمارے پاس ہی
ہم اگر گل ہین تو وہ جون باس ہی

ہر زمان شادان کو اُس ہی آس ہے
وہ نگہبان ہی تو کیا وسواس ہی

یاد مین رہ اُسکی بے کھٹکے سدا
ڈر نہین اُسکو جو اُسکا داس ہی

گفتگو ہے راست مرد خاص کی
سُن نہ جو قول عوام الناس ہی

ٹک ادہر دیکھے تو کلفت دور ہی
ہو گذر اُسکا تو ظلمت نور ہے

بوُ چھپا دُ مشک کی چھپتی نہین
عشق میرا کیا چھپے مشہور ہے

کوئی جا خالی نظر آتی نہین
ہر مکان اُس ذات سی معمور ہے

اے دوانے یاد رکھہ اس بات کو
بھولنا اُسکا نہین دستور ہے

جانتا ہے تو جو مخفی دل مین ہے
عرض کرنے کا کہان مقدور ہے

کہنے اور سُننے کی یان حاجت نہین
وہ ہی ہوگا جو تجھے منظور ہے

طفل یان کو دیکھہ جون ہوتا ہے خوش
دیکھہ شادان شاہ کو مسرور ہے

شہ کے گھر شورِ مبارکباد ہے
عید آنے سے مرا دل شاد ہی

بھولتا کب ہی جو دل مین نقش ہو
بانکپن تیرا وہ ہمکو یاد ہے

علم ہر اک بات کا ہیگا اُسے
فن مین ہر اک چیز کے اُستاد ہی

شاہِ اسکندر تمامی خلق پر
ہے مسلم جو ترا ارشاد ہی

عیدِ قربان مین عدو قربان ہوے
ملک اُسکی ذات سے آباد ہی

پرورش کرتا ہے جو مخلوق کی
حق تعالی کی اُسے امداد ہی

نور برسے ہے درو دیوار سے
ہان میان کیا بے بہا ہی چاندنی

دلربا کے ساتھ چلکر دیکھیے
بوستان مین دلربا ہے چاندنی

شاہِ اسکندر کا وہ روشن ہی نام
روبرو اُسکے تو کیا ہی چاندنی

ماہ سے ہے شاہ کا رتبہ دوچند
گھر مین اُسکے جابجا ہی چاندنی

خوش رہے وہ خسروِ خورشید رو
اس جہان کے بیچ تا ہی چاندنی

نورِ رخ ہے یار کا شادان شریک
اسطرح جو دلکشا ہے چاندنی

منتظر ہون کب ہی کب تم آؤ گے
چین جب ہوگا کہ جب تم آؤ گے

دلکو تسکین ہے مری اس بات سے
حسبِ وعدہ وقتِ شب تم آؤ گے

ظاہری باتون مین کیا ہی دوستی مین
ملتجی جب ہونگا تب تم آؤ گے

ہی یقین اسمین نہین مجکو گمان
دل ہی مضطر اس سبب تم آؤ گے

یار میرے تم پہ مین ہونگا نثار
سُبھ گھڑی جب باطرب تم آؤ گے

کہہ نہین سکتا ہے شادان یہ سخن
دل جو چاہے بے طلب تم آؤ گے

دہیان رہتا ہی ترا اب ہر گھڑی
کسطرح مین رازِ دل تجھسے کہون
شوخ شوخی گرچہ تیرا کام ہے
لعل مین آیا نظر نیلم کا رنگ

آنکھ رہتی ہے تری دہی لڑی
تجکو اپنی مجکو اپنی ہے پڑی
پر نگر ملنے مین اتنی بھی اڑی
جب جمائی لب پہ مسّی کی دھڑی

چھوڑ مت شادان تو ملنا یار سے
گر لگی ہو خوب ساون کی جھڑی

راتدن مجکو تمہارا دہیان ہے
ہی جوانی تیری دو دن کی بہار
پردۂ غفلت کچھ ایسا ہے پڑا
حضرتِ موسیٰ نہ لائی تاب جب
آنکھ مین گھر حسرتِ دیدار کا

دلکو ملنے کی ہوس ہر آن ہے
کیون تجھے اسطرحکا گمان ہے (غرور)
دل ہمارا جان کر انجان ہے
دید کا تیری کسی اوسان ہے
دلمین ملنے کا تری ارمان ہے

جانتا ہے اسکو وہ بس مغتنم
کچھ جو شادان کو تری پہچان ہے

آجکی شب خوشنما ہے چاندنی
سیر کرلے باصفا ہی چاندنی

دل مرے غافل نرہ زنہار اسکی یاد سے
گر تو بھولا ہے سبق پڑہ کی کسی اُستاد سے

باد و باران جون ہوا و حرص کرتے ہین خلل
چاہیے دیوار مستحکم اُٹھے بنیاد سے

سرو جو آزاد ہے سرسبز قدرت سے ہوا
گر فراغت چاہتا ہی سیکھ لے آزاد سے

بوالہوس تجکو اگر ہے عشقبازیکی ہوس
سیکھ لے تو یہ ہنر اے بے ہنر فرہاد سے

جسطرح فیل و نشان سی فوجکی ہوتی ہی شان
رونقِ گلشن ہے یون ہی سرو اور شمشاد سے

توبھی کرلے نام روشن جیسے کسریٰ نے کیا
نامور ہوتا ہے عادل اپنی عدل و داد سے

جو کہا شادان سے اُسنے نقش کر دلپر رکھا
اب کہان ہوتا ہی باہر آپکے ارشاد سے

یاد کرتا ہون تجھے مین ہر گھڑی
بھولکر باتین سبھی چھوٹی بڑی

قیمت اُسکی ہی جواہر سے فزون
بات تیری ہیگی موتی کی لڑی

تجھے جو نافرمان ہوی سب داغدار
کیا جمائی تونے مستی کی دھڑی

تیرے ملنے سی دوبالا حُسن ہے
خوشنما ہے گرچہ ساون کی جھڑی

چھوڑدی اُسنے لڑائی غیر سے
آنکھ جب شادان کی دلبر سے لڑی

فکر کرنے سے معانی لفظ کے آتے ہین ہاتھ
سنگ سے چقماق لگتے ہی شرر اُڑنے لگے

شعر کے میدان مین آئین تو ہو تعریف بھی
بات ہی کیا اسپ شادان کی اگر اُڑنے لگی

جب صبا گلشن مین جا غنچونکی عقدے وا کرے
چہچہے سو رنگ سی پھر بلبل شیدا کرے

لکھتے لکھتے تھک گئی سب اولیا او انبیا
بیشمار اُسکی ہی قدرت کیا کوئی لیکھا کرے

قطرہ دریا کی جدائی سی کری جب اضطراب
ابر رحمت قطرے کو اک آن مین دریا کرے

راہ ایسی چل کسیکا دو کھنا تجھپر نہو
جگ ہنسائی تو نکر جسکا کوئی چرچا کرے

اک پلک کے مارنے مین دو جہان پیدا کیے (الزام)
جسگھڑی خالق نے چاہا خلق کو پیدا کرے

گلبدن نازک بدن ہی چاہیے شادان تجھی
اپنے پیارے کو تو پیاری آنکھ سے دیکھا کری

شمع جو روشن ہی محفلمین اُسیکا نور ہے
جسنے دیکھا آنکھ بھر اُسکو وہی مسرور ہے

موج ہے دریامین لیکن مضطرب ہی جوش سے
ہی تری نزدیک جسکو ڈھونڈتا تو دور ہے

گر نہ دیکھا جلوہ خورشید کسکا ہے قصور
پوچھتا ہے ہمسے کیا تو اُسکو جو مشہور ہے

پردہ دلکو اٹھا کر دیکھ شادان بیحجاب
روشنی آنکھونکی تیری آنکھ سے مستور ہے

وہ جو روٹھا تھا ہمین اسکی خبر کرنی نہ تھی — کی خبر ناحق کوئی تدبیر اگر کرنی نہ تھی

یار کے جانیکا گر تجکو اشارہ تھا ملا — اطلاع آگے سے کیا بادِ سحر کرنی نہ تھی

کھیت چڑیان چگ گئین پچتای سی اب نفع کیا — اسکی کچھ تدبیر تجکو پیشتر کرنی نہ تھی؟

کیا کہین تقصیر کی کچھ شرح ہو سکتی نہین — کی تہی گر اکبار تو بارِ دگر کرنی نہ تھی

ہے تمہارا نام جب ستار و غفار و رحیم — کیا گنہگارونسے تمکو درگزر کرنی نہ تھی

دل مرا لیجا کی مجھسے اب یہ کرتا ہے سلوک — کیون چراتا ہی نظر پہلے نظر کرنی نہ تھی

عاشق ایسا جیسا شادان ہی کہان ہی دوسرا — دلسے تمکو کچھ توجہ کیا ادھر کرنی نہ تھی

آہِ بلبل سے ہوا مین جب شرر اڑنے لگے — برگِ گل گلزار مین ایدہر اودہر اڑنے لگے

صبحدم دیکھا جو ہمنے ٹک اٹھا کر آنکھ کو — تیری گلشن کے طرف مرغِ سحر اڑنے لگے

تہنیت ہی کیا بہار آنیکی سینو دوستو — باغ مین پت جھڑ سے پتی مثلِ پر اڑنے لگے

موسمِ بارش مین پیدا ہو زمین سی یک بیک — سیکڑون پردار کیڑے دربدر اڑنے لگے

ابتو آبادی مین ہی بڑہکر گلستان سی بہار — مور گلشن سے نکل کر گھر بگھر اڑنے لگے

عاشقونکو دیکھہ کر انکو بھی آیا ولولا — بلبلونکے غول ہر سو بیشتر اڑنے لگے

کب سند ہوتی ہے ایسی بات پیشِ عاقلان — باہنر کے سامنے کیا بی ہنر اڑنے لگے

ہمسے جو کہتا ہی تو اے یار دامن چھوڑ دی ہم بھی کہتے ہین کہ تو یہ مکر یہ فن چھوڑ دے

بازی و بازیچہ مین کب تک ہے مصروفی تری جب ہوا تو پیر شرما کر لڑکپن چھوڑ دے

مردمک سا رکھہ اُسے آنکھونکے اندر رات دن اُس سوا کچھ دیکھہ مت مژگان کی چلون چھوڑ دے

یہ بوج اُس پیارے صنم کو ہی جو گھٹ گھٹ مین بھرا اب پرستش سنگ کی تو ای برہمن چھوڑ دے

مکر سے کیا فائدہ رکھہ کام سچی بات سے دل سے کر تو یاد اب ظاہر کی سُمرن چھوڑ دے

کہہ صبا شادان سے گر ہے شادمانی کی ہوس
دیکھہ وہ دستِ نگارین سیرِ گلشن چھوڑ دے

جو کہ ہے چالاک اور پیراک دریا پار جاے کب شمار اک بار کا ہے بلکہ سو سو بار جاے

ہٹ نہین چلتی کسو کی تیرے آگے او میان شرط باندہے آگی جو تجھسے وہ آخر ہار جاے

روز و شب آنکھونکے آگے چاہتا ہون مین اُسے چین کب آتا ہے پہلو سے اگر دلدار جاے

یوسفِ مصری بھی آئے بنکے تیرا مشتری دھوم ہو جاے اگر تو بر سرِ بازار جاے

اسمین حاصل کچھ نہین ہی ہرزہ گردی کی سوا کیون بھٹکتا ہی تو اکدر چھوڑ کر دو چار جاے

لطف حاصل ہو دوبالا پھر تو ای شادان تجھی
سیر کو جب یار سے مل جانبِ گلزار جاے

وہ بتِ طناز سو سو رنگ سے ہی جلوہ گر
دوش پر زنار ہے اور ہاتھ مین مالا بھی ہے

ہے وہ قادر اُسکی قدرت کا تماشا دیکھ لی
جسم پیدا کر کے اُسنے روح کو ڈالا بھی ہے

قابلِ نظارہ ہی اُس مہر طلعت کا بناو
زلف یون چہرے پہ ہی جون ماہ و ہالا بھی ہے

جسطرح سے دیکھیے بھاتا ہی ہمکو چلبلا
نیند کا ماتا ہے تسپر شوخ متوالا بھی ہے

دیکھیے بنتی ہی کیونکر لا اُبالی شوخ سے
جو ہے دشمن جانکا اُس ہی پڑا پالا بھی ہے

اسطرح کے روٹھنے اور چاہنے پر مین نثار
روٹھنے والا بھی ہی وہ چاہنے والا بھی ہے

شکر ہے شاداں دکھائی یہ گھڑی اللہ نے
ہم ہین اور معشوق ہی شیشہ بھی ہے پیالہ[ط] بھی ہی

کی خطا تو نے جو اُس پیار کی یاری چھوڑ دی
ناسمجھ تھا چیز ہلکی لیکے بھاری چھوڑ دی

ہم نہ کہتے تھے کہ جھوٹا عشق ہی اغیار کا
انتظاری کرتے تھے سو انتظاری چھوڑ دی

گرچہ شکوہ بیشتر ہمکو بھی اُس ہی تھا مگر
بر مین جب آیا صنم شکوہ گذاری چھوڑ دی

دیکھکر بادِ بہاری پیچھے کرنے لگین
بلبلون نے اب چمن مین بیقراری چھوڑ دی

نشۂ ظاہر پہ شاداں کا کبھی دل تھا مگر
نشۂ الفت بڑھا تو بادہ خواری چھوڑ دی

[ط] پیالہ بروزن نوالہ ہے یعنی اسمین یا نہین [illegible] ہے مگر زمانۂ قدیم مین ان باتون پر نظر نہین کی جاتی تھی ۱۲

پرتوِ خورشید پڑتا ہیگا نیک دبدبہ چون
فی الحقیقت ہین برابر خویش و بیگانہ تجھے

دیدۂ مجنون مین تھا جسطرح سے لیلیٰ کا گھر
مردمک سا آنکھ مین رکھتا ہی دیوانہ تجھے

تیری خواہش کیا ہی پیارے کیا ہی تیرا مدعا
ہر طرح منظور ہے شادان کو بہلانا تجھے

دل تڑپتا ہے مرا دلدار کب دیکھون تجھے
چین آوے دلکو میرے یار جب دیکھون تجھے

صبر کب آتا ہے عاشق کو جدائی مین تری
گل پہ مت رکھ دل یہ چاہی ہی کہ کب دیکھون تجھے

لطف تب ہو ای ہلالِ عید تو جب بدر ہو
چہرہ تیرا کچھ نظر آتا ہی سب دیکھون تجھے

روشنیِ چشم ہو جاوے دوبالا جسگھڑی
اختروں مین جلوہ گر ایماہِ شب دیکھون تجھے

ہے بڑی امید مجکو اپنی چشمِ شوق سے
گرچہ تو پردہ مین ہی پر کیا عجب دیکھون تجھے

چاہتا ہون مین کہ ہو مجہپر نہ کچھ احسانِ غیر
باسبب ملتا ہی لیکن بے سبب دیکھون تجھے

یار سے اپنے یہی شادان کی ہی بس آرزو
خواب مین پہلو بہ پہلو لب بلب دیکھون تجھے

سیر کو چل باغ مین تو گل بھی ہی لالا بھی ہے
بلبلون مین ہر طرف نغمہ بھی ہی نالا بھی ہے

زلف ہی اسکی سیاہ اور کان مین بالا بھی ہے
فتنہ گر ہے چشم اور سُرمی کا دنبالا بھی ہے

اس جہان مین کیا کہون مین دوسریکا آسرا
مجکو تو پیارے فقط اک تیرے دم کی آس ہے

آیۂ لاتقنطوا پڑہکر سنادے تو اُسے
جسکو اے شادان حصولِ مدعا کی یاس ہے

عاشقونکے دل لُبھانے کو یہ تیرا ناز ہے
جان بھی قربان ہوجاتی ہی وہ انداز ہے

دلفریبی مین عجب قدرت خدا نے دی تجھے
بات جو تیری میان ہی سحر ہے اعجاز ہے

اُسکے سُننے سی خوشی عاشق کو ہوتی ہی مدام
بلبلونکی جو چمن مین صبحدم آواز ہے

دن خزان کے جا چکے تجکو مبارک عندلیب
ہر طرف گلشن مین پہولونکی بہار آغاز ہے

تم نہین سمجھے ہو کچھ اس رمز کو کیا رمز ہی
ناز جو کرتا مرے دل سے بتِ طناز ہے

سیکڑون ہین ماہ طلعت مین ہزارون خوشجمال
ہمنے جسکو چُن لیا سب مین وہی ممتاز ہے

پائی شہرت اسلیے شادان ہماری نام نے
دل ہمارا بے دھڑک جو یار کا دمساز ہے

ہمنے تو ہر رنگ مین اے یار پہچانا تجھے
گو کسی قالب مین تو آیا مگر جانا تجھے

دیر کیون کرتا ہے ملنے مین خدا کیواسطے
ہر بہانے سے مری گھر چاہیے آنا تجھے

تب تو کچھ تجکو بھی رحم آئیگا اے صاحب مرے
حالِ دل کا جب سناؤنگا مین افسانہ سب تجھے

شاد ہو کہتا ہے شادان اپنے دلکا مدعا
منتظر ہین آپکے ہم ٹک ادہر تو آیئے

دیکھنا تیرا انکہ کو باعثِ آرام ہے
دلمین مرے یاد تیری یار صبح و شام ہے

یاد تیری شاخِ دلکو سبز رکھے ہے مدام
بھول جائے جو کہ تجکو دلسے وہ گمنام ہے

بادۂ الفت سے یکسر کردیا سرشار یون
جاگتے سوتے مری نظرون مین وہ گلفام ہے

دیکھنا تیرا تو مجکو جون ہلالِ عید ہے
بس سوا تیرے مجھے اب کیا کسی سے کام ہے

جو نہ سمجھے عاقبت کو غافل اسکو جانیے
ہے وہی انسان جسے مدِ نظر انجام ہے

مرغِ دل جا کر پھنسے ہی دیکھ دانہ خال کا
زلف تیری دلفریبی کو میان اک دام ہے

کیا اثر ہی چشم مین شادان کو جو بیخود کیا
آنکھہ کی گردش نہین ہے بلکہ دورِ جام ہے

ڈہونڈتے پھرتے ہو جسکو وہ تمہارے پاس ہے
گو نظر آتا نہین پر پھول مین جون باس ہے

بادِ صرصر سے بچائے شمع کو فانوس جون
ہو خدا جسکا نگہبان کیا اسے وسواس ہے

جسکے سینے مین کدورت ہو نہین کچھ کام کا
صاف جو سینہ کہ ہووے وہ بہ از الماس ہے

جو کہ ہے بندہ خدا کا اسکا رتبہ ہے بلند
ہے بھلا اسکا جہان مین جو کہ ہرکا داس ہے

خواب غفلت مین پڑا سوتا ہی ہے رات دن
اے دوانی ہے خبر کچھ بھی تجھے انجام کی

دیکھیے آتا ہی وہ پیارا ہمارا کس گھڑی
صبح سے ہم دیکھتے ہین راہ ہمدم شام کی

بات ایسی کر کہ شادان نیکنامی جسمین ہو
ورنہ دنیا مین کوئی عزت نہین بدنام کی

رٹ لگی ہے مجکو پیاری ایک تیرے نام کی
بیخودی مین کب خبر ہوتی ہی صبح وشام کی

کس گھڑی آکر ملیگا وہ نہین معلوم کچھ
جستجو رہتی ہے میری دل کو اُس گلفام کی

صورت آرام آوے کیونکہ بن تیرے نظر
رام ہونے سی ترے ہوتی ہی شکل آرام کی

روشنی پھیلی ہے جسکے دیکھنی سی چوطرف
آنکھ مین پھرتی ہے شکل اُس یار سیم اندام کی

اسطرح خواہش تری شادان کو رہتی ہی مدام
جیسے خواہش ابر مین ہوتی ہی دور جام کی

یار اب روٹھا ہی اپنا کسطرح پرچائیے
جو سمجھتا ہی نہووے کیا اُسی سمجھائیے

پیچ بالونکا نہ نکلے عشق پیچان کی طرح
جو سُلجھتی ہی نہووے بات کیا سُلجھائیے

ہے منزہ ذات اُسکی برتر از وہم وگمان
جو نظر آتا نہو کیونکر اُسے دکھلائیے

دوستو تمسے ہمارا کب یہ پیغام ہے
ڈھونڈتے ہین ہم جسے اُسکا نشان بتلائیے

کیون نہ ہو حیرت زدہ آئینہ اُنکے عکس سے
جتنے بندی جان و دل سی ہین دردولت کے آج
برگزیدہ آپکو اُسنے کیا ہے لطف سے

یون جبین اُنکی ہی جیسے ہووی طلعت ماہ کی
لطف کہیے اُن پہ یہ ہی عرض دولتخواہ کی
ابتدا سے آپ پر دیکہی مدد اللہ کی

شکر کیجے اُسکا شادان کیون نہ دیسی ہر گھڑی
حاجتین کین جسنے پوری بندۂ درگاہ کی

فیض ہے یون صاحب ادراک کے سائے تلے
تب اُسے معلوم ہوتی ہیگی قدر عافیت
پیٹ کا مارا پھرے ہی اسطرح سے دربدر
سایۂ طوبےٰ سے بہتر جان اُسکی منزلت

پرورش پاتے ہین جون افلاک کے سائے تلے
دہوپ کا مارا جو بیٹھے تاک کے سائے تلے
سگ شکاری دوڑی جون فتراک کے سائے تلے
سوئے ہے دہوبی سدا پوشاک کے سائے تلے

قدرت اُسکی دیکھ کر شادان تو ہیگا شادمان
پھوٹتا ہے تخم ہر اک خاک کے سائے تلے

آرزو ہے بندہ پرور نامۂ و پیغام کی
جیسے کھانا بی نمک ہووی نہ ہووی کچھہ مزہ
روٹھنے مین تیرے اور اپنی منانے مین صنم

کوئی تو صورت نکالو چین کی آرام کی
ذکر پیارے کا نہو جس بات مین کس کام کی
رات تو یونہی کٹی ٹھہرے کہین اب جام کی

آئی رُت برسات کی چلنے لگی ٹھنڈی ہوا
قطرے برسائے گہر سے ابرِ گوہر بار نے

جی مین جو آتا ہے سو کہتے ہین تجھسی ہر گھڑی
اسطرح ہمکو کیا گستاخ تیرے پیار نے

ہے یہی ضرب المثل ڈھونڈیگا جو پائیگا وہ
ڈھونڈنے سے تجکو پایا طالبِ دیدار نے

عاشقونکی دلفریبی کا یہی دستور ہے
سو طرح کے رنگ دکھلائے مری دلدار نے

آج ہے تو ہی دکن مین شاعرِ شیرین کلام
بند طوطی کو کیا شادان تری گفتار نے

کر دیا دل تنگ غنچے کو دہانِ یار نے
آگ پھولون مین لگائی آتشین رخسار نے

آنکھ اپنی جسگھڑی جا کر لڑی اُس آنکھ سی
دلکو آوارہ کیا اُس طرۂ طرار نے

دیکھکے بہلانیکی کیا صورت نکالی واہ واہ
زلف کے پھندے مین ڈالا دلبرِ عیار نے

سیرِ گل کا لطف کیا تمسے کہون ای مہربان
چشم کو بخشی طراوت صبحدم گلزار نے

تیرے نظارے سے ہوتا ہی ہر اک کی دل مین جوش
دیکھ دریا کو لگا اپنے مین موجین مارنے

کیون نہووی مست شادان تیری چشم مست سے
کھو دیے جب ہوش اپنے دیکھ ہشیار نے

ہے دعا یہ رات دن ہر ایک دولتخواہ کی
عمر ہووے خضر سی شاہِ سکندر جاہ کی

عید ہے دشمن کو اپنے سرپہ قربان کیجیے — عیش و عشرت کا خوشی کی ساتھ سامان کیجیے

مستمندونکو بروز عید اپنے فیض سے — خلعت زیبا جواہر دیکے شادان کیجیے

جز در دولت کسیکا آسرا انکو نہین — جو کہ بندے ہین تمہارے انپہ احسان کیجیے

دست قدرت سے خدا نے تمکو دی ہی دسترس — مشکلین جتنی کہ ہووین سبکو آسان کیجیے

احتیاج انکو نہووے پھر طبیبونسے کبھو — دردمندونکا مسیحا ایسا درمان کیجیے

التجا یہ ہے نسیم لطف سے شاہ دکن — غنچۂ دل بند جو ہین انکو خندان کیجیے

آپ جاتے ہین جہان ہوتا ہی جنت کا سمان
خانۂ شادان کو بھی اکدن گلستان کیجیے

مین فی تو اے بیوفا اپنی سی بہتیری کہی — تو نہین سنتا نہ سن مرضی تری یون ہی سہی

ہر طرح سے اسکو سمجھاتا ہون پر ہی بات کیا — دل مرا کرتا ہے تیری یاد ہی کیون کو تہی

کسطرح سے کاٹیے بن تیری دن اور راتکو — ایک پل کی بھی جدائی اب نہین جاتی سہی

کہنے کو شادان بہت سے دوست ہین اپنی مگر
کوئی اتنا بھی نہین آکر کرے جو دلدہی

لطف سے کی حال پر میرے نظر دلدار نے — عہد جو ہمسے کیا تھا سو نباہا یار نے

پالتا ہے دامنِ رحمت میں ہر ذی روح کو
دو جہان کا ہے جو مالک یہ اُسکی شان ہے
حکم مین رہتے ہین جسکے یہ زمین و آسمان
جان و دل سے اُسکا شادان تابعِ فرمان ہے

صفحۂ دل پر مین کھینچون تشکلِ جانان تو سہی
اے مصور لکھہ کے دکھلا دون گلستان تو سہی
پیچ کیون کھاتا ہے مثلِ مارای حاسد نکل
خوب سا تجکو کرون مین ابکی حیران تو سہی
اے نجومی سُن ہماری بات از راہِ شگون
اے کے بار شمین بھی برسے خوب باران تو سہی
اُوستادی ہے بہت مشکل یہان سی سیکھ لے
ہم کرین ثابت تجھے طفلِ دبستان تو سہی

ہمنے مانا تو نہین مشتاق سیرِ باغ کا
تجکو بہلا کر کبھی لیجا ے شادان تو سہی

خیر جو تجکو کھلاتا ہے کھلا یون ہی سہی
لاکھہ کی جا اک دلاتا ہے دلا یون ہی سہی
ہمتو پینے والے جامِ عشق کی ہین ساقیا
مے اگر ہمکو پلاتا ہے پلا یون ہی سہی
ہمکو شکوہ کچھ نہین یہ بھی اک اُسکا ناز ہی
یار جو اغیار سے جا کر ملا یون ہی سہی
تو ہنسی کرتا ہے شادان سی تو کر دی پیار مین
کِھل کِھلاتا ہی جو کھِل کر کھِل کھلا یون ہی سہی

ہے خداوندی سزاوار اُسکو ہمکو بندگی
بیش و پس ہرگز نہ کیجے گر بلائے مہربان

دل نہ دیجے اور کو اپنا اُسیکو دیجیے
آب حیوان جانکر اُسکو خوشی سے پیجیے

آنکھ نیچی ہو نہ اے شادان کسی سے عمر بھر
جبر دل پر کیجیے لیکن نہ احسان لیجیے

دل ہمارا کچھہ سمجھتا ہی نہین نادان ہے
اور جو ہے دلربا وہ جانکر انجان ہے
اے پری وش تو نے پائی ہے وہ صورت دلفریب
آدمی کا ذکر کیا آئینہ بھی حیران ہے
مال و زر اور ملک و دولت کی نہین کچھہ منزلت
دی ہے اُسنے جان اور ایمان یہ احسان ہے
تو تو ہے ستار اور غفار اور رازق رحیم
کی جو بندے نے خطا آخر کو پھر انسان ہے
شکل تیری میری آنکھون مین پھرے ہے رات دن
یاد تیری میرے دل مین ہر گھڑی ہر آن ہے

وہ ہی ہوویگا جو ای صاحب تجھی منظور ہے — سامنے تیرے بھلا بندی کا کیا مقدور ہے

دیدہ و دانستہ گر ہو جرم بخشائش نہو — عذر اُسکا ہے پذیرا جو کوئی معذور ہے

چار دن کی چاندنی ہے حُسن کی یہ آب و تاب — اسقدر اے یار کس برتے پہ تو مغرور ہے

چشمِ نرگس دیکھہ کر حیرت زدہ سی رہگئی — آنکھہ تیری دَورِ مَے سے اسطرح مخمور ہے

نور جسکا ہر طرف پھیلا ہے مثلِ آفتاب — وہ بتِ طناز میرا دیکھہ رشکِ حور ہے

جون نگہ ہو دُور اور نزدیک یکسان آنکھہ مین — ہیگا وہ نزدیک کیون کہتا تو اسکو دُور ہے

فی الحقیقت ہی یہی شادان جو کچھ تو نے کہا
یاد مین اُسکی رہی جو کوئی وہ مسرور ہے

ہم گئے سیرِ چمن کو باغبان سوتی رہے — سرو گلشن بر لبِ آبِ روان سوتے رہے

لے دوانے چاہیے ہشیار رہنا ہر گھڑی — چور چوری کر گیا اور پاسبان سوتے رہے

نشۂ غفلت مین ایسی چور ہو کر پڑ رہے — صبح ہونے پر بھی سب خرد و کلان سوتے رہے

دل سے ہین بیدار ظاہر ہر نگہ اُنکے نظر
جو کہ تھے ہشیار شادان شادمان سوتی رہے

چاہیے شام و سحر بس نام اُسکا لیجیے — جسطرح رکھے وہ ہر دم شکر اُسکا کیجیے

منتظر تھے جسکے ہم سو آکے وہ ہل مل گئے

دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہے
خوش بہت ہوتا ہے جسدم اُسکو سائل مل گئے

ہے مثل ہمجنس کو ہمجنس ہی سے میل ہے
شغل کا تھا شوق جسکو اُسکو شاغل مل گئے

بات کہنے کی نہین شادان ہین اسکو کیا کہون
زورِ طالع تھا کہ آکر ہمسے کامل مل گئے

شکر اُسکا چاہیے کرتا رہے تو ہر گھڑی
نور سے جسکے ترا سینہ ہی مملو ہر گھڑی

خُلق کرنے سے ہوئی انسان کی شہرت خلق مین
غنچہ گل ہوتے ہی پھیلی ہر طرف بُو ہر گھڑی

عید آتی ہے برس مین ہے یہان ہر روز عید
ہین ہلال عید ہمکو تیرے ابرو ہر گھڑی

سچ اگر پوچھو تو ہین عارض پہ بکھرے اسلیے
دام مین لاتے ہین دل کو اسکے گیسو ہر گھڑی

سیکھ جائین سحر بازیگر نگاہِ ناز سے
کرتی ہے جادو تمہاری چشم جادو ہر گھڑی

کب پسندِ خاطرِ شادان جُدائی ہے تری
چاہتا ہے دل کہ ہے تو زیب پہلو ہر گھڑی

موقوف نہین ہے ایک دو پر
وہ حال پہ سب کی مہربان ہے

تعریفِ خدا زبان سے شادان
کیا کیجے کہ خارج از بیان ہے

مرغوب جو یار کو چمن ہے
بلبل کا اسی لیے وطن ہے

ملجائے تو خاک مین نہ جب تک
ملنا اُسکا بہت کٹھن ہے

بُو اُسکی سے ہی جہان معطر
گلرو کا جو گل سا پیرہن ہے

آتی ہے ہنسی بھی مشکلون سے
غنچے سے بھی تنگ وہ دہن ہے

کب پہنچے ہے قند اُسکی لب کو
غیرت دہِ سیب وہ ذقن ہے

کیا شان ہی اُسکی چشمِ بد دُور
سج دھج مین عجیب بانکپن ہے

باندھے ہے ہی جو شوخ سرخ دستار
کیا حُسن ہے واہ کیا پھبن ہے

شیرین کو جو اپنے دلمین دیکھا
عاشق تو اُسی پہ کوہکن ہے

قربان اُسیر ہون مین تو شادان
آقا جو مرا اشرِ دکن ہے

شُبھ گھڑی تھی وہ ہی جسدم یار دو دل مل گئے

اے بادِ صبا کھولدے اب وقتِ سحر ہے　　غنچے مین تبسم کی جو گلجھڑی سی پڑی ہے
سالک ہو طریقت کا جو مرشد تجھے ملجاے　　مت بھول تو اس راہ کو گو راہ کڑی ہے

گھر شاہِ سکندر کے بہار آئی ہے شادان
ہر شاخ لیے نذر کو پھولون کی چھڑی ہے

تڑپانے مین ہرچند کہ قاتل نے کمی کی　　لیکن نہ تڑپنے مین مری دل نے کمی کی
ٹک لینی تھی مجنون کی خبر وحشتِ جنون مین　　افسوس یہان صاحبِ محمل نے کمی کی
دینے مین تو کچھ عذر نہ تھا بحرِ کرم کو　　مانگا نہ سخی سے تو یہ سائل نے کمی کی
ہے عقل سے باہر یہ ہنرمند کی نزدیک　　سیکھا نہ جو کچھ علم تو عاقل نے کمی کی

شادان نہین کہتا ہی غلط بات یہ سچ ہے
جسوقت گرہ کھل گئی مشکل نے کمی کی

بے پردہ وہ چارسو عیان ہے　　نافہم کو وہم ہے گمان ہے
ہے پاس ترے نہ بھول ای دل　　کیا دیکھ رہا یہان وہان ہے
آنکھین ہون تو کوئی اُسکو دیکھے　　آنکھون ہی کے پردے مین نہان ہے
کچھ ہو جو نشان نشان ملی تب　　کیا دیجے نشان وہ بےنشان ہے

گر تجکو میسر ہو ملاقات کسیکی — تو چھیڑ کسی طور سے بھی بات کسیکی

بیگانے کا بھی ہاتھ مین دل آتا ہی اس سے — کیا چیز ہے واللہ مدارات کسیکی

ہے عیب فقیرون کے لیے شوقِ کرامات — مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

مشغول بدل سجدۂ و تسبیح مین رہنا — ہوتی ہے ہزارون مین یہ اوقات کسیکی

وہ شوخ جو آتا ہے ملاقات کو شادان
صد شکر کہ کٹتی ہے بھلی رات کسیکی

جسطرح رکھے یار اُسی طرح سے رہیے — احوال نہووے اُسے معلوم تو کہیے

موقع ہو نہ کچھ کہنے کا جس یار کے آگے — کیا کیجیے جو کچھ کہ کہا اُسنے سو سہیے

شایان نہین تمکو کہ بنو راہ کا پتھر — پانی کی طرح وہ جو بہاتا ہے تو بہیے

شادان تمہین کہتے ہین یہ سُن رکھو نصیحت
اُس یار کے ہر وقت لگے قدمون سے رہیے

ہے چین کہان جیسے مری آنکھ لڑی ہے — ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

ہے کسکو خبر رازِ نہانی کی جو بولے — کیا عاشق و معشوق ہی باتون مین جھڑی ہے

جو تو نے کہا روزِ ازل مین نہین بھولا — ہر بات تری دل مین نگینے سی جڑی ہے

محبوب نہ کیون رکھون محبوبِ دو عالم ہے — دل کیون نہ اُسے چاہے دلخواہ تو وہی ہے

پرتو سے اُسیکے ہے خورشید ضیا گستر — جو ماہ کو چمکائے وہ ماہ تو وہی ہے

ظاہر کی محبت تو محسوب نہین ہوتی — دلسے جو کوئی چاہے بس چاہ تو وہی ہے

دردر کے بھٹکنے سے حاصل نہین کچھ نادان — چھوٹے نہ درِ جانان درگاہ تو وہی ہے

مداح نہ کیون اُسکا دل اپنے سے ہو شادان
جو شاہِ سکندر ہے بس شاہ تو وہی ہے

جسطرح ثمر دیتی پھولی پھلی ڈالی ہے — بلبل نے ترانے کی یون شاخ نکالی ہے

اللہ جو والی ہے پھر ڈر ہے مجھے کسکا — گو جانا ہے کوسون کا اور رات بھی کالی ہے

ہر شاخ کو دیتا ہے پیوند نیا ہر دم — کب خشک چمن ہووے جس باغ مین مالی ہے

جلوہ ہے عجب اُسکا ہر شام و سحر دیکھو — روشن ہے جہان مین جو فانوسِ خیالی ہے

پانی نہ ہے بہت مشکل یہ بات کہون کیا مین — معشوق کی میری تو ہر بات نرالی ہے

مجکو تو ہر اک لحظہ اُسکا ہی سہارا ہے — کہلاتا ہون مین جسکا وہ ہی مرا والی ہے

جاروب کش اُس در کا کسطرح نہون شادان
درگاہ اُسیکی سب درگاہون سے عالی ہے

کٹھن سودا سمجھ کر سب نے چھوڑا	رہِ الفت مین کوئی بھی چلا ہے
نہ کیجے دیر کارِ نیک مین کچھ	کہ طے کرنا تمھین یہ مرحلا ہے
جو پھیرے تجھ سے مُنہ وہ مردہ دل ہے	جو تیرے سامنے ہو منچلا ہے
بھرا آنکھون مین جیسے نور ہووے	وہ ہے سب مین بھرا مت کہہ خلا ہے

سخن تیرا ثنا مین اُسکی شادان
گُہر ہے اور سانچے مین ڈہلا ہے

چمن مین بلبلون کا شور کیا ہے	وہان وحشت کا دیکھو زور کیا ہے
حقیقت مین ہین کمتر مور سے ہم	غلط ہے یہ جو کہیے مور کیا ہے
دوئی کا وہم کیون رکھتے ہو دلمین	تمھارے دل مین بیٹھا چور کیا ہے
سمجھ لے اے دوانے اب خدارا	نہین کیون سُوجھتا تجکو کور کیا ہے؟

سوا ذکرِ صنم کے اور شادان
صدا کرتا چمن مین مور کیا ہے

ہم ڈہونڈتے ہین جسکو ہمراہ تو وہی ہی	جو ظاہر و باطن ہے اللہ تو وہی ہے
گھٹ گھٹ کی وہ جانی ہی جو بات چھپی ہووے	گمراہ نہو اُس سے آگاہ تو وہی ہے

کیا اس بات کو تحقیق ہین نے ‌‌ — تری جو راہ بھولے گمرہی ہے
ترا جو راز ہے وہ تو ہی جانے ‌‌ — کسے اس بات کی یان آگہی ہے
یہان سب طفلِ مکتب ہین و لیکن ‌‌ — ترا طالب جو ہے وہ منتہی ہے

کسی کو اور کب جانے ہی شادان
تجھی سے بس اُسے الفت ہی ہے

جو کچھ تو نے کہا ہے حق وہی ہے ‌‌ — سوا اُسکے جو ہے سو گمرہی ہے
چمن مین قمریون نے غل مچایا ‌‌ — ترا قامت بہ از سروِ سہی ہے
ترے اسرار مین کب جانتا ہون ‌‌ — جو کچھ ہے بھی تو دل کو آگہی ہے
جدھر دیکھو کھِلا ہے ایک گلزار ‌‌ — ہُوا کچھ اندنون ایسی بہی ہے
فزون ہے اوج مین مہر فلک سے ‌‌ — ترے سر پر جو یہ تاجِ شہی ہے

نہ بھولے تو کبھی ہمکو الٰہی
تمنّا تجھ سے شادان کی یہی ہے

جو کچھ تو نے کہا سو ہی بھلا ہے ‌‌ — چھپا اس مین نہین کچھ بر ملا ہے
اُبل جاتا ہے جون پانی سبو سے ‌‌ — صنم کے وصل کا یون ولولا ہے

کہون کیا تجھسے تو سب جانتا ہے | جو کچھ ہے دل مین سو پہچانتا ہے
حسینون سے جہان ہے گرچہ آباد | ہمارا دل تجھی کو مانتا ہے
اُسے سمجھا نہین سکتا ہے کوئی | وہ کرتا ہے جو دل مین ٹھانتا ہے

خوشی کے ساتھ اپنی عمر شادان
اُسیکی یاد مین گزرانتا ہے

بہار تازہ موسم کی جو آئی | نوید اُس یار کے ملنے کی لائی
مرے ہوتے ملے اغیار سے تم | تمہاری دیکھ لی بس آشنائی
کہان دریا کا مچھلی انت پاوے | تجھے معلوم ہے تیری خدائی
نہ کوشش کام آتی ہے نہ تدبیر | کہان ہوسکتی ہے اُس تک رسائی
کدورت سے جو ہوجاتا ہے تاریک | کہان ہوتی ہے اُس دل کی صفائی

نرکھ تو وصل سے شادان کو محروم
سہی جاتی نہین اُس سے جُدائی

محبت مین بہت ایذا سہی ہم | خدایا آسرا میرا تو ہی ہے
نہین پھرتا ہے تیرا حکم ہرگز | وہی ہونی ہے جو تو نے کہی ہے

کتھا الفت کی ہے سب سے نرالی
اجی دو ہاتھ سے بجتی ہے تالی

کھلین ہین پھول اسمین سو طرح کے
لگایا باغ اچھا تو نے مالی

مین کیا دیکھون گلونکو آنکھ بھر کر
فغان کرتی ہے بلبل ڈالی ڈالی

ہوا سے جسطرح مملو جہان ہو
نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی

کیا کر مشورے سے کام اے یار
اگرچہ ہووے تیری راے عالی

تجھے اب کون اُسجا پوچھتا ہے
جناب اُسکی ہے شادان لا اُبالی

ارے دل کیون تو ایسا بے خبر ہے
یہ قصہ عشق کا کیا مختصر ہے

بس اک دریار کا کافی ہے تجکو
دلا پھرتا عبث تو در بدر ہے

رخِ جانان سے ہین دل سب کی روشن
اُجالا ایک خور کا گھر بگھر ہے

ثناے یار مین ہون مین سخن سنج
سخن اپنا ہے یا سلکِ گہر ہے

جدھر دیکھو اُٹھا کر آنکھ اپنی
وہی پیارا ہمارا جلوہ گر ہے

مخاطب کر کے کہتا ہے یہ شادان
کہ تو ہی یارِ من مدنظر ہے

ارے شادان تجھے جو پالتا ہے
نہین وہ بے خبر تیری خبر سے

ہمارے یار کی کیا بانکی دھج ہے — کلہ سر پر بڑی خوبی سے کج ہے
خصوصاً گائین جس مین تیری تعریف — سہانی راگنی کیسی برج ہے
بزرگون کا مقولہ ہے مجھے یاد — طوافِ دل کرو یہ عین حج ہے

بہت ہی راست یہ کہتا ہی شادان
نجا اُس راہ کو جو راہ کج ہے

ہزارون رنگ سے تو جلوہ گر ہی — جدہر دیکھا اُدہر تو ہی مگر ہے
نہ رہ غفلت مین رہ ہشیار ہر دم — تجھے کچھ شوق ملنے کا اگر ہے
اُسے اب سحر کہیے یا کہ افسون — تری جو بات ہے سو پُر اثر ہے
خبر کیا یار کی ہووے گی تجھکو — تو اپنے سے بھی غافل بیخبر ہے
نہین ظاہر پہ ہے گھٹ گھٹ مین موجود — کہین کیا ہم کہان ہی وہ کدہر ہے
جو ہے بے فیض اُسکو کیا کہون مین — وہ اس گلشن مین نخلِ بے ثمر ہے
ہی اُس ابرِ کرم کا لطف شادان — کہ ہر اک قطرۂ نیسان گہر ہے

موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے

برائی مین نہ کہہ ہرگز قدم تو
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے

ہمین کیا کام ہے دونون جہان سی
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے

نپوچھہ احوال تو کچھہ انتہا کا
تڑپنا عاشقی مین ابتدا ہے

فدا ہون دل سے تجھپر چشم بد دور
ترا مکھڑا میان کیا خوشنما ہے

نکیجو اپنے دامن سے جدا تو
ہمین تو یار تیرا آسرا ہے

سکندر شاہ تم دنیا مین دائم
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے

شجیع اور تم سخی ہو اور عادل
یہی چرچا تمہارا جابجا ہے

ارے شاد ان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

ہزارون تجھپہ شیدا ہین قمر سے
کروڑون تجھپہ غلطان ہین گہر سے

بڑی امید مین رکھتا ہون تجھہ سے
کرامت تو مجھے اپنی نظر سے

سراسر رحم تو کرتا ہے پیارے
ہزارون سہو ہوتے ہین بشر سے

زوال اسکو کبھی ہوتا نہین ہے
اٹھے جو یاد مین تیری سحر سے

نہین چھپتا ہے جون بادلمین خورشید　　اگر پنہان کہو پیدا وہی ہے

گل وبلبل فقط کہنے کو دو ہین　　وہی گل بلبل شیدا وہی ہے

حباب اُسکی بہت ہے لا اُبالی　　جسے کہتے ہین بے پروا وہی ہے

نہین رکھتا ہون اُس بن دوسرا مین　　کسیکا کوئی ہو میرا وہی ہے

نہین اس مین تو کچھ اغراق ہرگز　　جو میرا یار ہے مولا وہی ہے

سمجھ کر بوجھ کر دیکھا جو شادان
سبھی ہین خوب پر اچھا وہی ہے

ہمارے دل کا تو پیارا وہی ہے　　چمکتا دیکھ لے تارا وہی ہے

صفت پانی کی کیا کہیے زبان سے　　وہی میٹھا ہے اور کھارا وہی ہے

اُسیکا نور پھیلا ہے جہان مین　　نظر کر دیکھ مہ پارا وہی ہے

رہے ہے پھولون مین جیسے باس پیاری　　وہی ہے سب مین اور نیارا وہی ہے

نکر اس راز کو شادان تو ظاہر
وہی ہے بزم آرا وہی ہے

جدہر دیکھو اُدہر جلوہ ترا ہے　　نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے

اگر سو طرحسے کوئی کہے کچھ
وہ ہوگی اُسکے جی مین جو ٹھنے گی

قدم تک تیرے اس حیلہ سے پہونچے
حنا اے یار پس لپس کر سَنیگی

ہماری تو لگن لاگی ہے تجھ سے
بھلا تیرے سوا کس سے بنے گی

مچلنا شوخ کا آفت ہے شادان
جو رُوٹھے گی پری کیونکر منے گی

لگن لاگی ہماری ہے صنم سے
ملے گا آکے وہ اپنے کرم سے

منائین یار جھائین کیونکر اُسکو
نہین کچھ طور بن آتا ہے ہم سے

کسی بھی راہ سے ملنا ہو اُسکا
محبت ہے ہمین دیر و حرم سے

ارے دل مین تجھے کہتا ہون ہردم
اُسے مت بھول ہرگز اپنے دم سے

یہی ہے مدعا صاحب ہمارا
جُدا مت کر ہمین اپنے قدم سے

سمائے کب ہزارون دفترون مین
ثنا تیری اگر لکھین قلم سے

کرم کر اپنے شادان پر الٰہی
غنی کر دے اُسے دام و درم سے

ہزارون رنگ مین دیکھا وہی ہے
وہی ہر گھر مین ہے ہر جا وہی ہے

تلاطم جبکہ ہو دریا مین پیدا
تجاوز تو نکر ساحل سے اپنے

جو دل سے چاہتا ہے وصلِ جانان
اُٹھا لے ہاتھ تو حاصل سے اپنے

یہی ہے بات جو کہتا ہون تجھ سے
تو رو گردان نہو مقبل سے اپنے

تجھے کیا فائدہ ہے دوسرے سے
لگن دلکی لگا مائل سے اپنے

نہ پوچھا اُسنے بھی افسوس شادان
بڑی امید تھی قاتل سے اپنے

کرم اب حال پر کیجے ہمارے
کہ کہلاتے ہین دل سے ہم تمہارے

نہ ترسا مجکو مین بندہ ہون تیرا
محبت سے تو بائین کر پیارے

خوشی سے آنکھ بھر کر تجکو دیکھون
کبھو تو میرے گھر مین بھی تو آرے

بلا شک جنکا تکیہ ہے خدا پر
خدا نے کام سب اُنکے سنوارے

ملین ہر طور سے اپنے پیا سے
پھرین ہین کھوج مین سب چاند تارے

ہزارون رنگ سے وہ جلوہ گر ہے
ارے شادان تو کر اُسکے نظارے

ہماری یار سے اچھی بنے گی
چھنے گی اُس سے اور گاڑھی چھنے گی

خیالِ و وہم سے ہیگا وہ برتر　　نشان کیا دیجے اُسکا بے نشان ہی

بہت غمگین تھا وہ مدت سے لیکن
ترے ملنے سے شادمان ہی

لگی جبسے مرے جی کی لگن ہے　　قرارِ دل ہے وہ روحِ بدن ہے
ہدایت سے تری ہے رہنمائی　　وہی ہے راست جو تیرا چلن ہے
عجائب رنگ ہین قدرت کے تیری　　جہان دیکھو وہان تیرا چمن ہے
ترے ہی نور کا ہے سب اُجالا　　توہی تو ایک شمعِ انجمن ہے
اُسے آغوش ہین کسطرح لیجیے　　کہ نازک گل سے اپنا گلبدن ہے
تری ہر بات میٹھی کیون نہو وے　　ثناخوان تیرا ہر شیرین سخن ہے
بغیر از راستی و نیک ورزی　　نہین چلتا وہان کچھ مکر و فن ہے

ضرورت ہمسفر کی کیون ہو شادان
رفیقِ راہ جب یادِ وطن ہے

تجھے مین چاہتا ہون دلسے اپنے　　جُدا مت کر مجھے محل سے اپنے
ارے جاہل تجھے اورون سی کیا کام　　غرض رکھہ مرشدِ کامل سے اپنے

مجھے تسکین اب تجھ بن کہان ہے — جہان تو ہے مرا دل بھی وہان ہے

نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی — وہ ہرجائی جہان دیکھو تہان ہے

اُسیکے دم سے آبادی ہے ساری — اُسیکے لطف سے بستا جہان ہے

جو چاہا تو نے سو وہ ہی کرے گا — ہمین تو یار اِسکا امتحان ہے

نشانِ بے نشان کیونکر ملے گا — مکان اُسکا کہان ہے لامکان ہے

کہان تک شکرِ نعمت اُسکا کیجے — مرا صاحب تو مجھپر مہربان ہے

اجی ہر گھٹ مین ہے اُسکا ٹھکانا — نہان کیونکر اُسے کہیے عیان ہے

سماتا تو نہین دونون جہان مین — تری تعریف خارج از بیان ہے

جو تیری ہے رضا وہ ہی ہے اپنی
بہر صورت یہ شادان شادمان ہے

نہان ہے تو مگر سب پر عیان ہے — جدھر سُنیے اُدھر تیرا بیان ہے

مشایخ اولیا سب ڈھونڈتے ہین — پتا ملتا ہے کسکو تو کہان ہے

سماتا ہے کہان کوزے مین دریا — ہزارون وصف تیرے اک زبان ہے

نہین مطلب ہے ہمکو دوسرے سے — کہ جسپر ہم ہین عاشق جاودان ہے

نگاہِ لطف کرا کدن ادھر بھی
اُٹھائین جس سے ہم کچھ تو ثمر بھی

ارے صاحب ترا بندہ ہون دلسے
کریگا حال پر میرے نظر بھی

پرائے حال کی ناحق پڑی ہے
تو رکھتا ہے میان اپنی خبر بھی

ہنر مندونکو رکھتے ہین معزز
نرہ تو بے ہنر کرلے ہنر بھی

کرونگا فرش ہین آنکھون کو اپنی
کبھو کوچے مین میرے کر گزر بھی

ترے آنے سے جو ہی میری گھر مین
کہین دیکھی نہ یہ شام وسحر بھی

پھرے دن یار کے آنے سی شادان
کبھو دیکھی تھی یہ شام وسحر بھی

دلا کب تک یہ تیری خاکبازی
خدا کی دیکھہ تو حکمت طرازی

ترا تو نام ہے ستار و غفار
تو کر بندون کی اپنے سرفرازی

قیامت ہے کسیکی زلف کا طول
شب ہجران کی جیسے ہو درازی

تمہاری یاد سے خالی ہے کوئی
خراسانی عراقی یا حجازی

کہین گل ہے کہین لالہ کہین سرو
اُسی صلانع کی ہے سب کارسازی

ارے شادان یہ سُن رکھہ کان دہر کے
نکر تو نازوان ہے بے نیاز بھی

اے دل دیکھ یہ قدرت خدا کی | کہ مین نے جان ہی اُسپر فدا کی
اسی مین دو جہان کی ہی بھلائی | اے دل جی سے طاعت کر خدا کی
مرا تو ایک وہ ہی آشنا ہی | مین چھوڑون کیونکر الفت آشنا کی
نہ پوچھو اُسکی شانِ بے نیازی | ہزارون بار مین نے التجا کی
محبت ہیو فاؤن سے نکرنا | محبت چاہیے اُس باوفا کی

تجھے مین ہر گھڑی کہتا ہون شادان
تو کر لے بندگی حاجت روا کی

نکر ایسا کہ ہووے جگ ہنسائی | وہی کر کام جس مین ہو بھلائی
کرینگے لوگ سب بدنام تجکو | خدارا چھوڑ دے اب خود نمائی
خجل ہون دیکھ مین اعمال اپنے | مجھے کب ہو ترے در تک رسائی
ہمارا ذکر کیا ایسے ہزارون | ترے در پر کرین ہین جبہہ سائی
مہ و خورشید روشن ہین تجھی سے | مسلم ہے تجھے تیری خدائی
جو تیرے وصل کا مشتاق ہو مین | سہی جاتی نہین اک پل جُدائی
صنم پر اپنے ہر دم جان و دل سے | تصدق ہے یہ شادان اور فدائی

جدھر دیکھو گھٹا ہے خوب چھائی   مناؤ عیش اب برسات آئی

چمک بجلی کی سمجھے چونک کر سب   صنم نے جب جھلک اپنی دکھائی

برسنے مین نکر تو دیر اے ابر   سکندر شاہ کی تجکو دُہائی

خدا کے حکم سے آویگا وہ ابر   کہ آویگی نظر اُسکی خدائی

برسنے دو کہ جنگل ہووے جل تھل   نہ ٹوکو کیون جھڑی ایسی لگائی

مرادین مانگتے تھے جو خدا سے   اُسیکے فضل سے ایک اک بر آئی

محبت مین کرون کس کس سے شادان
سوا اُسکے نہین دل مین سمائی

محبت دل سے رکھتے ہین تمہاری   رکھو کچھ شرم تم بھی تو ہماری

ہمین ہین عاشق صادق تمہارے   ہمین کرتے ہین دل سے جان نثاری

ترے صدقے نہو اے یار خاموش   تری باتین مجھے لگتی ہین پیاری

یہی ہے شرط جب تک دم مین دم ہے   نچھوڑونگا تری اے یار یاری

ترے محکوم سارے تاجور ہین   تجھے زیبا ہے سبکی تاجداری

رہے ہے منتظر ہر صبح شادان   چلے گی کب ادہر باد بہاری

تری ہے ذات ایسی سب مین شامل
کہ جیسے آب ہر گوھر مین آئی

نہین تو کون اُسکو پوچھتا تھا
چمک تیری مہ انور مین آئی

تھکے لکھہ لکھہ کے سارے لکھنے والے
حقیقت کب تری دفتر مین آئی

نظر کر اُسپہ جو مبدا ہے اِسکا
کہان سے روشنی اختر مین آئی

رکھا صاحب نے جسکے تاج سر پر
جہانکی خوبی اُس افسر مین آئی

خدا کے فضل سے کہتا ہے شادان
خوشی ساری اسی کشور مین آئی

مری آنکھون مین پیارا پھر رہا ہے
فلک پر جون ستارا پھر رہا ہے

نہان جو آنکھہ کے پردے مین ہیگا
نظر کر آشکارا پھر رہا ہے

ترستا ہے ترے ملنے کو عاشق
تو اب کیون اُس سے نیارا پھر رہا ہے

چھبیلا چلبلا کہتے ہین جسکو
وہ دیکھو ماہ پارا پھر رہا ہے

مثالِ سایہ ہم ہین ساتھہ اُسکے
جدھر پیارا ہمارا پھر رہا ہے

بجسے کہتے ہین شادان مدتون سے
تری خاطر بچارا پھر رہا ہے

کہان تک تجکو مین سمجھاؤن شادان
ہنر کا وقت ہے لے بے ہنر لے

کوئی قدرت کا کیونکر انت پاوے
نظر کر مہر کی ایسی خداوند
قرار آجاے سینے مین مرے تب
جواہر مین اُسے تولون سراسر
زمانے کو ہو جس سے چین آرام
نہو جس دل مین تو وہ دل ہے سُونا

ہزارون رنگ پل پل مین دکھاوے
جہان کی ساری کُلفت جس سے جاوے
حکایت اُسکی کوئی جب سُناوے
پیارے کو مرے جو لا ملاوے
الٰہی ساعت ایسی نیک آوے
وہی ہے دل کہ جسمین تو سماوے

جو دل مچلے تو بہلانا ہے آسان
کوئی روٹھے کو شادان کیا مناوے

عجب اک حور اپنے بر مین آئی
کھلا تھا در جو چشم شوق کا آج
کہاروندون نے جان آئی بدن مین
تجلی اُسکی مثل برق تابان

مسرت آج میرے گھر مین آئی
پری بے پردہ ہوا اُس در مین آئی
صراحی سے جو مے ساغر مین آئی
یکایک چشم کے منظر مین آئی

صنم آیا مرے بر مین ادا سے
اگر حاسد جلے میری بلا سے

نظر کب ہمکو ہے شوخی پر اُسکی
ہمین ہے کام اپنے مدعا سے

کبھو میلا نہ کر آئینۂ دل
کبھو بیگانہ مت ہو آشنا سے

کبھی تو رحم آجائیگا اُسکو
نہ غافل ہو خوشامد سے دعا سے

محبت چھوڑ دے ساری جہانکی
محبت دل سے رکھہ اپنے خدا سے

تری مشکل کے ہووین جتنے عقدے
کشائش چاہ تو مشکل کشا سے

نظر بھر تجکو دیکھے گا کبھو تو
ارے شادان لگا دل دلربا سے

ارے دل یار کو اب پیار کر لے
جو لینا ہے تو دریا سے گہر لے

رہائی جس سے اب ہووگی تیری
اُسیکا نام تو شام و سحر لے

سوا تیرے نہین ہی کوئی اپنا
ہمارے حال کی اب تو خبر لے

نگہ افضل ہے اُسکی کیمیا سے
اُسیکی چشم سے فیضِ نظر لے

نہین تو ہاتھ سے جاتا ہی ہنگام
میان کچھ ہو کے اب تو بھی ثمر لے

رخِ رنگینِ جانان پر نظر کر
چمن کے پھولون سے دامن کو بھر لے

ہمارا یار آتا ہے نکر اب دیر تو اتنی
لگی ہے آگ پروانے کی دلمین تیری چاہت سے

ارے ساقی ہمین دے ساغرِ صہبائے انگوری
ہوئی ہی سوختہ دیکھے سی تیرے شمعِ کافوری

پھڑکتی آنکھ جو بائین تھی اُسکا یہ شگون دیکھو
ملا شادان سے آکر وہ صنم درعینِ مجبوری

کہان بلبل صفت گنجشک زیبِ باغ ہوتی ہے
مگس کب مثلِ پروانہ سراپا داغ ہوتی ہے
رقیبِ رُوسیہ کی سلے نہ تو تصویرِ حُسن میری
مرقع مین نہایت زشت شکلِ زاغ ہوتی ہے
وہان دل چاہتا ہے دیکھنے کو اُس سہی قد کر
جہان برسات کے موسم مین شکلِ راغ ہوتی ہے
کوئی تو چاہتا ہے سُرخ جوڑا اور کوئی دھانی
سبھونکو عید کے دن خواہشِ صبّاغ ہوتی ہے
کہان وہ دن کہ شادان بھیجتے تھے خط یہ خط ہمکو
مہینون مین کہین چٹھی کوئی ابلاغ ہوتی ہے

ہمیشہ یاد رکھتا ہون اُسے مین جاگتے سوتے ۔۔۔ مجھے دلدار سے اپنے محبت ہی اجی دُونی

لگی ہے ڈور آنکھونکی تری آنکھون سی جو ہر دم ۔۔۔ یہ ہے امید الفت سے کہ ہووی اسمین افزونی

ہر اک موسم مین ہر اک چیز کی تاثیر ہوتی ہے ۔۔۔ مزہ دیتی ہین سرما مین سبھونکو کھچڑیان بھونی

جنون اپنا نرالا ہے زمانے بھر سے ای شادان
ہمارے سامنے چلتی نہین مجنون کی مجنونی

ہماری آنکھ مین کیا خوشنما دلبر کی صورت ہی ۔۔۔ کہ جون قطرہ صدف مین دیکھیے گوہر کی صورت ہے

ہنو تار نظر جسطرح باہر چشم بینا سے ۔۔۔ نظر مین رات دن یون اُس پری پیکر کی صورت ہے

اُٹھے جسطرح سے بحر روان مین موج پانی کی ۔۔۔ یُوہین سرکار کی تلوار مین جوہر کی صورت ہے

اُدہر لالے کے دلپر داغ ہی تیری محبت مین ۔۔۔ تو نرگس بھی اِدہر شبنم سے چشم تر کی صورت ہے

کرامت بولنے سی ہی وگرنہ بت کو کیا کہیے ۔۔۔ نہ بولے گر کوئی انسان تو پتھر کی صورت ہے

خدا کی دین ہے لازم ہے اسکا شکر ای شادان
تمہارے ہاتھ پر جو خال ہے اختر کی صورت ہے

نہین لازم ہے ہمکو ایکدم اُس یار سی دُوری ۔۔۔ لگے رہیے جو خدمت مین تو ہو پھر بندگی پوری

ارے غافل نہ رہ غافل کہ ہی یہ وقت محنت کا ۔۔۔ کریگا جو کہ مزدوری ملیگی اُسکو مزدوری

تیرا احسان جو کچھ ہے وہ میرا مو بمو جانے

کسیکا راز در پردہ کہان معلوم ہوتا ہے

کرامت ہے اگر کوئی کسی کی آرزو جانے

نہین ہے کام ہر اک کا کہ ایسی منزلت پاوے

جو کار نیک جانے بھی تو کوئی نیکخو جانے

اُٹھاتا ناز ہے اُسکا تو کہتا ہے یہی شادان

جو میرا حال ہے دل کا وہ میرا خوبرو جانے

مری حرف محبت کو وہ یون نامی سے دہوتا ہے
سیاہی جیسے خامی کی کوئی خامی سے دہوتا ہے

محبت ظاہری اور باطنی مین فرق ہے نادان
دلونکا داغ کب جاوی جو تو جامے سے دہوتا ہے

نکھ تو بات جاہل سے نہوتا کوئی شر پیدا
جو دانا ہے وہ اپنا ہاتھ ہنگامی سے دہوتا ہے

ارے شادان کدورت دل سے اپنے تو بھی ہو ایسی
کہ جون دہوبی سراسر میل عمّامے سے دہوتا ہے

صنم تیری محبت کی گلی کیونکر رہے سونی
کہ تیرے در کی آگے ہم لگا بیٹھے ہین اب دہونی

ہزارون نعمتون سے ہے وہی بہتر اگر سمجھو
جو اُسکی یاد مین کھاؤ تو نعمت ہے یہی چونی

کرم سے جسگھڑی کھُلتے ہین در اُسوقت کیا کہنا
کہین انعام ہوتا ہے کہین اکرام ہوتا ہے

مبارک کہیے اُسد انکو گھڑی سہی بھگھڑی وہ ہی
میسر دیکھنا تیرا جب اُسے گلفام ہوتا ہے

حقیقت اُسکی تم شادان کردلسی ہی اجی پوچھو
میانِ عاشق و معشوق جب پیغام ہوتا ہے

ارے دل باولے میرے محبت یار سی کرلے
تو سب باتو نکو تج دے اور سخن دلداری کرلے

کہین سوتا بھی سوتے کو جگاتا ہی سُنا تو نے
محبت چھوڑ دے بیہوش ہی ہشیاری کرلے

تغافل کرکے مت سو اور ندی ہاتھو نسی وقت اپنا
لڑائی آنکھہ کی ٹک طالعِ بیداری کرلے

نہین ہی یہ طراوت آبجو ہین اور سبزے ہین
تو اپنی آنکھہ ٹھنڈی یار کے دیداری کرلے

مضرت صحبتِ بد کی ہے ظاہر شکلِ آئینہ
جُدائی تجھ سے جتنی ہو سکی اغیاری کرلے

مزاج اُس نازنین کا ہی بہت نازک اری شادان
نہ روٹھے وہ کہین تجھ سے تو باتین پیاری کرلے

کسیکی ہے کہان قدرت حقیقت اپنی تو جانے
کہ جیسے کیفیت پانی کی جانے تو سبو جانے

ہزارون گر زبانین ہون نہو تو بھی بیان اسکا

تو ہو عاشق اُسی خور کا کہ روشن ہو سحر جس سے

تو رہ محتاج اُس ابر کرم کی فیض بخشی کا

صدف مین آبرو رکھتا ہے اے پیارے گہر جس سے

بتا وے کیا کسیکو راہ نابینا جو ہو رہبر

اُسے کب ہے خبر اپنی تو پوچھے ہے خبر جس سے

نہ بھولا چاہیے احسانکو اُسکے جو کہ محسن ہو

سمجھتا رہ اُسے ہر آن سیکھا ہو ہنر جس سی

کہین خارِ مغیلان بھی ثمر دیتا ہے اے شادان

تو بو سے تخم نیکی کا کہ پیدا ہو ثمر جس سے

پیارے دام الفت سے ہی تو تو رام ہوتا ہے

ترے ہی رام ہونے سی ہمین آرام ہوتا ہے

ہزارون غوطے کھانے سے کہین ہاتھ آتے ہین موتی

بغیر از جانفشانی کیا میان کچھ کام ہوتا ہے

کسی کے کہنے سُننے کی یہان ہرگز نہین حاجت

جسے تو چاہتا ہے اُسکا نیک انجام ہوتا ہے

نہین آنیکا ہاتھ اے مہربان وہ شوخ گھر بیٹھے

جو وحشی ہو مشقت سی شکار دام ہوتا ہے

میانِ عاشق معشوق اے دل ہو بہم گل ہین

مزہ اُسوقت ہوتا ہے کہ دَورِ جام ہوتا ہے

دُرِ اُسکے کان کا سو سو طرح سے دل پھنساتا ہے
نہایت زیب دیتا ہے کہون کیا اُسکی زیبائی
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا شادان کا عشرت سے
خبر گلرو کے آنے کی صبا جو صبحدم لائی

ہمارے دلکو سو سونا ز سے ہر دم لبھاتا ہے
دل اُسکی دھوم پر مست جالپٹا اُسکی دامن سے
شگون اسبات کا ہمنے پھڑکتی آنکھ سے دیکھا
نہین ہے گُن کوئی ہم مین مگر کچھ لطف سے اپنے
پھنسا ہے زلف کے پھندے مین جو دل اپنا رنگیلا

جو شوخی ہمسے کرتا ہی ہمین وہ شوخ بھاتا ہی
ہے اپنی حسن پر مغرور تب ہی ہو مین مچاتا ہے
سراپا ناز سے دلبر ہمارا آج آتا ہے
وہ ہمپر ریجھتا ہے اور خود ہمکو رجھاتا ہے
تو دیکھ احوال عاشقکا وہ ہر دم مسکراتا ہے

برنگ غنچہ دلکو جون صبا وہ کھول دیتا ہے
صنم کی بات شادان جو کوئی آ کر سناتا ہے

حذر کر ایسے پتھر سے کہ پیدا ہو شرر جس سے
الگ رہ ایسے مفسد سے کہ اُٹھے شور و شر جس سے
نرہ خفاش سا تو کوری باطن سے نابینا

عجب موسم ہے یہ دیکھو جدہر کیا رنگ ہولی ہی
جدھر سنیے اُدہر سو سو طرح کی بولی ٹھولی ہے

رچا یا رنگ کیا اسکندرِ دوران نی ہولیکا
کہ غنچے کی گرہ یکسر صبا نے دل سی کھولی ہے

لڑا کر آنکھہ آپس مین تبسم کرتے ہین گلرو
کہون کیا لطف اس رُت کا جدھر دیکھو ٹھٹولی ہے

ہمارے شاہ نے کیسی مچائی دھوم ہولی کی
پڑا ہی رنگ ایسا ہر حسین کی بھیگی چولی ہے

گلال اور قمقمونکی کسطرح سے دہوم ہی شادان
نہین خالی جدہر دیکھو بھری ہر اک کی جھولی ہے

زمانے مین کسی نے اُسکی مت ابتک نہین پائی
وہی صاحب ہمارا ہے ہماری اُس سے بن آئی

دوتا ہیگا فلک سجدے مین اُسکے سرنگون ہو کر
وہ یکتا ہے خدائی مین کہون کیا اُسکی یکتائی

جدھر تو دیکھتا ہے ہوش لیجاتا ہے عالم کے
یہ عالم ہے تری آنکھون کا عالم ہے تماشائی

سراپا سروقامت کا سراسر دل نہ لیکیو نکر
سمایا ہے ہماری آنکھہ مین دلبر بر عنائی

نہ کوئی دل کا محرم ہے نہ کوئی اپنا ہمدم ہے
کہانی جو کہ تیری ہے کہون کس سے سُنون کس سے
معلم تو دو عالم کا ہے تیرا نام عالم ہے
جو ہو تعلیم لینی تو سوا تیرے مین لُون کس سے
نظر بھر کر جسے دیکھا لیا بس دام مین اُسکو
تری نظرون مین جادو ہے یہ سیکھا ہی فسون کس سے
لگن جب لگ گئی تجھ سے کسی سے پوچھنا پھر کیا
شگون جب ہو گیا پورا تو اب پوچھون شگون کس سے
ترا ہی نام ہے جگ مین تجھی کو مانتے سب ہین
کیا ہے کام جو تو نے بن آیا ہو گا یون کس سے
اندھیری رات فرقت کی وہی کاٹے جو عاشق ہو
بغیر از کوہکن کٹتا ہے کوہِ بیستون کس سے
نہین ثانی ترا کوئی کہ جس سے اپنا مطلب ہو
یہی شادان کا کہنا ہے کہ تیرے بن ملون کس سے

خدا کے فضل سے شادان کی آرزو یہی
رہے ہزار برس برقرار سالگرہ

ردیفِ یاے تحتانی

سحر خورشید مشرق سے یکایک جب نکلتا ہے
اُسکی روشنی سے جو گرا ہے وہ سنبھلتا ہے

اگر سو بات کیجے غیر سے لذت نہین ملتی
ہمارا تو اُسکی گفتگو سے جی بہلتا ہے

جو ہم محکوم ہین اُسکے تو کیا حاجت ہے کہنے کی
ہمارا زور اُسکے سامنے کیا کچھ بھی چلتا ہے

ہمارا وہ ہٹیلا ایسی ہٹ کرتا ہی کیا کہیے
اگر بہلائیے سو طرح سے وہ کب بہلتا ہے

تماشا دیکھتا کیونکر کہ تھا مین خواب غفلت مین
جو ہووے نیند کا ماتا وہ آنکھین اپنی ملتا ہے

دو رنگی چھوڑ دے یکرنگ ہو جا آدمیت سے
کبوتر کی طرح سے رنگ کیون اپنا بدلتا ہے

اُسکے واسطے کہتے ہین شادان تخم نیکی بو
جو بووے تخمِ نیکی پھولتا ہے اور پھلتا ہی

جو کچھ احوال ہے میرا سوا تیرے کہون کس سی
تو ہی بتلا کہ مین تیرے سوا مانوس ہون کس سے

دل دیوانہ تجھے کہتا ہون کچھ اب تو سمجھ
بھولتا کیون ہے تو اس راہ کو مطلب تو سمجھ

چڑیان چگ جائینگی جب کھیت تو پھر کیا حاصل
صبح کو ہووے گا بیدار سر شب تو سمجھ

بات اب بھی جو نہ سمجھے تو عجب مو رکھ ہے
جب لگے چوٹ تری دلکو میان تب تو سمجھ

روٹھتا کیون ہے اگر دیکھی ہی تقصیر مری
تجکو سمجھاتا ہون سو ڈہب سے کسی ڈہب تو سمجھ

دل نادان مری اتنا بھی نہو تو گمراہ
جب کرون مین تجھے آگاہ بھلا جب تو سمجھ

با ادب رہ کہ ہو جس سے ترا مقصد حاصل
بے ادب ہو وی ہے کیون اپنا تو منصب تو سمجھ

ہاتف غیب سے آئی یہ ندا اے شادان
شبھ گھڑی آتی ہی کچھ گردش کوکب تو سمجھ

شہ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ
خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

فلک کے دور مین شمس و قمر ہین جب تک
کیا کرے وہ سدا بیشمار سالگرہ

اگرچہ دور بہت گزرے بادشاہون کے
نہ دیکھی ایسی کوئی باوقار سالگرہ

نثار ہو گئے اختر فلک کی سب اُسوقت
دم سحر جو ہوئی نامدار سالگرہ

ہجوم زہرہ جبینان ہے چو طرف دیکھو
ہزار رنگ سے دے ہی بہار سالگرہ

مثال سدّ سکندر رشہ سکندر کی
رہے جہان مین سدا اُستوار سالگرہ

کھُلین گرہین ہزارون مقصدون کی
ہوئی شاہِ دکن کی جب برس گانٹھ

یہ کہتے رہتے ہین سب آرزو مین
اجی آویگی شہ کی کب برس گانٹھ

سکندر شاہ پائین خضر کی عمر
دعا دے دیکے گائین سب برس گانٹھ

شمار اُسکا ہزارون سال ہو جب
گنونگا شاہ کی ہین تب برس گانٹھ

تمنا اور خوشی رہتی ہے سب کو
کہ یارب آئیگی کس شب برس گانٹھ

خوشی کرتا ہے شادان شاد ہوکر
کہ برلاویگی سب مطلب برس گانٹھ

ذائقہ دیتا ہے کھانے مین کبابِ فاختہ
لیک مشکل ہی کوئی کھینچے شرابِ فاختہ

جسکے دل سی ہو لگی اُسکا مزہ جانے وہی
سرو کے دل سی کوئی پوچھے شبابِ فاختہ

حرف رکھنا نام پر اُسکے خطا ہی یہ عظیم
حق نے بخشا لطف سے اپنی خطابِ فاختہ

کیا کرے پیوند کھادیکا کوئی کمخواب پر
زاغ سے آتا ہے کب یارو جوابِ فاختہ

جو کہ ہو عاشق کسیکا اُسکے دل سی پوچھیے
ہے جو یہ سیماب آسا اضطرابِ فاختہ

تو بھی عاشق ہو کسیکا تب خبر ہووی تجھی
پوچھ اپنی دل سے کچھ تعبیرِ خوابِ فاختہ

عشق کے آگے اری شادان کوئی کیا اڑ ہو
ہاتھ اُسکا ہو نہین سکتا نقابِ فاختہ

لیتے ہین باہنر کو جواہر ہین تو لکہ
کچھ تو ہنر بھی سیکھ میان بے ہنر نہو

ابتر اُسے کہینگے سبھی عاشقون کی بیچ
اے یار تیرے رنگ مین جو تر بہتر نہو

چمکین حسین ہزار پہ شادان کا ہے یہ قول
تیرا نظیر کوئی بھی رشکِ قمر نہو

اگر یہ لطف میسر ہو کیا تماشا ہو
کہ ہم ہون یار ہو ساقی ہو جام و مینا ہو

بھرا ہے کون و مکان مین ہو اکی صورت سے
اُسیکا دیکھیے جلوہ جو چشم بینا ہو

سمجھ کے فضلِ الٰہی کر اُسکا شکر ادا
تجھے جو دولتِ دنیا یہان مہیا ہو

شرابِ عشق سے سرشار گرچہ ہون ساقی
پلادے جام مجھے نشۂ تا دوبالا ہو

ہر ایک راہ مین چلتے نہین ہین تیزی سے
قدم سنبھال کے رکھ جا جو پست بالا ہو

حجاب کا نہین موقع ہو اس جگہ شادان
تو اُس سے مانگ جو دل مین تری تمنا ہو

ردیفِ ہاے ہوز

ہوئی ہے شاہ کی جو اب برس گانٹھ
رہے قائم سدا یا رب برس گانٹھ

کب مرے گھر مین تو الفت سے چلا آویگا
ایک مدت سے اُسے ڈھونڈرہا ہون گھر گھر

بس یہی آرزو اے سرو روان ہی مجکو
کوئی بتلادے مرا یار جہان ہے مجکو

یون دل و جان سے کہتا ہے ہمیشہ شادان
تیرا ملنا ہی صنم راحت جان ہے مجکو

کسطرح ہونگے تری وصل سے ہم سیر کبھو
گردش چرخ سدا یون ہی چلی جاتی ہے
عشق بازون ہی سے پوچھے کوئی اُنکی جوہر
مرد کا کام بھی نامرد کہین کرتا ہے

تجھسے کہتے ہین جو مل کہتا ہی تو پھیر کبھو
جون رہٹ کا ہو گھڑا پیش کبھو نہر کبھو
(دولاب)
ابروے یار سی دیکھی بھی ہی شمشیر کبھو
لومڑی ہوتی ہے صحرا مین بھلا سیر کبھو

تیرا مشتاق سدا رہتا ہے دلسے شادان
اُس سے ملنے مین مری یار نکر دیر کبھو

بیکار ہے گہر اگر آبِ گہر نہو
پیشِ نظر رہے یہ مقولہ حکیم کا
اُس سے بھلا ہے زہر کہ رکھتا ہی وہ اثر
ایسی برائی کام کچھ آتی نہین ولا

کس کام کا ہے دل جسے اپنی خبر نہو
کیجے وہ کام یار کہ جس مین ضرر نہو
شیرین سخن وہ ہیچ ہے جسمین اثر نہو
سرسبز مثل سرو جو ہو اور ثمر نہو

جون تارِ نظر اُسکو جُدا دیکھہ نہ شادان
پُتلی کی طرح آنکھہ مین رکھہ پردہ نشین کو

سلطان کے گھر مین اب ہنڈولا جھولو
موسم آیا ہے سب ہنڈولا جھولو

بن ٹھن کے سب اپنے اپنے گھر سے آکر
دیکھے جب شاہ تب ہنڈولا جھولو

گھر مین اُس شہ کے جو سکندر ہیگا
بیساختہ روز و شب ہنڈولا جھولو

ہر ایک کہے ہے مُسکرا کر جی مین
سب بیٹھ کے با ادب ہنڈولا جھولو

جب ہووے جھڑی تو خوب ساون گا کر
ہل ہل کے باطرب ہنڈولا جھولو

دیتی ہے دعا تمام خلقت تمکو
ہر شب کو بفضلِ رب ہنڈولا جھولو

شادی رہے نت گھر مین تمہاری اور عیش
شادان ہو تم اس سبب ہنڈولا جھولو

نام کا تیرے سبق وردِ زبان ہے مجکو
ہووےگی میری نجات اس سے عیان ہی مجکو

دیر ملنے مین نہ کر اتنی کہ مین ہون بیچین
بن ترے چین مری جان کہان ہی مجکو

آزمائش ہے تجھے منظور جو تھی کی تو نے
تسپہ کہتا ہے ابھی اور گمان ہے مجکو

کیون شگفتہ نہین مجھ سے ہی تجھے کیا منظور
دھیان تیرا ہی تو اے غنچہ دہان ہی مجکو

ثمر ہے تخم پر موقوف شادان
بغیر اسکے نہ ڈہونڈو تم ثمر کو

پیارے کی ہمین باتین سناؤ
ترستے نین ہین اُس بن دکھاؤ

بڑی مدت سے مجکو آرزو ہے
مرے جانان کو جاکر ڈہونڈ لاؤ

نہین منتا منانے سے ہمارے
جو روٹھا ہے اُسے جاکر مناؤ

رجھانا اُسکا ہے ہرچند مشکل
اگر ریجھے تو پھر دہومین مچاؤ

صلے مین دینگے ہم نقدِ دل و جان
صنم کو تم ہمارے لا ملاؤ

خدا کی راہ پر کہتے ہین شادان
جو بھوکا ہو کھلاؤ اور پلاؤ

جس روز سے دیکھا ہے بتِ ماہ جبین کو
لاتا نہین خاطر مین کسی اور حسین کو

اکدم کی جدائی ہے تری سال برابر
رہ پاس ہمارے تو نجا اور کہین کو

تو صاحبِ معراج ہے تو صاحبِ لولاک
رتبہ ترے قدمون سے ملا عرشِ برین کو

مشتاق تری دید کا بیتاب بہت ہے
پہنچائیو پیغام صبا یارِ حسین کو

ہان کہنے مین ہی لطف مگر سمجھے ہے دانا
لانا نہ زبان پر تو کبھی حرفِ نہین کو

جو دینا ہے سو دیدے آج مجکو — سوا اپنے نکر محتاج مجکو

تجھے اب چھوڑ کر جاؤن کدہر مین — ملے تجھسا کہان سرتاج مجکو

سعادت جانتا ہون تیری خدمت — زیادہ اس سے کیا ہے کاج مجکو

ادا کب ہو سکے ہی شکر تیرا — دیا اپنے کرم سے راج مجکو

سوا تیرے نہین ہی اسکی پروا — کہ حاصل ہو سریر و تاج مجکو

یہی ہے آرزو شادان کی برلا
ترا دیدار ہے معراج مجکو

ہزارون ڈہونڈتے ہین اُسکی گھر کو — کہ جون غواص ڈہونڈے ہی گہر کو

دلا کیون مفت دن کھوتا ہے اپنے — کبھو تو یاد کر اُسکی سحر کو

رہے نقشِ نگین جیسے نگین مین — تو بر مین اپنے رکھہ یون سیمبر کو

جو تیرے رنگ مین رنگے ہوئے ہین — نہین وہ جانتے ہین سیم و زر کو

ہنرمندون پہ یان موقوف کیا ہے — تو ہی پالے ہے ہر اک بے ہنر کو

پڑے ہین آنکھہ پر پردے جنون کے — کہان پاتے ہین غافل تیرے در کو

جہان مین نور جسکا چھا رہا ہے — دیا نور اُسنے ہی شمس و قمر کو

اطاعت جان سے دل سے اگر کیجے تو حاصل ہو

نہ اُسکی دید آسان ہے نہ اُسکا وصل آسان ہے
خودی کو چھوڑ خود کو در بدر کیجے تو حاصل ہو

فریب اور مکر سے مقصود حاصل ہو نہیں سکتا
مگر اپنی دعا کو با اثر کیجے تو حاصل ہو

تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بُوجھ لے شادان
مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

فغان کرتی ہے بلبل دیکھ گل کو
کہ تجھپر مین فدا ہون چھوڑ کُل کو

چمن مین بلبلون نے غل مچایا
بہار آئی ہے لا ساقی تو مُل کو

نہین چلتی ہے جب سیلاب آوے
تو پیش از سَیل غافل باندہ پُل کو

زبان جب بند ہو تب دل ہو ذاکر
تو رہ خاموش دے اب چھوڑ غل کو

صفائی دلکی کر جون شمع محفل
فزون ہو روشنی گر لیجے گُل کو

نصیحت راست بازون کی ہی شادان
بھلی ہے راستی تج دے تو جُل کو

دوبالا لطف ہوتا ہے صنم سے حال کہنے مین
اُسے کہیے کہ غافل کیون ہوا ہے اپنے مطلب سے
اگر تصویر جانان کی کھینچے ہاتون سے مانی کے
وہ آزادی سے پھرتا ہے جھٹک کر اپنے دامن کو
ہزارون عجز سے ہردم حباب کبریائی مین

سُناوین حال ہم اپنا جو سرگوشی کی صورت ہو
صنم کی یاد سے جسکو فراموشی کی صورت ہو
مثالِ آئنہ حیرت سے خاموشی کی صورت ہو
گرانبار یسے جسکو کچھ سبکدوشی کی صورت ہو
یہی ہے التماس اپنا خطا پوشی کی صورت ہو

نہین ہے صبر شادان کو صنم کی انتظاری مین
ارے قاصد تو ایسا کر ہم آغوشی کی صورت ہو

اگر شہرت کی خواہش ہے ہنر کیجے تو حاصل ہو
ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو
جو ٹھنڈک آنکھ کی منظور ہے اہلِ نظر تمکو
کسیکے چاند سے رُخ پر نظر کیجے تو حاصل ہو
محبت ظاہری باتون سے گر کیجے نہین ہوتی
اگر دل مین کسیکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو
شمار اپنا میانِ عاشقان و ناز برداران

سروِ روان ہے قد مرا سروِ چمن تو مین نہین

یہ ہے سخن کی انجمن گرم سخن ہین نکتہ سنج

شادان نہ چھیڑ تو مجھے اہلِ سخن تو مین نہین

ردیفِ واو

نہین ہے چین بن دیکھے تری اے مہ لقا مجکو
درس کا مین تو پیاسا ہون درس اپنا دکھا مجکو

ہر اک کو آسرا ہر ایک کا ہوتا ہے دنیا مین
نہین ہے آسرا لیکن کوئی تیرے سوا مجکو

تسلی جسکے سُننے سے سراسر دلکو ہوجائے
حقیقت یار کی میرے ارے قاصد سُنا مجکو

ٹھکانا ایسا دنیا مین کہان ملتا کسیکو ہے
چھپا لے اپنے دامن مین کہ ہو وی جائے تا مجکو

اگر ڈھونڈونگا اب مین روشنی لیکر جہان سارا
پیارا تجھسا اے پیارے ملیگا کونسا مجکو

تجھے مین چھوڑکر جاؤن کہان کس سے کہون پیارے
تو ہی تکیہ ہے میرا ہے ترا ہی آسرا مجکو

جسے مین چاہتا تھا دل سے اپنی ملگیا شادان
مجھے پروا ہے اب کسکی ملا ہی آشنا مجکو

صنم کے ساتھ اپنے شب جو میونٹی کی صورت ہو
الٰہی تو نکر ایسا کہ بیہوشی کی صورت ہو

اک سوا تیرے ای جہان کی یار
ہم کسیکے بھی یار ہوتے ہین؟
پیار کرتا ہے جو ہمین دلسے
اُس صنم پر نثار ہوتے ہین
اتنا ملتے مین صبر ہے کسکو
دیر سے بیقرار ہوتے ہین

پوچھہ مت وہ سرور اے شادان
ہم جو اُس سے دوچار ہوتے ہین

سبزۂ آبشار ہون کاہ چمن تو مین نہین
کچھہ تو چلن بھی رکھتا ہون غیر چلن تو مین نہین
تجھہ سے کرون برابری مجکو کہان یہ منزلت
عہد شکن ہو تو اگر عہد شکن تو مین نہین
گل پہ فدا ہون دل سے مین عشق مرا نہ چھپ سکی
بلبل خوش نوا ہون مین زاغ وزغن تو مین نہین
غیر جو کچھہ کہے مجھے سُنکے نہ کیون جواب دون
غنچہ دہن ہے تو اگر ہنبہ دہن تو مین نہین
قمری باغ سے کہا چال دکھا کے یار نے

پیا جسکو چاہے سہاگن وہی
گدا تیرے در کے ہین چھوٹے بڑے

تری بندگی مین تو ہے اک جہان
جہان تیرا مہمان ہے تو میزبان

تری حمد شادان سے ہووے ادا
کہان یاوری دے ہے اُسکی زبان

شکر اُسکا زبان سے کرتا ہون
اور دل سے دم اُسکا بھرتا ہون

ہون گنہگار اُسکا جو ہے کریم
کوئی پوچھے تو کب مُکرتا ہون

معصیت مین نہ یہ ڈبو دیوین
اپنے فعلون سے مین تو ڈرتا ہون

کیون نہ سمجھون کہ دم غنیمت ہی
دم تری یاد ہی مین بھرتا ہون

اُوستادِ ازل ہے ذات تری
تیری تعلیم سے سدھرتا ہون

اک نظر دیکھ لے کہ ہون شادان
جب تری راہ سے گزرتا ہون

تخم سے لالہ زار ہوتے ہین
جون الف سے ہزار ہوتے ہین

کچھ تو سمجھے ہین تجکو ای گلِ تر
ہم گلے کے جو ہار ہوتے ہین

موجِ رحمت جو آے دم بھر مین
بحرِ عصیان سے پار ہوتے ہین

شمار جسکا نہو اُسکا کیا شمار کرون
تری جو وصف مین مین تھک گیا اُنہین گن گن

تمام رنگ مین پچھے مگر یہ ہے یکتا
ترے ہی رنگ مین مین نی میان رنگا باطن

جو سنگ ہووے گران اُسکو چوم کر چھوڑو
وہ کیجے سعی جہانتک کہ ہو سکے ممکن

چُرائے یار سے جو آنکھ کو وہی ہے چور
چُرائے یار جو دل کو اُسے نہ کہہ خائن

فدا ہو یار پہ تو اپنے جان سے دل سے
ملے نہ تجھسے تو اس بات کا مین ہون ضامن

تمہین خبر نہین مسکن کہان ہی شادان کا
جو پوچھتے ہو تو کوے بتانکا ہے ساکن

مرا راز دل کب ہے تجھسے نہان
نمایان ہے جون آرسی مین عیان

کوئی انتہا اُسکی پاتا نہین
اگر کہنے مین آئے کیجے بیان

بھٹکنے سے کیا فائدہ یار من
ترے پاس ہی ڈھونڈتا ہے کہان

تغیر کسی طرح اُسکو نہین
نظر کر کہ وہ ہے جہان کا تہان

دوا نے سب تجھے کیا خبر راز کی
رکھے جسطرح یار رہ شادمان

زمین و زمان مین پون کی طرح
جدھر دیکھیے تو بھرا ہے وہان

گنہگار بخشے ہے اک آن مین
وہ مان باپ سے بڑھ کے ہی مہربان

جو بات ہووے سچی بھاتی وہی ہے تجکو
بنتی نہین ہین ہرگز باتین اگر بناؤن
تجھسے وہ کب ہے مخفی جو جسکے دلمین ہووی
گر جانتا نہو تو ہر طرحسے جتاؤن
ظاہر مین وہ ہی ہیگا باطن مین وہ ہی ہیگا
چھپتا نہین ہے شادان کیونکر اُسے چھپاؤن

شبانہ روز یہ آنکھین لگی درس مین ہین
ہمین کہین بھی وہ لیجائی اُسکے بس مین ہین
نہان ہین راز اسیطرحسے پیارے کے
ہزارون سیکڑون آوازین جون جرس مین ہین
تری جُدائی سے اک آن رہ نہین سکتے
نجا تو پاس ہی تجکو ہزار قسمین ہین
کبھو بہار ہے گل کی کبھو ہے لالی کی
ہزار رنگ نئے دیکھ ہر برس مین ہین
جو دُور بینی سے وہ دیکھتے تو کیون پھنستے
پڑے پکارتے طوطی عبث قفس مین ہین
کوئی ہزارون مین شادان مگر رہے آزاد
جہان مین جتنے ہین چھوٹے بڑی ہوس مین ہین

سنوگی درد کی فریاد بھی کبھی اک دن
کہان ہے چین اگر پوچھیے مجھے تم بن

آئی بہار یار ہے میری نگاہ مین
دن دن بڑھے ہے چاہ پیار کی چاہ مین

ہو جسطرح سے آئنہ مین عکس جلوہ گر
ہے نور اُس صنم کا بھرا مہر و ماہ مین

آنکھین لڑی ہین جب سے مری اُس صنم کے ساتھ
دل پھنس رہا ہے اُسکی ہی زلفِ سیاہ مین

سو سو طرح سے جیسے کہ ہو بحر موج زن
یون ہے وہ شوخ جلوہ نما جلوہ گاہ مین

پھرتے تھے ہم بھٹکتے ہوئے جسکے واسطے
صد شکر ہے وہ یار ملا ہمکو راہ مین

تو ہے رحیم تیرا بھروسا ہے روزِ حشر
ساری کٹی ہے عمر ہماری گناہ مین

ہے نام جسکا شاہِ سکندر جہان مین
شادان رہے ہر شاد اُسکی پناہ مین

روٹھا ہے تو جو مجھ سے مین کسطرح مناؤن
قربان جاؤن تیرے کیونکر تجھے بلاؤن

انصاف کر خدارا جب تو سنے نہ پیارے
دلکا یہ درد اپنے مین کسکو جا سناؤن

کوئی ہنر نہین ہے جس سے تو مجھ پہ ریجھے
کہہ یار میری تجکو مین کسطرح رجھاؤن

آنکھون کا تار تیری طرف ہے بندھا ہوا
تیرا ہی ذکر کرتی ہے شام و سحر زبان

جو لامکان ہے اُسکے مکان کا نہین ہی حصر
کیا کر سکے کوئی یہ تعین کہ ہے یہان

ہین باد و خاک و آتش و آب اُسکے حکم مین
پیدا ہوئے ہین کہتے ہی اک کُن سے دو جہان

کیا ہے مجال دیر کرین اپنے وقت سے
خورشید و ماہ اُسکے ہی فرمان سے ہین روان

ظاہر مین جسکو دیکھا ہے باطن مین ہے وہی
درجہ یقین کا ہوگیا کب ہے ہمین گمان

دل صاف کرکے اُسکے ٹھکانے کو ڈھونڈ تو
کیا پوچھتا ہے اُسکا نشان ہے جو بے نشان

سو سو طرح کے رنگ سے پیارا ہے جلوہ گر
قدرت کو اُسکی دیکھہ کے شادان ہی شادمان

آئینے کے مثال پڑے عکس جو ترا
کچھ دل سوا نہین کہ ترے روبرو کرین

نکھڑا تو پھیر یار ہماری طرف ذرا
دل چاہتا ہے تجھسے ذرا گفتگو کرین

ہے وقتِ صبح بادِ بہاری کدھر ہے تو
گل غنچے ہووین صحن چمن مین تو بو کرین

کہہ اُنسے یار جو کہ ہین غافل مآل سے
اب کارِ بد کو چھوڑ کے کارِ نیکو کرین

آئینے زنگ دار مین کب مُنہ نظر پڑے
جو میل دل مین ہو وہی اُسی شست و شو کرین

شادان جنہین ہو خواہشِ سرشاریِ مدام
پیتے ہی جام کیون نہ خیالِ سبو کرین

اُسنے دیا ہے تجھکو اگر کم بہت ہی یان
پانی کو تو نہ ڈھونڈ کہ شبنم بہت ہی یان

کیون بھولتا ہے ہمکو تو ایشوخ نازنین
تیری تو یاد ہمکو ہر اک دم بہت ہی یان

عاشق سے ملکے چاہیے ان روزون تو رہے
تنہا نہ رہ کہ جاڑے کا موسم بہت ہی یان

کیون ملتجی ہون اور امیرون سے جا کے ہم
شادان بس ایک آپ ہی کا دم بہت ہے یان

اے یار تیرا وصف کرے کیا کوئی بیان
پنہان تجھے جو کہیے تو ہے سب پہ تو عیان

بہرہ ور ہین سب تمہارے فیض سے — کب کسی کے دل مین ارمان ہین

ایسا دامن ہاتھ مین آتا ہے کب — جنکے ہم وابستۂ دامان ہین

لطف کرتا ہے جو ہمپر روز و شب — ہم اُسیکی یاد مین حیران ہین

وصفِ اسکندر ہو شادان ہمسے کیا
وہ تو سب سلطانون کے سلطان ہین

بات مجھسے یار کرتا کیون نہین — پیار اب دلدار کرتا کیون نہین

منتظر تیرا ہون مدت سے یہان — تو گذر اک بار کرتا کیون نہین

نشہ مین کیون چُور اتنا ہو گیا — گفتگو میخوار کرتا کیون نہین

فرق کیا دیکھا ہماری بات مین — وصل کا اقرار کرتا کیون نہین

ساقیا کہتا ہون اپنے ہاتھ سے — مے پلا سرشار کرتا کیون نہین

تالی بجتی ہے تو دونون ہاتھ سے — عاشقون کو پیار کرتا کیون نہین

عرض یون کرتا ہے شادان یار سے
رازِ دل اظہار کرتا کیون نہین

تیرے سواے کسکی بھلا آرزو کرین — ہے کون تجھسا جسکی میان جستجو کرین

بُوے گُل کو اُس سے کچھ نسبت نہین
کیا نزاکت ہی بتِ دلخواہ مین

ڈہونڈتے تھے جسکو شادان گھر بگھر
ملگیا وہ شوخ ہمکو راہ مین

مین فدا ہون دل سے تیری راہ مین
گر ادھر پہیرا تو سال و ماہ مین

جبسے تیری زلف مین دل ہی پھنسا
راتدن گذرے ہے تیری چاہ مین

کرلے کوشش تجھسے جتنی ہو سکے
بندگی ضایع نہین درگاہ مین

مجھ مین اور تجھ مین تفاوت ہے یہی
فرق ہی جتنا گدا و شاہ مین

مہر بھی پھرتا ہے تجھکو ڈہونڈتا
داغ تیرے عشق کا ہے ماہ مین

دلکو الفت چاہیے یون یار سے
جون کشش ہو کہربا اور کاہ مین

کیون تو اے شادان ہی غفلت مین پڑا
یار بستا ہے دلِ آگاہ مین

سب تمہارے تابعِ فرمان ہین
تم پہ سارے ماہرو قربان ہین

لیکے چھوٹے سے بڑے تک روزِ عید
شاہ کے سب بندۂ احسان ہین

ہین جہان مین جسقدر برنا و پیر
آپکے گھر مین سبھی مہمان ہین

جو ترا مطلوب ہے موجود ہے
یاد مین رہ اُسکی شادان شادمان

اُس سوا مجکو تو کچھ بھاتا نہین
کیا کرون روٹھا صنم آتا نہین

روٹھے دلبر کو ارے قاصد مرے
مین تو ہارا تو بھی سمجھاتا نہین

مین سر آنکھون سے کرون تعمیلِ حکم
منتظر ہون کچھ وہ فرماتا نہین

ہو رہا ہے کیا مکدر آئنہ
تو جو مکھڑا اُسکو دکھلاتا نہین

غوک کو کب انت دریا کا ملے
بھید اُسکا تو کوئی پاتا نہین

جو ترا دل چاہے شادان اسگھڑی
مانگ لے تو اُس سوا داتا نہین

یوسفِ کنعان کو دیکھا چاہ مین
روشنی ایسی تھی جیسے ماہ مین

تھے وہ قیصر مین نہ وہ دارا مین وصف
وصف جیسے ہین سکندر شاہ مین

چاہتا تو کیون نہین ہمکو صنم
رات دن رہتی ہین تیری چاہ مین

غیر کو تو اپنے دل سے دور کر
دھیان رکھہ اپنا سدا اللہ مین

بندۂ عاصی ہون تیرا کہکے یون
سجدہ کیجے ہر دم اُس درگاہ مین

خار ہون گرچہ لگا ہون پہ ترے دامن سے
اپنے دامن سے نکر دور سب مجھے میرے میان

عکس تیرا جو پڑا اٹھیگا مری آنکھون مین
مثلِ آئینہ سب تجھے دیکھہ کے مین ہون حیران

مال اور ملک دیا اور عطا کی نعمت
بے نہایت ہے مرے حال پہ تیرا احسان

بے خبر آپ سے رہتے ہین ترے شوق مین ہم
وصل سے اپنے کبھو ہمکو کرے گا شادان

کیجیے کیا اُسکی قدرت کا بیان — وہم و دانش کو رسائی ہی کہان
پرتوِ خورشید جون ہو جلوہ گر — جسجگہ دیکھا تو ہی تو ہی عیان
جون ہوا وہ تو بھرا ہے سب جگہ — کون سی جا ہے نہین ہی وہ جہان
ایک واحد کا یہ سارا کھیل ہے — ہی یقین مجکو نہین ہرگز گمان
گر کرون تقریر سو سو طرح سے — وصف اُسکا کچھہ نہ ہووے بیان
دیدۂ بینا مگر دیکھے اُسے — فاش کہتا ہون نہان ہیگا عیان

رہ اسی بات پہ مسرور ہمیشہ شادان
اُس سوا دلکو مرے دوسرا بھاتا ہی نہین

دلِ نادان سے ہمین تو کوئی لینا ہی نہین
لاکھ سمجھاتے ہین لیکن وہ سمجھتا ہی نہین

کیا کہون کیا ہے تمنا مرے دلمین پیارے
آرزو تیری ہے کچھ اور تمنا ہی نہین

دلفریبی ہین مرے یار تو ہے لاثانی
تیرا سا دلبر و دلدار تو دیکھا ہی نہین

دیکھا دنیا کا تماشا پہ نہ دیکھا تجھسا
آنکھون مین تیرے سوا اور تماشا ہی نہین

مدتین ہو گئین شادان کہ دیا ہمنے چھوڑ
کیا کرین غیر سے جھگڑا ہمین جھگڑا ہی نہین

بے نشان کا بھی کہین ڈھونڈے سے ملتا ہے نشان
ہے وہ سب مین تجھے کہتا ہون پرکھ اُسکا مکان

فائدہ کچھ نہین اے یار جہان گردی مین
ہے وہ نزدیک ترے ڈھونڈتا پھرتا ہے کہان

غور سے دیکھنا لازم ہے سمجھ والے کو
ہے وہی ایک یہان اور وہی ایک وہان

بھید کچھ اور ہو اس مین تو بھلا بتلاؤ
ہے وہی دل مین ہمارے جو تمھارے دل مین

لامکان کہتے ہین جسکو ہے ٹھکانا تیرا
گر محبت سے تو اب جا ہے پیارے دل مین

برتر از وہم و گمان ہے نہین کچھ شک اسمین
تو نہین وہ کہ تجھے کوئی بچارے دل مین

نور تیرا تو بھرا ہیگا اُسی کے اندر
مردم دیدہ کرین کیون نہ نظارے دل مین

ہر گھڑی یاد تجھے کرتا ہے دل سے شادان
کیون گیا بھول خدا کے لیے آرے دل مین

دہیان مین وہ بت ظالم ہمین لاتا ہی نہین
لاکھ تدبیر کرو راہ پر آتا ہی نہین

دلکو ہے چین اور آنکھونکو طراوت تجھسے
بن ترے دیکھے میان کچھ ہمین بھاتا ہی نہین

روٹھے دلبر کو منانا ہے نہایت مشکل
کیا کہین کیا اُسے سمجھائین کچھ آتا ہی نہین

شاید اُسکا ہی کرم ہووے تو کچھ سوجھ پڑے
مین جو بھولا ہون کوئی مجکو سجھاتا ہی نہین

جانتا کون ہی یہ دل کے مرے رازِ نہان
خوش نوائی سے تری کچھ بھی اُسی نسبت ہے
کس سے درد دلِ بیتاب بھلا جا کہیے

مدتون سے جو ترے عشق مین مین جانان ہون
ہی غلط دعویِ بلبل کہ مین خوش الحان ہون
کچھ نہین چلتی ہے اُس شوخ کی آگی ہان ہون

روز و شب خوب گزرتی ہے خوشی مین اپنی
تیرے ہی وصل سے اے یار سدا شادان ہون

پھرتے پھرتے کبھو دل چاہی تو آجاتی ہین
آپ پر صبر مرے ناز و نزاکت کا پڑے
یہ کرامات نہین ہے تو بھلا پھر کیا ہے
مدعا انکا یہی ہے کہ اُنہین یاد کرون
اپنے مشتاقون کا رہتا ہے اُنہین دل سے خیال

اُنکا احسان ہے جھگڑا جو دکھا جاتے ہین
جب وہ آتے ہین یہی بات سُنا جاتے ہین
بن کہے مطلبِ دل میرا وہ پا جاتے ہین
بھول جاتا ہون کبھو مین تو سمجھا جاتے ہین
ہو جو گمراہ اُسے راہ بتا جاتے ہین

شاد رہتا ہے اسی بات سے ہر دم شادان
کر کے وہ لطف جو رُوٹھے کو منا جاتے ہین

عشق و الفت کے اجی راز ہین سارے دل مین
ہم جسے ڈہونڈتے ہین ہے وہ ہمارے دل مین

سُنکے یہ جینے سے ہوتا ہے خفا دل میرا
تو جو کہتا ہے کہ مین تجھ سے خفا رہتا ہون

تیری ہی آنکھ مین تیری ہی نظر مین رہکر
جون پہ چھپے تارِ نظر ویسے چھپا رہتا ہون

جانتا ہون کہ سوا تیرے نہین کوئی مرا
اِسلیے تجھپہ دل وجان سی فدا رہتا ہون

پوچھتا جو کہ ہے شادان سی یہی کہتا ہے
یار سے اپنے مین دنرات ملا رہتا ہون

ہر گھڑی دیکھ تجھے دل سے فدا ہوتا ہون
سُنکے باتین تری قربان سدا ہوتا ہون

ہر بہانے سے گزر ہووے مگر تیری طرف
تیرے کوچہ مین تو ہمراہِ صبا ہوتا ہون

بیڑیان عشق کی ہین اور دلِ دیوانہ
کب تری زلف کے پھندی سے رہا ہوتا ہون

مجھسے اب کون زمانے مین بُرا ہوگا مگر
تو بھلا بولے تو اے یار بھلا ہوتا ہون

جسم سے روح جُدا ہوتی ہے اُسدم شادان
صبح جسوقت وہ کہتا ہے جُدا ہوتا ہون

مثلِ آئینہ تجھے دیکھ کے مین حیران ہون
جبسی دیکھا ہی ترے عشق مین سرگردان ہون

غنچۂ دل نے عجب کام کیا بادِ صبا
صبح کی ہوتی ہی مین گل کی طرح خندان ہون

مجھسے پردہ تجھے اے یار نہین لازم ہے
مین تو سو جان سے صورت پہ تری قربان ہون

ہم تو اک تمپہ میان دل سے فدا بالکل ہین
کیون نہ شادان ہون ہین اسباتکو سُنکر دلسے
تیرے آنے کے مرے یار یہان پر غسل ہین

رُوٹھ لے یار نہ عشاق سے جب تیری ہین
مثل خورشید کے پرتو ہی ترا ہی گھر گھر
مثل ابلیس کہین انکو نہ کسطرح سے ہم
ہے مسبب تو ہی اس عالم اسباب مین یار
سبز اور سُرخ ہر اک رنگ مین دیکھا تجکو
واچھڑی میری میان کام عجب کرتا ہے

بخشدے گرچہ گنہگار ہین اب تیری ہین
ایک پر کچھ نہین موقوف کہ سب تیری ہین
جو کہ ملحد ہین دل و جان سے وہ کب تیری ہین
جسطرف کھوج کرین ساری سبب تیری ہین
کیا ہی نقاش ہے تو رنگ عجب تیری ہین
دلکو لیجانا ہر انداز سے ڈھب تیری ہین

اسلیے ناز اُٹھاتا ہے تو اب شادان کا
بندے ہم اپنے کو کہتے ہین کہ اب تیری ہین

پوچھتا کیا ہے ترے در پہ پڑا رہتا ہون
دستگیری نکرے تو تو بھلا کون کرے
جسطرح ڈور لگی رہتی ہے دُنبالِ پتنگ

تیری ہی یاد مین اے یار سدا رہتا ہون
راتدن تیرے ہی دامن سے لگا رہتا ہون
تو جدھر جائے تری ساتھ مین آرہتا ہون

سو طرح کے رنگ سی جلوہ دکھاتا ہی مجھے
دلربا دیکھا ہی یون پنہان کہین پیدا کہین

گرچہ ہین لاکھون مگس لیکن نہین پروانہ وار
گل پہ بلبل سا کسی نے دیکھا ہی شیدا کہین

کیا پری کیا حور کیا جن و ملک کیا آدمی
جو ہمارا یار ہے اُسکا نہین ہمتا کہین

بات جو پردے مین ہو دی ہی وہی شادان بھلی
راز دل کا دلمین رکھ ہرگز نکر افشا کہین

وہ ترے باغ کے اے یار ھزار و گل ہین
شیفتہ جن پہ دل و جان سے گُل و بلبل ہین

سرو وار فتہ ترے قد پہ ہے اے سروِ روان
زُلف و رُخ پر ترے قربان گل و سنبل ہین

اس جہان کی تو ہے محفل کا یہی رنگ بند ہا
لیکے اس ہاتھ سے اُس ہاتھ مین دیتے مُل ہین

پیرِ کامل کا تو ارشاد سمجھ یون جیسے
پار دریا سے اُترنے کو بناتے پُل ہین

لاکھ معشوق سہی ہمکو کسی سے کیا کام

سامنے دستِ کرم کے یون خزینے تنگ ہین
جون حدیثِ عشق لکھے سے سفینے تنگ ہین

جوہری کے سامنے جوہر کھُلے تو قدر ہو
رازِ دل اُن سے نہ کہہ تو جنکے سینے تنگ ہین

عکس تیرا اگر پڑے دریا مین وہ بھی تنگ ہو
حُسن کی وسعت سے تیرے آبگینے تنگ ہین

حاسدو نکا ہے یہی شیوہ تو اندیشہ نکر
دیکھ کر تیری رسائی کو کمینے تنگ ہین

دیکھکر تیری نزاکت مین تو ڈرتا ہون بہت
بام پر آہستہ چڑہ پیارے کہ زینے تنگ ہین

اتنے ارمان ہین کہ اے شادان نکلنے کے لیے
ایک دن کیا سال کے بارہ مہینے تنگ ہین

کیا نظر آئی ہی تجکو صورتِ زیبا کہین	سچ تو کہدے جہوٹ کہنے سی ہُوا رسوا کہین
جنس جب لینی ہی تو تکرار ہے بیفائدہ	کہوندے اپکی بھی تو بازار مین سودا کہین

کچھ نہین اغراق اسمین تو ئی شادان جو کہا
پہرتا ہے وقت جب آتا ہی توسن آب مین

موسم گرما مین خوش آتی ہین خس کی ٹٹیان
گردو پیش اپنے برائے احتیاطِ ہر دمان
عشق تجکو چاہیے سیکھے پرندونسے سدا
روبرو شیر ونکے ٹھہرے ہی کہین روباہ بھی
جسطرح سے شیخ چلّی کے ہون منصوبی فضول

گرچہ یہ بہتر ہین پر تو باندہ جس کی ٹٹیان
چاہیے تجکو کہ باندہے اپنی بس کی ٹٹیان
توڑتی ہین بلبلین اپنی قفس کی ٹٹیا ن
عنکبوت اکدم مین توڑے ہی مگس کی ٹٹیان
بوالہوس باندہے ہی یون دلمین ہوس کی ٹٹیان

موسم گرما مین شادان کیلیے اے خادمو
تو بہو باندہو نہ باندھو کہہ خس کی ٹٹیا ن

ذات اُسکی یون ہی شامل آب جون ہر رنگ مین
جس مین گن ہوتا ہی کہتے ہین اُسی کو سب گُنی
غرق ہی ماؤ منی کے بحر مین نادان تو
کر خیال اُسکا جو باہر ہے گمان و وہم سی
لاؤ بالی ہے جناب اُسکی ارے شادان سُنا

آتشِ سوزان نہان ہو جسطرح سی سنگ مین
ڈہنگ ڈہونڈی بھی نہین ملتا ہی مجھ بدڈہنگ مین
صلح مشرب ہو دلا کیا فائدہ ہی جنگ مین
مست ولایعقل پڑا ہی کیون خیالِ ننگ مین
تو جو اپنے کو گنے ہی تو ہی کس پاسنگ مین

جسطرف دیکھو بھار آتی ہے سبزی کی نظر
موسمِ بارش مین ہو جاتی ہی یکسر تر زمین

وصف جو کیجے دکن کا ہی کہین اُس سی فزون
گوہر و جوہر سے مالامال ہے یکسر زمین

دلربا اگر روز شاید اسطرف پھیرا کرے
نقشِ پا کے واسطے آتی ہی بن بنکر زمین

باندھنے کو قافیے کے رنگ کچھ تو چاہیے
شعر اُس مین خوب کب ہو جب نہو بہتر زمین

دیکھ غنچون کو کہا **شادان** نے یہ دلدار سے
نذر کرنے کو تری لائی ہے یہ گوہر زمین

گرچہ ہے صیاد اُنپر ناوک افگن آب مین
مچھلیونکے واسطے موجین ہین جوشن آب مین

گر ثمر تو چاہتا ہے کر حفاظت ہر طرح
مت ڈبو نادان غافل اپنا خرمن آب مین

گلبدن گلشن سے نسبت کسطرح دیجے تجھے
عکس تیرا جبکہ خود ہوتا ہے گلشن آب مین

جو کہ ہو غواص اُسکے ہاتھ آتا ہے فقط
گوہر نایاب کا ہے گرچہ معدن آب مین

غوک کی صورت اگر غوطہ لگایا کیا حصول
ڈوبتا ہے کیون عبث تو ای برہمن آب مین

لوثِ دنیا سے مُبرا چاہتا ہی گر رہے
مت بھگو تو دیدہ و دانستہ دامن آب مین

اولیا رہتے ہین دنیا مین منزہ اسطرح
جسطرح طینت نہ بدلے اپنی روغن آب مین

جو کہ ناممکن ہے اُسمین سعی ہے بیفائدہ
روشنی کب ہو جو مشعل کیجے روشن آب مین

عجب اُلجھاوہے دنیا کا دیکھو | کہ دھندے مین پھنسا آٹھون پہر ہون

گنہگارون مین ہے مشہور **شادان**
نہ کیونکر وہ کہے سب سے بتر ہون

جب سے کہ چمن مین گُل مُنہ اپنا نکالے ہین | بلبل کی زبان پر بھی فریاد ہے نالے ہین
جس روز سے دیکھا ہے ہون حلقہ بگوش اُسکا | اُس شوخ کی کانون مین کس طرح کے بالی ہین
خاموش ہین بیخود ہین سکتے کا ہی اک عالم | قدرت کے تماشے کو جو دیکھنے والی ہین
منظور نہ تھی اُسکو کچھ بات محبت کی | جو ہمنے کہے فقرے باتونین وہ ٹالی ہین
جس روز سے گلرو کو دیکھا ہے گلستان مین | ہم تخم محبت کے دل اپنے مین ڈالی ہین

اب دیر نکر **شادان** یہ محفلِ عشرت ہے
شیشے مین بھری مے ہی ہاتھون مین پیالی ہین

بول تو انصاف سے ہوتی ہے ایسی سر زمین | جس زمین پر یار ہو اُس سی ہو کیا خوشتر زمین
فی الحقیقت ہی کہان پانی سے بالاتر زمین | بھول کر کہتے ہین بعضے لوگ پانی پر زمین
سر زمینِ دل فقط ہی تخم الفت کیلیے | خاک پھل پائے اگر بوئی کوئی بنجر زمین
کون جاوے چھوڑ راہِ راست کو ایسی طرف | کنج اور کاواک جیسا ہووے جون خنجر زمین

نظر میری نہین ہے دوسری پر
جدا مت کیجیو قدمون سے اکدم
نہین ہے ایسی ویسون سے مجھے کام
نظر آتا ہے مجکو ایک تو ہی
دوئی کی بات جو دلسے اُٹھادی

اُسیکا ہو رہا ہون آشنا مین
کہ کہلاتا ہون صاحب آپکا مین
تمھین پر دل سے ہون بس مبتلا مین
نہین رکھتا ہون تجھ بن دوسرا مین
نہین کچھ جانتا تیرے سوا مین

ملے شادان سے آکر یار اُسکا
یہی دیتا ہون اُسکو اب دعا مین

نہین معلوم مجکو مین کدھر ہون
کہون کیونکر کہ مجکو رکھ نظر مین
مری آنکھون مین تو جو بس رہا ہے
نہین مین بھولتا ہون تجکو اکدم
تو ہی غفار مین مجرم ہون تیرا
نہین بے علم کی کچھ منزلت ہے
اجی بچہ بغل مین اور ڈھنڈورا

تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون
نہین مجھ مین ہنر کچھ بے ہنر ہون
ترا جلوہ سدا کرتا نظر ہون
تری ہی یاد مین شام و سحر ہون
خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
تری تعلیم سے مین بہرہ ور ہون
تجھے سب مین ڈہونڈتا ایدہر اُدہر ہون

سوا تیرے نہین کچھہ جانتا ہون
تجھی کو جانِ من پہچانتا ہون

وہی ہر گھٹ مین ہے مین جانتا ہون
ازل سے اُسکو تو پہچانتا ہون

توہی تو ایک میرا مہربان ہے
سوا تیرے کسے مین مانتا ہون

نکل جاتا ہے آنکھون سے نگہ سا
تجھے خاطر مین جب مین ٹھانتا ہون

ثنا و مدح مین سلطان کی شادان
غزل کا مین ورق گردانتا ہون

انیلا ہون نہین کچھ جانتا ہون
مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون

ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے
تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

شبانہ روز کے اوقات اپنے
اُسیکی یاد مین گزرانتا ہون

یہی ہے مشغلا ان روزون شادان
جنون مین خاکِ صحرا چھانتا ہون

نہ آیا پاس وہ مضطر رہا مین
فدا دل سے رہا جسپر سدا مین

کرم کرنا اُسیکا کام ہیگا
جو کچھ کہنا تھا مجکو سو کہا مین

ترا ہی جاننا مجکو تو بس ہے
نہین کچھ جانتا ہون مدعا مین

سُکھی رکھہ اپنے ملنے سے پیارے
کہان وہ بت جو رہتا ہے دلون مین

ترا تو نام ہم سُنتے ہین سُکھہ رین
کہان متھرا بنارس اور اُجّین

کبھی شادان کو کر تو وصل سے شاد
نہین کٹتی ہے اُسکی بن ترے رین

سکندر ساند یکھا ہمنے سلطان
ملازم اُسکے ہین مانندِ دارا
نکلتا ہے برائے سیر جسدم
شجاعت اور سخاوت مین ہی بے مثل
رسائی ہو نہین سکتی نظر کو
خدا کا نور ہے چہرے پر اُسکے
زمانِ حضرتِ آدم سے اب تک
خدا رکھے اُسے سرسبز دائم

جہان کو کر رکھا ہے جسنے بستان
نہ پہنچے اُسکی شوکت کو سلیمان
بھرا رہتا ہے لشکر سے بیابان
شہنشاہِ زمان ہین اُسکے دربان
فلک سے اُسکا بالاتر ہے ایوان
خجل ہووے نکیون مہرِ درخشان
سُنا ہے تمنے ایسا کوئی خاقان
بزنگِ گُل ہمیشہ ہو وہ خندان

کرم سے اسکے عالم بہرہ ور ہے
ثنا خوان ہے جہان مین جبکا شادان

تری کاکل ہے ایسی مشک افشان — کہ شُہرہ جسکا ہے چین و ختن مین
نزاکت مین وہ بت ہے غنچۂ گُل — سمائی بات کی ہے کب دہن مین
جو تم آکر ہوئے ہو بزم افروز — عجب رونق ہے اپنی انجمن مین
بہار آکر ہمارے شاہ کے گھر — نہین پھولی سماتی پیرہن مین
سکندر شاہ با اقبال و اجلال — رہے یارب سدا ملکِ دکن مین

اُسی کا ہو کے تج دون سکو شادان
یہی آتی ہے ہر دم میرے من مین

وہ بُت یارب کیا ہے جسنے بیچین — کبھی مجھسے کرے گا پیار کی مین (بات)
کبھی تو خواب مین آجا ہمارے — ترستے ہین ترے دیدار کو نین
تغافل اسقدر اللہ اللہ — یہ بُت ہمسے کبھی کرتے نہین سین
نہ ہو خورشید تو پردے سے باہر — گزر جائیگی جلدی وصل کی رین

بکرماجیت تھا راجہ وہان کا
جسے کہتے ہین شادان شہر اُجین

ترے بن دیکھے اب دل کو نہین چین — لگے رہتے ہین در سے اپنی دو نین

کہان احسان کا تیری ہووے بدلا
ہزارون سجدی گر در پر کرون مین

لے آ ساقی نہ ٹھہری دیر کی اب
لبالب مے سے تا ساغر کرون مین

جواب خط جو اُس سی لاے قاصد
نثار اُسپر زر و گوہر کرون مین

میسر جس سے ہووی سر بلندی
قدم پر اُسکے اپنا سر کرون مین

حکایات کرم سے اُسکے شادان
فراہم لکھ کے اک دفتر کرون مین

ترے اوصاف جب ہی سُن چکا ہون
دل و جان سی مین دیوانہ ہوا ہون

نہین ہو سکتی ہے تعریف تیری
تجھے دیکھا ہے جبسے مین فدا ہون

مری گنتی رہے بندون مین تیرے
اگرچہ کمترین ہون باوفا ہون

نہین خورشید سے سائی کو نسبت
جو کچھ ہے سو وہی ہے مین تو کیا ہون

ازل کی ہے مری پہچان اُس سے
نہین بیگانہ ہرگز آشنا ہون

تمہارے لطف سے رہتا ہون شادان
مجھے جسطرح سمجھو آپ کا ہون

گل لالہ کھلا ہے یون چمن مین
عقیق سُرخ ہو جیسے یمن مین

کوئی اس شان کا شاعر اگر ہووے تو مین جانون

ترا رُخ پھر کے عالم سے ادہر ہووے تو مین جانون
تجلی گاہ تیری میرا گھر ہووے تو مین جانون
نکلنے سے ترے ہے روشنی ورنہ اندھیرا ہے
بغیر از مہر عالم مین سحر ہووے تو مین جانون
یہ مانا چار دن اُس سے بھی دنیا مین اُجالا ہے
مقابل تیرے عارض کے قمر ہووے تو مین جانون
غزالِ دشت مین کیا ہے فقط آنکھین ہی آنکھین ہین
میان تیری کمر جیسی کمر ہووے تو مین جانون
وہی ہادی ہمارا ہے وہی خضر طریقت ہے
وہ ہو جس راہ کا رہبر خطر ہووے تو مین جانون

ترا تو دیکھنا الفت بھرا ہیگا ارے شادان
اُسے تیرے نظارے سے نظر ہووے تو مین جانون

تری حمد و ثنا کیونکر کرون مین
نہین یارا زبان کو تر کرون مین

ترا ہی گیت سُننا مجکو خوش آتا ہے ساون مین
نہووے کسطرح شادان فدا اُسپر دل وجان سے

ہزارون عشوے دیکھے اُسنے دلبر تیری چتون مین
وہی ہے ایک گھر گھر مین دگر ہووے تو مین جانون

دگر تم جسکو کہتے ہو اگر ہووے تو مین جانون
کہین تارِ نظر کو بھی نظر بھر کوئی دیکھے ہے

تو آجا چھپ کے میرے گھر خبر ہووے تو مین جانون
کہان طوطی مین گویائی کہ تیرے سامنے بولے

مقابل گر ترے لب کے شکر ہووے تو مین جانون
سُنا ہے ہمنے افسانہ ترے افسونکا افسونگر

اگر کالے کے کاٹے کا اثر ہووے تو مین جانون
نہووے ابرِ رحمت کی ترے بارش اگر یارب

صدف مین ابرِ نیسان سے گہر ہووے تو مین جانون
جزاک اللہ غزل پر تو غزل کہتا ہے اے شادان

دلِ پژمردہ میں بالیدگی ہوتی ہی روزی سے
جو اُترا گھونٹ می کا حلق سی جان آگئی ساقی
محبت ہی کہ جو اک ذات کر دیتی ہی دو دل کو

درخشت خشک زندہ ہو یہ ہے تاثیر پانی مین
پلا دے جیسے کوئی گھولکر اکسیر پانی مین
ملا دینے سی ملجاتا ہے جیسے شیر پانی مین

یکایک شور اور غوغا ہوا دریا مین ای شادان
جو دیکھی شوخ نے شوخی سے کل تصویر پانی مین

جو ڈورا سے ہے بتِ قاتل تری شمشیرِ آہن مین
اُسی سے رشتہ رکھتی ہے جو رگ سے اپنی گردن مین
ہماری تو کہان گنتی ہے اُس معشوق کے آگے
بندھے ہین دل ہزارون عاشقون کی اُسکے دامن مین
غزالون کی طرح کرتا تھا تو رم اپنی شوخی سے
تجھے ہم ڈھونڈتے پھرتے تھے بیخود ہو کے بن بن مین
ہزارون سیکڑون کے دل پگھل کر ہو گئے پانی
ہوئی ہے موم سی نرمی ترے ہاتھون سی آہن مین
نہ ہووے جسمین تیرا ذکر وہ نغمہ ہے کیا نغمہ

نہین یہ داغ چیچک دیکھ تو ہین چُنیان جڑیان
نجومی شُبھگھڑی کہتے ہین کسکو کیا خبر تجکو
لگن پیاری سے جب لاگے وہی ہین ہمکو شُبھگھڑیان

بڑی اُلجھن مین ہوتی تھی بسر اپنی مگر شادان
ملا ہے جب سے وہ گلرو کھُلی ہین دلکی گُلجھڑیان

سمجھتے ہو اُٹھا ہے شور کیون اکبار پانی مین
قیامت کا تلاطم اسگھڑی دریا مین پیدا ہو
چراغان یار نے باندہا جو ساحل پر تماشے کو
یہ ہے مضمون مستعمل نہین تشبیہ مین جدّت
مثل ہے چوم کر سنگِ گران کو چھوڑ دیتے ہین
تم ایسے کیون ہو غافل موت سی کچر حوادث مین

تڑپتی ہین یہ موجین دیکھ عکسِ یار پانی مین
کبھو مکھڑا جو دیکھے جھک کر وہ دلدار پانی مین
نظر آتا ہے ہمکو ہر طرف گلزار پانی مین
جو باندہے موج کو شاعر کہی یہ مار پانی مین
نہین بندہتی اگر باندہے کوئی دیوار پانی مین
سدا رہتی ہے ماہی دام سی ہشیار پانی مین

یہی ہے قول شادان کا ذرا غواص سُن رکھو
کہ ہاتھ آتا ہے ڈھونڈے سے دُرِ شہوار پانی مین

مصور سے کب ایسی ہو سکی تحریر پانی مین
نظر آتی ہے جیسی موج کی زنجیر پانی مین

مجھے اسطرح سے پہچانتا تھا کون دنیا مین
تری الفت کا باعث ہی جو یون مشہور رہتا ہون

تری طاعت مین تیری بندگی مین یاد مین تیری
نہین مقدور لیکن پھر بھی تا مقدور رہتا ہون

اگرچہ نفسِ امارہ ہزارون پیچ کرتا ہے
ہوا و حرص سے شکرِ خدا مین دور رہتا ہون

رہون کیونکر نہ شادان شاد ہر دم بات اتنی ہی
کرم اُسکا ہے میرے حال پر مسرور رہتا ہون

یہ آنکھین میری جب سے یار کی آنکھون سے جا لڑیان
نہین ہے چین اُس بن رات دن گنتا ہون مین گھڑیان

اگر بس ہو تو صدقے کیجیے عقدِ ثریا کو
ہین اُسکے کان مین کیا خوب مروارید کی لڑیان

بہار آئی ہے کچھ اس رنگ سے گھر میرے سلطان کے
جدھر دیکھو حسین پھرتے ہین پھولون کی لیے چھڑیان

جدھر دیکھو اُدھر گلشن مین سبزہ لہلہاتا ہے
صنم ہے اور ہم ہین اور ہین برسات کی جھڑیان

چمن مین برگِ گل شبنم سے جیسے خوشنما ہووے

دلدہی خستہ دلون کی ہی ضرور اے شادان
زخم جو ہوئے رکھا چاہیے اُسپر مرہم

شہِ دکن کو مبارک سدا ہو عیدِ صیام
رہے بدولت و اقبال اُسکی ذات مدام

درخت جیسے ہو سر سبز آبیاری سے
تمام خلق کا سمجھو کہ ہے اُسی سے قیام

ہر ایک بات ہے دلچسپ دلربا ایسی
کہ آبِ زر سے لکھا چاہیے اب اُسکا کلام

عرب سے تا بعجم کیون نہ ایسا شہرہ ہو
کہ اُسکی ذات سے ہی آج قوتِ اسلام

یہ اُسکی قدرشناسی یہ قدردانی ہے
جہان تلک ہین ہنرمند پاتے ہین انعام

رہے یہ شاہِ سکندر ابد تلک قائم
فلک سے بھی ہی دو بالا بلند جسکا نام

ہر ایک مُلک کا ملت کا آج ای شادان
جو پوچھیے تو حقیقت مین ہی اُسی سے نظام

ردیفِ نون

صنم کی یاد مین ہر وقت مین مسرور رہتا ہون
ہمیشہ نشۂ الفت مین اُسکی چور رہتا ہون

مجھے کیا کام ہے اب دو پہر ایسے تو جو میرا ہی
تجھے دیکھا ہے جب ہی سب سبب مین مغرور رہتا ہون

دولت ہے ہمین تمہارا ملنا
مت بھولیو تم ہمین خدا را
جون دستِ شکستہ ہو گلو گیر
اب شکل دکھا حجاب مت کر

ملنے ہی سے کامگار ہین ہم
اے یار تمہارے یار ہین ہم
یون تیرے گلے کا ہار ہین ہم
سو جان سے ترے نثار ہین ہم

وہ پوچھتے ہین جو ہمکو شادان
تم کہدو کہ جان نثار ہین ہم

پیارے کے جو دوستدار ہین ہم
مانندِ درختِ عشق پیچان
جھٹکے بھی تو چھوڑینگے نہ تجکو

اسواسطے آشکار ہین ہم
معشوق سے ہمکنار ہین ہم
دامن کے ترے غبار ہین ہم

شادان وہ ملے گا آکے کس روز
حسرت کشِ انتظار ہین ہم

آرزو ہے کہ دھرین تیرے قدم پر سر ہم
تو نے پوچھا نہ کبھو کون ہے اس در پہ پڑا
دل ہے گیسو مین تو گیسو ہین دلِ شیدا مین

نہ تو دینار ہے درکار نہ ہمسکو درہم
عمر گزری کہ پڑے رہینگے ترے در پر ہم
عشق پیچان کی طرح دونون ہین درہم برہم

ص
اب یہ قافیہ درست
نہین سمجھا جاتا اسلیے
سر درہم بکسر ہے ۱۲

تری ہی یاد مین مسرور ہو کر
اُٹھا کرتا ہے شادان تو گجر دم

کہان ہے چین تیرے بن دلارام
کیا ہے تو نے میرا جان و دل رام

چھپا رہنے دے اُس کا رازِ الفت
نکر للہ تو عاشق کو بدنام

مرا مالک ہے تو مختار ہے تو
مین اک بندہ ہون نیزادہ بھی بیدام

ہزارون جرم کا ہے بار سر پر
نہین معلوم کیا ہوا اپنا انجام

غنیمت جان لے مت ہاتھ سے دے
کمائی کا تری ہے یہ ہی ہنگام

گلستان سے مجھے کیا کام ہیگا
مری آنکھون مین بستا ہے وہ گلفام

نگر شکوہ کرین ہم کیون کسی کا
ہمین شادان ہے اپنے کام سے کام

بیخود شبِ انتظار ہین ہم
جون مرگ سے ہمکنار ہین ہم

سر سبز تری نظر سے ہو جائین
گر دیکھے ادھر بہار ہین ہم

دامن ہے تمہارا ہاتھ اپنا
بیکار نہین لکار ہین ہم

دشمن کا قرارِ دل بنا ہے
جسکے لیے بیقرار ہین ہم

بجا لائین جو ایسا ہمکو ہو جاے — تمہارے تابعِ ارشاد ہین ھم

دعا کرتا ہے یون وزرات شادان
کہ تجھ سے چاہتے امداد ہین ھم

کبھو تو آوگے اے دلربا تم — کروگے مہربانی سے وفا تم
نہین رکھتے کسی سے آشنائی — مجھے تو ایک بس ہو آشنا تم
تمہارے جانِ نثار باوفا ہم — ہمارے جان و دل کے مدعا تم
تمہین کیونکر خریدے بے بضاعت — کہ ہو قیمت مین لعلِ بے بہا تم

مراد دل پھیر کر بولے وہ شادان
تمہارا دل ہی کیا ہے اور کیا تم

مجھے تو آسرا تیرا ہے ھر دم — ترا مین ذکر کرتا ہون سحر دم
ترے دم سے ہے میری زندگانی — ترا بھرتا ہون مین آٹھون پہر دم
نچھوڑو رائگان تم اسکو زنہار — گذارو یاد مین ہو جسقدر دم
دم اسکا بھر جو تیرے کام آوے — بھرے ہے غیر کا کیون بیخبر دم
رہے تا وہ نگاہِ بد سے محفوظ — دعا پڑھ پڑھ کے اسکے منہ پہ کر دم

نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھ سے
آنے مین ہوئی دیر تو اس سوچ مین ہین ہم

کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم
مشاطہ نے کیا اُس سے کہا کچھ نہین معلوم

شادان طلب یار کچھ آسان نہین ہی
ہم ڈہونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

صنم ہمراہ ہوگا تو کرینگے سیر گلشن ہم
تو بت کو پوجتا ہے پوجنا تجکو مبارک ہو
نظر مین دلمین آنکھون مین پھرا کرتا ہی تو ہر دم
تری الفت نہین ایسی کہ دل ہی دلمین رہجائے

دوبالا حسن سے اُسکے بھرینگے گل بدامن ہم
صنم کو رکھتے ہین سینے کے اندر اے برہمن ہم
تری ہی یاد کی ہین پھیرتے دن رات سُمرن ہم
کسیدن جوگ لینگے دیکھ لینا تیری کارن ہم

ہماری اس غلط فہمی پہ ہی افسوس اے شادان
وہ ہیگا پاس اپنے ڈہونڈتے ہین جسکو بن بن ہم

تری الفت سے نت دلشاد ہین ہم
بھلا مت ہمکو اپنے دل سے پیارے
وہ شاگردی کے قابل بھی نہین ہین
تری تصویر دلکش کھینچکر آج

اسیر عشق ہین آزاد ہین ھم
کہ صبح و شام کرتے یاد ہین ھم
جو کہتے پھرتے ہین اُستاد ہین ھم
مصور نے کہا بہزاد ہین ھم

جاروب کش اک عمر سی اُس در کی ہین شادان
کسطرح بھلا کوچۂ جانان سے پھرین ہم

جون موج ہو دریا مین ہین یون تجھ سی قرین ہم
ہین دیکھنے مین دُور نہین دُور پر اُس سے
باقی نہ رہا حرفِ دوئی پیشِ رُخِ یار
جون ماہ تو چھپتا ہے عبث ابر کے اندر

جون شیر مین روغن ہو جُدا تجھ سی نہین ہم
سچ پوچھیے ہمسے تو جہان وہ ہی وہین ہم
آئینے کو دیکھا تو نظر آئے ہمین ہم
بے پردہ تجھے دیکھتے ہین پردہ نشین ہم

شادان ہین اُسی روز سی مثلِ گلِ خندان
جسروز سے دیکھا ہے تجھے ماہ جبین ہم[له]

کیا ہمسے ہوئی ایسی خطا کچھ نہین معلوم
پروا ہی نہین تجکو مرے یار کسی کی
آتی ہے پئے سیرِ چمن کسکی سواری
ہو گل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن
شاید کہ اُسے اور ہی کچھ بات ہی منظور
کیا رات کو میخانے مین پیمانہ کشی تھی

تو ہمسے جو اتنا ہے خفا کچھ نہین معلوم
کسطرح کریگا تو وفا کچھ نہین معلوم
اتراتی ہے کیون آج صبا کچھ نہین معلوم
کیا ہونیکو ہے ہو ویگا کیا کچھ نہین معلوم
کیون باندھی ہی پاؤن پہ حنا کچھ نہین معلوم
آتا ہے جو مستانہ چلا کچھ نہین معلوم

له یعنی تمنے دیکھا ہے

ہووے ہمیشہ تمکو مبارک یہ ماہ وسال — جتنے عدو ہین آپکے ہووین وہ پائمال

شُہرہ ہے آج شاہِ سکندر کی عدل کا — اس دَور مین جہانکو ایسا رکھا سنبھال

ہیبت سے اُسکی زہرۂ رستم ہے آب آب — مفسد تھے جو زمانے مین سبکو دیا نکال

کیونکر نہ بیدریغ لُٹائے وہ گنجِ زر — دولت ہے اُسکی فضلِ الٰہی سی بے زوال

شادان رہیگا شاہِ دکن سیکڑون برس
دیکھی جو ہمنے فال تو نکلی یہ نیک فال

ردیفِ میم

قد دیکھہ ترا سروِ گلستان سی پھرین ہم — لب دیکھہ تری غنچۂ خندان سے پھرین ہم

تابع ہین ترے حکم کے افلاک و مہ و مہر — طاقت یہ ہماری نہین فرمان سی پھرین ہم

میدانِ حقیقت کی ہم ایسے ہین سپاہی — دشوار ہے یہ بات کہ میدان سی پھرین ہم

اب دیر نکر ہان یہی گو ہے یہی میدان — بدعہد نہین تجھسے جو پیمان سی پھرین ہم

ناجنس کی صحبت سے کنارہ ہی بھلا ہے — لازم ہے یہی صحبتِ نادان سی پھرین ہم

اے ماہ ترے حُسن کی تعریف کرین کیا — رُخ دیکھہ ترا مہرِ درخشان سی پھرین ہم

سمجھتا ہی نہین اسکو اگر سمجھائیے ہردم
بھٹکتا پھرتا ہے ایدہر سے اودہر کو ہمارا دل

لیا ہے جسنے دل تیرا وہ ہی تیرے لیے کافی
دوانے اور باتین چھوڑ دی اُسکا ہی رہ مائل

وہان تو بے نیازی ہی ہمین ہی عاجزی لازم
اگر قائل اُسے کیجے تو ہوتا ہی وہ کب قائل

ارے شادان تجھے کہتا ہون رکھہ اسپر عقیدہ تو
وہ دے ہی بے طلب اُس سی نہونا چاہیے سائل

کسطرح سے فدا نہو یہ دل
دل مرا تجھپہ ہوگیا مائل

کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا
ہو ہدایت اگر ملے کامل

تجھسے مین یہ سوال رکھتا ہون
ہوئیگی حل کبھو مری مشکل

یار مجبکو بنالے یار اپنا
ہون کہان مین جناب اس قابل

دیکھیے کسطرح پہونچتے ہین
پاؤن مین لنگ دور ہی منزل

ناو ملتی نہین نیا و کرو
جائیے کسطرح سے تا ساحل

رنگ پانی مین جیسے ملجاے
تو بھی اس رنگ اُس سی ہو شامل

دیکھ تو کھیت مفت لٹتا ہے
کرلے شادان تو اب بھی کچھ حاصل

نہین خورشید کو نسبت ہی اگرچہ بے مثال
اللہ اللہ وہ رکھتا ہے عجب حُسن و جمال

کیون نہ تعریف سے باہر ہو سراپا اُسکا
ہوتی قاصر ہے زبان کہیے اگر اُسکا کمال

خالِ رخسار پہ صدقے ہون فلک کی تاری
ناخنِ پا ہے جسے کہتے ہین سب لوگ ہلال

جور رضا اُسکی ہو تسلیم کرو تم دل سے
شکر واجب ہی کرو اُسکے کرم کا ہر حال

کیا کہین اُس سے بھلا جانتا ہو جو سب کچھ
جو نجانے تو وہان کیجیے کچھ قال و مقال

عرض اب کیون نہین کرتا ہی خوشی ہی شادان
پوچھتا لطف سے ہے آج تو وہ تیرا حال

گوش سے پنبۂ غفلت کو تو بیہوش نکال
دلمین تیرے جو بدیکا ہے بھرا جوش نکال

روز و شب چین کہان ہیگا ترے بن مجکو
آرزو دلکی مرے ہو کی ہم آغوش نکال

کان میرے جو تری بات کی ہینگے مشتاق
کچھ زبان سے تو سخن ای بتِ خاموش نکال

شعر مین نے جو سُنائے صفتِ دندان مین
دیدیا یار نے خوش ہوکے دُرِ گوش نکال

جانِ من بات یہ شادان کی تجھے یاد رہے
دفترِ دل سے تو اب لفظِ فراموش نکال

رہے ہے کیون پڑا غفلت مین اتنا تو اری غافل
ہوا و حرص پر رہتا ہے کیون اسطرح سے مائل

پاؤن رکھے گلبدن صحنِ چمن مین جسگھڑی
شوق کے مارے رگِ گُل سے گلاب آئے نکل

لفظ سے معنی حقیقت مین جُدا ہر گز نہین
دُور کب پانی سے ہووے جو حباب آئے نکل

جسگھڑی ابرِ کرم دیکھے صدف کو آنکھ بھر
قطرۂ نیسان گرے دُرِ خوش آب آئے نکل

جشنِ شادی ہے سکندر جاہ کے گھر کیا عجب
زُہرہ لیکر چرخ سے چنگ و رباب آئے نکل

اُڑ گئی ہے نیند جسکے ہجر مین شادان مری
کیا مزہ ہو وہ ادھر جب وقتِ خواب آئے نکل

اور سے عرض کرین جا کے نہین ہے یہ مجال
تو سُنے یا نہ سُنے تجھسے ہی اپنا ہے سوال

ہو نظر حال پہ خلقت کے خداوندِ کریم
گرچہ ہین غرقِ گناہون ہین کرم کر فی الحال

ناز جون طفل کرے ہے پدر و مادر پر
نازیون کرتے ہین ہم تجھپہ بہر حال سنبھال

تجکو عفو و کرم و رحم و عطا زیبا ہے
مت نظر کر تو اگر بد ہین ہمارے اعمال

اپنے ابرِ کرم و فیض سے برسا پانی
ہووے سر سبز خلائق کی یہ کشتِ آمال

دیر کیون آتی ہے بارش ہین اب اے ابرِ کرم
حکم کر ابر کو برسے جو گرج کر اس سال

تیرے بندے ہین کہان جائین تری در کو چھوڑ
ہے یہ شادان کی دعا کر تو الٰہی افضال

ردیفِ کاف عربی

کہدو صبا سے مانگ لے زلفِ دوتا سی مشک
تا آئے ہر مشام مین ملکر ہوا سے مشک

پوشیدہ ہے جو نافے مین اسکا سبب یہ ہے
زلفونکو تیری دیکھہ چھپا ہی حیا سے مشک

خوشبو یہ اُسکے خُلق کی پھیلی ہی خلق مین
آتا ہے اُسکی نذر کو اب جابجا سے مشک

وہ سرخرو ہے جسکی رسائی ہو تجھ تلک
ہے روسیاہ حسرتِ رنگِ حنا سے مشک

تب نامور ہوا ہے وہ ایسا جہان مین
اہلِ خطا جو لیگئے زلفِ دوتا سے مشک

بلبل کہے ہے فائق گلستان مین یہ سخن
پھولون مین بس رہا ہی اُسی دلربا سے مشک

شادان سُنا جو شہرۂ گیسوے عطر بیز
آیا نثار ہونے ختن سی خطا سے مشک

ردیفِ لام

ہو جہان روشن اگر وہ بے نقاب آئی نکل
ابر کے پردی سے جیسے آفتاب آئی نکل

دل مرا یون چاہتا ہے اسکو دیکھون بیحجاب
کہدو اُس دلدار سے تک بی حجاب آئی نکل

نقشِ الفت اُسی کی دلمین ہے
بیخزان جسکا وصف ہے مشہور
کام ہے اسکا راست جو ہووی

جو کوئی ہے نگار سے واقف
ہمتو ہین اُس بہار سے واقف
یار کی کاروبار سے واقف

رہبرِ عشق کیون نہون شادان
ہمتو ہین اُس دیار سے واقف

ردیفِ قاف

اُس سے ای بادِ صبا کہیو سلامِ عاشق
اور تو اُسکا ٹھکانا ہی نہین عالم مین
رام اسیر بھی کہان ہوتے ہین آہو چشمان
ہو کے وحشت زدہ پھرتا تھا سدا جون مجنون
عطرِ گل جسکی لطافت کو نہ پہنچے ہرگز
نہین پروانے سی زنہار مگس کو نسبت
فخر اسکا تو کیا چاہیے سب مین شادان

طول دے دیکے بیان کیجو پیامِ عاشق
یار کے دل مین مگر ہووے مقامِ عاشق
جذبۂ عشق ہی ہرچند کہ دامِ عاشق
الفتِ یار سے ہے ابتو قیامِ عاشق
اُسکی خوشبو سے معطر ہے مشامِ عاشق
چھوڑ دے عشق کو اسے یار بنامِ عاشق
چشم و ابرو سے اگر لے وہ سلامِ عاشق

تو بھی کبھی نہ دل سے بھلا مجکو ایکدم / مائل ہے دل مرا جو تری یاد کی طرف

آنکھون مین کھب رہا ہے جو وہ قامت بلند / اپنی نگاہ رہتی ہے شمشاد کی طرف

شادان وہان بھی کیا ہی حسینونکی انجمن
جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کی طرف

ہوتا ہے کون عاشق ناشاد کی طرف / سارا جہان ہے اُس ستم ایجاد کی طرف

کیا رنگ رنگ کی ہین طرحدار صورتین / کچھ تو نگاہ کیجیے ایجاد کی طرف

جو حکم ہو کرون مین سر آنکھون سے وہ قبول / رہتا ہے میرا دھیان تو ارشاد کی طرف

جز انفعال اسمین نہوویگا کچھ حصول / کیجیے نہ قصد پنجۂ فولاد کی طرف

تا دادرس کہے تجھے دنیا مین ساری خلق / گوش اپنا رکھنا چاہیے فریاد کی طرف

شادان تجھے جو کہتے ہین یہ بات گوش کر
تو دل سے اعتقاد رکھ اُستاد کی طرف

جو کہ ہین اپنے یار سے واقف / کچھ وہی ہونگے پیار سے واقف

واقفیت جو ایک سے ہو جاے / کیون نہ ہووے ہزار سے واقف

ہمکو یہ بات خوش نہین آتی / تم جو ہوتے ہو چار سے واقف

ردیفِ غینِ معجمہ

دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روی چراغ ۔ مغز کرتی ہے پریشان یار من بوی چراغ

روشنی سے ہی عیان اُسکا عذارِ آتشین ۔ اور دہوین سی ہین نمایان سر بسر موی چراغ

جلوۂ عارض کو اُسکے دیکھکر شیدا ہوا ۔ جانتا مطلق نہ تھا پروانہ تو خوی چراغ

حال اُسکا ہے مگر پروانی کو ہی آشکار ۔ کسکو ملتا ہی اگر ڈھونڈے کوئی کوی چراغ

روشنی کا اُس سے جلوہ صاف آتا ہی نظر ۔ روزنِ فانوس بھی ہے چشم جادوی چراغ

بزم والون مین لگی دلکی بجھاتا کون ہے ۔ ہے اگر کوئی تو ہے پروانہ داروی چراغ

چاندنی کی تاب تو ای جان تہین آتی نہین ۔ ہوویگی گرمی نہ بیٹھو تم بہ پہلوی چراغ

خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہی دل
جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوی چراغ

ردیفِ فا

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف ۔ جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف

غیر غواصیِ دریا کب ملے دُرِّ یتیم
بے بضاعت کو ہو کیا حاصل اگر جاوے وہان

یہ سُنا ہیگا اُٹھاتا ہے کوئی بیکار نفع
ہاتھ آوے جنس جو لیوے بہر بازار نفع

دمبدم دم بھر اُسیکا جب تلک ہی دم مین دم
یاد سے شادان اُٹھالی یار کی ہر بار نفع

کوئی کیا جانے کہ جلکر کیا ستم ڈہاتی ہی شمع
دل سے پروانے کی پوچھو جبکہ جلجاتی ہی شمع

خود بخود ہوتی نہین ہے داغِ حسرت سے گداز
دیکھکر چہرے کو تیرے یار شرماتی ہی شمع

اشکِ حسرت مت سمجھ یہ ہی خجالت کا عرق
جون بتا سارات کو محفل مین گُھل جاتی ہی شمع

ہے کسیکے عارضِ روشن سے شرمائی ہوئی
پردۂ فانوس سے باہر نہین آتی ہی شمع

جسجگہ ہو روزِ روشن کون پھر پوچھے اُسے
حُسن تیرا دیکھہ کر مجکو نہین بھاتی ہی شمع

بُجھگیا دل کثرتِ آہ و فغان سے ہجر مین
ہو جہان آندہی وہان کب ٹھیر[ن]ے پاتی ہی شمع

دہوپ سائے کی طرح دم بھر کی ہی یہ آب و تاب
حُسن پر اپنے تو کس برتے پہ اتراتی ہی شمع

جمع ہو جاتے ہین پروانے بھی ماتم کیلیے
تربتِ شادان پہ جب روتی ہوئی آتی ہی شمع

عام ہو جلوۂ دیدار تو کیا کہنا ہے
لطف ہے یہ کہ ہون نامحرم و محرم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچھ اور نہین
ہمسے محظوظ ہو تو تجھسے رہین ہم محظوظ

ردیفِ عینِ مہملہ

دل کو سمجھ رہا ہون ہین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

اس حسن کے تو جن و ملک بھی ہین مشتری
ایسی کہان ہے جیسی ہی سرکار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہی رائگان جو ہے بیکار کی متاع

جو خالی ہاتھ جائے تو کیا اُسکے ہاتھ آے
لیوے جو کوئی اُسکی ہے بازار کی متاع

ہشیار رہ کہ دزد نہون تیرے گرد و پیش
غفلت ہی سے لُٹے ہی خریدار کی متاع

لائے ہین ہم کہان سے جو دینی کہین اُسے
جو کچھ ہے اپنے پاس وہ ہی یار کی متاع

شادان اسی رَوِیّے پہ رکھ اپنا کاروبار
جاتی کہین سُنی نہین ہشیار کی متاع

دیکھنا تیرا سراسر ہے مجھے اے یار نفع
سب نہ سمجھین پر سمجھتا ہے اہی ہشیار نفع

ہر اک عسس کا کام نہین جو سمجھ سکے
ہوتی ہے کس طرح سے بیابان کی احتیاط

لازم ہے اُسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند
رکھّے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

کیونکر نہ دل مین اُسکو چھپا کر رکھون مدام
برتر ہے اپنی جان سے جانان کی احتیاط

در سے ترے کہین مین ٹلون یہ محال ہے
مشہور ہے جہان مین دربان کی احتیاط

اُسپر نثار کیونکہ نہو جان و دل سے وہ
رکھتا ہے ذوالجلال تو شادان کی احتیاط

ردیفِ ظائے معجمہ

کیون نہون سُنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک مین ہی نہین محظوظ ہی عالم محظوظ

ہم بھی یون وصل سے اُس یار کی خوش رہتے ہین
جون ہم آغوشیِ گل سے ہوئی شبنم محظوظ

دوستون سے جو ملین دوست تو ہوجاتے ہین
عید کے روز ملاقات سے باہم محظوظ

تیرا الحان ہے داؤد کے مانند اے یار
اہلِ دل سُنکے اسے ہوتے ہین کیا کم محظوظ

راگ وہ شے ہے کہ ہین دام مین آہو آتے
ہووے حیوان جو خوش کیون نہو آدم محظوظ

آپ کا شکر ہین کیون نہ زبان و دل سے
آپ کے لطف سے ہم رہتے ہین خرم محظوظ

پانی کی طرح چاہیے ہر رنگ مین ملے
اُسکی خوشی سے کام ہے تکرار سے غرض

شادان نہ دیکھیو اور چمن کی طرف نظر
رکھتے ہو تم جو اُس گلِ بیخار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

ہر چند کچھ نظر مین نہین خاک کی بساط
پر اُسکے آگے ہیچ ہے افلاک کی بساط

باندھا جو عہد سو نہ کیا آج تک وفا
بس دیکھی ہمنے یار ہوسناک کی بساط

وہ تند خونگار کہان اور مین کہان
شعلے کے آگے کیا خس و خاشاک کی بساط

پہونچا نہ اُسکی کنہِ حقیقت کو زینہار
معلوم ہو گئی ہمین ادراک کی بساط

نکلے تھے ڈھونڈنے اُسے پایا نہ کچھ نشان
گردش مین ہین پڑی یہ ہی افلاک کی بساط

لائے پیام جو مرے دلدار کا شتاب
اتنی کہان ہے قاصدِ چالاک کی بساط

شادان محیطِ عشق سے لو پار ہو گیا
کیا اس سے بڑھکے اور ہو پیراک کی بساط

کیونکر رہے نہ اُسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبانکو گلستان کی احتیاط

ردیف ضاد معجمہ

باغبان ہر گھڑی کرتا ہے چمن مین مقراض
گل کترتی ہے نئے شاخ کہن مین مقراض

کہین دیکھی نہ سُنی تیز زبانی ایسی
ہے زبان شوخ تری یا ہے دہن مین مقراض

قدرتی ہو جو تراش اُس مین نہین دخل بشر
کیا کریگا کوئی اب برگ سمن مین مقراض

روشنی گل کے کترنے سے تو ہوتی ہی دوچند
واسطے شمع کے لازم ہی لگن مین مقراض

باد کو قدرت خالق نے بنایا خیاط
جبکہ آتی ہی خزان ہوتی ہے بن مین مقراض

قطع کرنا نہین لازم ہے سخن ہر اک کا
کیون چلاتے ہین عبث آپ سخن مین مقراض

قطع کرتی ہی رگ حرص قناعت شادان
جسطرح چلتی ہے تیزی سے رسن مین مقراض

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت زدون سے کام نہ رکھ جہان مین
رکھے غرض تو عاقل وہشیار سے غرض

جو تیرے دل مین آوے سو ہمسے سلوک کر
ہمکو تو ہے ہمیشہ ترے پیار سے غرض

وان بندگی قبول ہی گر دل سے کیجیے
اُسکو نہین ہے سبحہ وزُنار سے غرض

وہ جو پنہان ہے سبکی آنکھون سی — کب ملے ہی کرین ہزار تلاش

نہین بیوقت جستجو اچھی — چاہیے یار وقت کار تلاش

وہ تو اپنے ہی دل مین بستا ہی — تو جو کرتا ہے گلعذار تلاش

کسطرف جاکے چھپ رہا شادان
کرتے ہین اُسکے دوستدار تلاش

ردیفِ صادِ مہملہ

کیا کر ذکر ہے وقتِ سحر خاص — مگر تجھپر پڑے اُسکی نظر خاص

کیا کر یاد تو اُسکی ہمیشہ — ترا دل یار کو چاہے اگر خاص

ہنرمندون کا یہ ہیگا مقولہ — کہین ہوتا ہے یارو بی ہنر خاص

مرا دل چھین لینے کو ہے کافی — ترے بالے مین جو ہی یہ گہر خاص

یہ نیاضی کیسکی چاہتی ہے — کہ ہووے بہرہ ور ہر عام ہر خاص

تم اپنے دل مین شادان اُسکو ڈہونڈو
سوا اسکے نہین ہے کوئی گھر خاص

حال پر خلق کے کرتے ہو جو تم لطف و کرم
ایک عالم ہے دل و جان سے تمہارا دلسوز

ہے دعا ایزدِ سبحان سے یہی شادان کی
فوجِ اعدا پہ رہیں آپ ہمیشہ فیروز

ردیفِ سینِ مہملہ

کسنے تجھے کہا تھا کہ جا طور پر برس
اے ابر آ ادھر کسی مخمور پر برس

موسم میں جب برستا ہے ہوتی ہے تب بہار
ہر ماہ میں کیا برستا ہے دستور پر برس

عاشق کو چین کب ہے جدائی میں جانِ من
اک دن ہے ہجر کا ترے مہجور پر برس

سایہ ترا ہے رحمتِ باری جہان کو
ہے یہ دعا ہماری کہ جمہور پر برس

شادان یہ ابرِ فیض سے کہتا ہے بار بار
نزدیک پر برس تو کبھی دور پر برس

ردیفِ شینِ معجمہ

نکروں کیوں میں بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

کرین تعریف ہم شادان تمہاری
غزل ایسی ہی تم لکھو اگر روز

مری نظرون مین ہے وہ بااثر روز
جو کرتا ہے کسیکے دل مین گھر روز

ترا پیار اخوشی کے ساتھ تجھسے
ملے جسدن وہی ہے خوب تر روز

اُسیکو مغتنم بس جان اے دل
مسرت سے جو گذرے سر بسر روز

چمک جائین مری تاریک راتین
اگر آئے مرا رشکِ قمر روز

تجھی سے روشنی پاتا ہے خورشید
ترے ہی نور سے ہے جلوہ گر روز

درِ سلطان درِ حاتم ہے شادان
ملیگا جا تجھے وان سیم و زر روز

جشن کا روز تمہین ہووے مبارک ہر روز
ہر شب و روز ہے در پہ تمہاری نو روز

مثل اسکے نہ کبھی چشم فلک نے دیکھی
آپکی بزم طرب خیز ہے عشرت اندوز

شاہ سے میرے ارسطو بھی یہی کہتا ہے
اے سکندر تری حکمت تو ہی حکمت آموز

سیکڑون پہونچکین ہین مقصود کو اپنی اُنسے
جسگھڑی نام خدا ہوتے ہین جلوہ افروز

آستان اُسکا ہے رتبے مین فلک سی برتر
ماہ و خور اُسکے جلو مین ہین رواں تا بہ ہنوز

ردیف زاے معجمہ

تم جسطرف نگاہ کرو ہے بہار سبز
ہر شاخِ گل ہے سبز تو ہر برگ و بار سبز

غنچے چٹک کے کہتے ہین کچھ اسمین شک نہین
آنے سے تیرے باغ ہوا گلعذار سبز

ساقی خدا کیواسطے مینا و جام لا
کیا خوشنما ہے دیکھہ تو یہ جو یبار سبز

اے گل ترا گزر ہو تو سر سبز اور ہو
مینہ پڑنے سے اگرچہ ہوا کوہسار سبز

اُسکے ہی عکس سے یہ زمرد کا رنگ ہے
جوڑا ترے بدن مین جو ہے اے نگار سبز

دیکھا جو سیر کرتے اُسے سبزہ زار مین
ڈالا گلے مین یار کے مینے کا ہار سبز

شادان نے سُنکے پیچھے اُسکے یقین کیا
بلبل کی ہے نگاہ مین ہر شاخسار سبز

ترے ہی دہیان مین روتا ہون ہر روز
پروتا ہون مین پلکون مین گہُر روز

تمہاری یاد جب آتی ہے مجھکو
تو کیا کٹتی ہے خوش شام و سحر روز

کب آویگا مرا دلدار گھر مین
رہون ہون سوچ مین دو دو پہر روز

تبہ کاری مین اور لہو و لعب مین
تو کیون کھوتا ہے یون اے بیخبر روز

زمین و آسمان مین ڈہونڈ دیکھا
نہین کوئی جو ہو تیرے برابر

چمکتا ہے جو شادان مثلِ خورشید
اُسیکا نور یہ چھایا ہے گھر گھر

کبھو تو نگاہِ کرم ہو ادھر
کدھر جاؤن اب مین تجھے چھوڑ کر

کہون کس سے مین تو ہی انصاف کر
اگر ہے حکایت مری دردِ سر

سزاوار تجکو تری صاحبی
مرے حال پر بھی خدارا نظر

مین بھولا ہوا راہِ مقصود ہون
بتا راہ مجکو مرے راہبر

ہوا انجام کیا اُس گنہگار کا
نہین ہے مجھے آہ اپنی خبر

مرے ساتھ کے سب ہنرمند ہین
فقط ایک مین رہگیا بے ہنر

بہت دن سے مشتاق ہون مین ترا
کریگا اِدھر بھی کبھو تو گذر

گنہگار کو گرچہ رو ہے کہان
الٰہی دعا کو مری دے اثر

ترا نام ستار و غفار ہے
خطاوار ہون مین ترا سر بسر

مناجات شادان کی ہووے قبول
ترا نام جپتا ہے شام و سحر

لبِ رنگین کے آگے غنچۂ گل کی حقیقت کیا
کہ ہے لعلِ بدخشان بھی نثار اُس لعلِ خندان پر

مداد بحر سے بھی شکر اُسکا لکھ نہین سکتا
نگاہِ لطف جو اُس یار کی ہو حالِ شادان پر

تجھے دیکھون کسی دن آنکھ بھر کر
رکھیگا کب تلک مشتاق مجکو
جو قسمت کا لکھا ہے سو ملیگا
کہان کھوٹی کو نسبت ہو کھرے سے

پڑا ہون اسلیے مین تیرے در پر
پھرائیگا بے مجھے کب تک تو در در
ارے نادان کیون پھرتا ہی گھر گھر
نہ کر تو زر گری اسکا پہ زر گر

کھلی جب آنکھ شادان کیا مزہ تھا
صنم کو خواب مین دیکھا جو در بر

پڑا پھرتا ہے کیون ایدہر سے اُدہر
توقع مین اسیکی ہے گزرتی
جدھر دیکھو اُدھر غولِ بیابان
بجز رسوائی کچھ حاصل نہو گا
نگر مین پھر گیا اِسکا ڈھنڈورا

خیال اب کیا ہی تیرا کیون ہی مضطر
کبھو تو آئیگا بر مین وہ دلبر
ترے بن کون ہو سکتا ہی رہبر
دوانے کسلیے پھرتا ہے دَر دَر
وہ ہے صاحب مرا مین اُسکا چاکر

یہی وہ قصہ ہے جو کام اُسکی ہر منزل مین آتی ہے
مسافر کو بوقتِ کوچ آوازِ جرس بہتر

مقولہ ہے یہ دلکا وصل ہے دلدار کا اچھا
نظر کہتی ہے آنکھون مین کہ ہی اُسکا درس بہتر

بہت سی باتین ہونگی جنکو بہتر لوگ کہتے ہین
ہمین تو دیکھ لینا ہے ترا اے یار بس بہتر

جو ہین آزاد مشرب اُنکو پابندی نہین اچھی
کہین طوطی بھی کہتی ہی کہ ہوتا ہی قفس بہتر

دکن مین اور ملکون مین بفضلِ حضرتِ باری
ہوئی بارش اچی ہر سال سے ابکے برس بہتر

فریدون اور حاتم کا جہان مین نام ہی ابتک
تو مت کر بخل کی باتین کہ ہی دنیا مین جس بہتر

وہ بدتر تر دُزد سے ہی پاسبانی مین جو ناقص ہے
حفاظت جو کرے خلقت کی ہی وہ ہی عسس بہتر

رہے شادان نہ کیونکر شادمانِ دورِ سکندر مین
کہ حق مین داد خواہونکی ہے وہ فریاد رس بہتر

بہار ایسی کبھی چھائی نہین دیکھی گلستان پر
گمان ہوتا ہے جنت کا زمین کو ہی جانان پر

نہ وہ سامان کیا تو نے جو ان درکار تھا تجکو
عبث مغرور ہے ایدل دوانی یانکے سامان پر

کسی سے کیا غرض کیا مدعا کیا کام کیا مطلب
کہ تکیہ مجکو رہتا ہے ہمیشہ لطفِ جانان پر

چمن مین دیکھکر پھولونکی رنگت وجد آتا ہی
چڑھایا رنگ صانع نے عجب لعلِ بدخشان پر

گل بیخار تو ہے اور اُسے ہی خار سے نسبت
نہ کیون گل کا گریبان چاک ہو تیری گریبان پر

اپنے جمال کا ہے وہ مفتون آپ ہی
جو شمع خود جلے اُسے پروانہ کیا ضرور

شانہ وہان ضرور ہے اُلجھے جہان ہین بال
سُلجھی جہان ہو زلف وہان شانہ کیا ضرور

سُنتے ہین ہم کہ دشت مین مجنون نے گھر کیا
دیوانہ جو کہ ہو اُسے کاشانہ کیا ضرور

بیدانہ اُسکے دام مین دل آپ ہی پھنسا
مفتون دام جو ہو اُسے دانہ کیا ضرور

پابندِ حرص بحر مین غوطے لگاتے ہین
آزاد جو کہ ہو اُسے دُردانہ کیا ضرور

جا پوچھ عاشقون سے تو اس بات کا مزہ
دل سے صنم کو پوجے تو بتخانہ کیا ضرور

شادان تو اسکی شرح مین کہہ دوسری غزل
اندھے ہین جو وہ کہتے ہین جانانہ کیا ضرور

دیوانے ہووین جسجگہ فرزانہ کیا ضرور
فرزانے ہووین ہمسر دیوانہ کیا ضرور

فی الفور لیجیے نہ ذرا دیر کیجیے
جو جنس بے بہا ہو تو بیعانہ کیا ضرور

ہین دانت اگر ضرور تو آرے کیواسطے
شمشیر آبدار کو دندانہ کیا ضرور

شادان کہانی اور کوئی کسطرح سُنے
رہتا ہے اُسکی یاد مین افسانہ کیا ضرور

نہ اسکی سے ہے ہوس بہتر نہ اُسکی سے ہے ہوس بہتر
جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہے اک نفس بہتر

وعدہ خلاف یار کو سمجھاؤن کسطرح
آیا نہ رحم اُسکو مرے انتظار پر

پینے سے جسکے نشۂ دوبالا ہو ساقیا
دے جام اور جام مے خوشگوار پر

وہ کیا ہوا کہ گل مین اُڑیگی مری طرح
مانا کہ عندلیب کے ہین تین چار پر

گر شکر اُسکا جسنے یہ رتبہ تجھے دیا
شادان سدا رہے تو اسی اقتدار پہ

آتا ہے یار گرچہ مرے گھر مین بار بار
کہتی ہے چشم شوق کہ دیکھون ہزار بار

کیا نازنین نگار نزاکت سے ہے بھرا
جسکے گلے مین ہو وہی ہے پھولونکا ہار بار

مت دیکھو اُسکو گھور کے کب تاب ہے اُسے
ہے جسکی چشم مست کو مے کا خمار بار

پستان یار سے ہے مثال اُسکو دیجیے
ایکے چمن مین لایا ہے کیا خوش انار بار

جا سیر باغ کو کہ طراوت ہو چشم مین
لایا ہر اک درخت ہے اب بیشمار بار

ہم تیرے در پہ کیسے کھڑے ہینگے امیان
محفل مین اپنی دی تو ہمین ایکبار بار

آٹھون پہر خیال ہے شادان کو اب ترا
اے کاش آئے چار پہر مین تو چار بار

سرشار حسن یار کو پیمانہ کیا ضرور
مےکش جو ہووے عشق کا میخانہ کیا ضرور

انسان کو خوے نیک سے کہتے ہین آدمی
ہے نیزم کی ہے مثال جو رکھے نہ بُو اگر

شادان یہی ہے راہ سُنی ہے جو پیر سے
مت چھوڑ بھولکر اُسے اپنی جو ہے ڈگر

ہر صبح و شام یار کا دل مین خیال کر
غفلت مین زینہار نہ رہ دیکھہ بھال کر

دوڑیگا جو گرے گا نصیحت یہ گوش کر
ہووے کٹھن جو راہ قدم رکھہ سنبھال کر

دنرات ہرزہ گردی سے کیا فائدہ تجھے
اک لمحہ بیٹھہ دل کو کبھو تو بحال کر

سُن بات وہ کہ جس سے بھلا ہو ترا سدا
جس کان سے سُنے تو بدی گوشمال کر

اُس شوخ کو قرار نہین ہے قرار پر
کب آئیگا تو یار سے اتنا سوال کر

احسان کرکے کہہ نہ زبان سے کہی مثل
خاموش رہ تو نیکی کو دریا مین ڈال کر

شادان وہ آئنہ ہی نہین جسمین زنگ ہو
کر اپنے دل کو صاف تو کینہ نکال کر

کیا حُسن کی بہار ہے اُس گلعذار پر
جوبن ہو جیسے پھولی پھلی شاخسار پر

پتھرا کے رہگئی وہین موسیٰ کی چشمِ شوق
نور اُسکا جلوہ گر جو ہوا کوہسار پر

دیکھا نہ ہمسر اُسکا کسیکو جہان مین
غالب ہے ایک یار مرا سو ہزار پر

ہان اور کھلا تازہ چمن اُسکی ثنا مین
شادان تو نہو خطۂ کشمیر سے باہر

ایدل تو سمجھ کر نہو تسخیر سے باہر
ہوتا ہے کوئی زلفِ گرہگیر سے باہر
گو اُسکی حقیقت نہین ظاہر ہی کسی پر
مِس کو نہ سمجھ تو کہ ہے اکسیر سے باہر
ہر گھٹ مین سمائی ہوئی یون ذات ہی اُسکی
روغن نہو جسطرح اجی شیر سے باہر
الفاظ کو معنی سے جدائی نہین ہوتی
ہوتا ہے کہین خواب بھی تعبیر سے باہر
صیاد مین کچھ ہووے جو چالاکی و چستی
جاتا نہین پھر صید کوئی تیر سے باہر
بیکار جو رہتا ہے اُٹھاتا ہے وہ نقصان
معمار کبھو تو نہو تعمیر سے باہر

شادان اُسے سن لی کہ جو ہو کام کی کچھ بات
کسکام کا نسخہ جو ہو تاثیر سے باہر

دیر و حرم مین ایک تو ہی ہیگا جلوہ گر
حق بین جو ہی وہ اُسے پہچانیگا مگر
تِل اُوٹ ہے پہاڑ تماشے کی بات ہی
ہم تجکو ڈہونڈتے ہین پیارے نگر نگر
اِس بات کی تو ہیگی تمنا و آرزو
کیا لطف ہووے آج کہ آجاے تو اگر
پروانے سے مثال نگس کو نہ دیجیے
ہے سوزِ دل کے واسطے عاشق کا ہی جگر

شوخی سے جو لیجاوے دلِ عاشقِ بیتاب
ایسے ہی پریزاد کا دیوانہ رہا کر

سُننا تو وہی بات کہ جو کام کی ہووے
شادان نہ کبھو مائلِ افسانہ رہا کر

ہرگز نہ رہا کیجیے بیڈھنگ سے ملکر
ہر بات کیا کیجیے آہنگ سے ملکر

وحدت کی حقیقت سُنو ہے شرح یہ اُسکی
پانی کی طرح رہیے سدا رنگ سے ملکر

بیشی و کمی اُسکی نظر کیجیے کب تک
پاسنگ بھی رہتا ہے بھلا سنگ سے ملکر

دل اپنا رکھا کیجے کدورت سے سدا صاف
آئینہ بھی رہتا ہے کہین زنگ سے ملکر

یون تارِ نظر تو بھی لگا یار سے اپنے
جون ڈور لگی رہتی ہے بس چنگ سے ملکر

ہنستے رہو جون پھول سدا صحنِ چمن مین
غنچے کی طرح رہیے نہ دلتنگ سے ملکر

نادانون کی صحبت سے مضرت کا گمان ہے
شادان ہی تو رہ صاحب فرہنگ سے ملکر

گر بحث پڑے تو نہ ہو تقریر سے باہر
زنہار نہ ہونا کبھو تدبیر سے باہر

تقریر کچھ اس مین ہے نہ تمہید ہی اسمین
ہے وصف ترے حُسن کا تحریر سے باہر

جو اُسنے لکھا ہے نہین ٹلتا ہے کسی سے
کوئی بھی ہوا ہے کہین تقدیر سے باہر

مٹتا ہے مٹانے سے کہان جوہر ذاتی
ہوتی ہے کہین آب بھی شمشیر سے باہر

دیکھا نہ کوئی ایسا نوازندہ جہان مین
افسوس سے کہتا ہے یہ بھنگر کہ غضب ہے
طنبور کے ہے تار سے آہنگ ہوا پر
نظرون سے اُڑی جاتی ہے لو بنگ ہوا پر

نادانون کا جو کام ہے اچھا نہین شادان
سُن بات مری تو نہ اُڑا چنگ ہوا پر

دیکھی نہ کوئی گردشِ افلاک زمین پر
ہے حکم گل اندام کا فراشِ صبا کو
سنجیدہ قدم چاہیے میدانِ جہان مین
پھرتے ہین فلک پر تری دہشت سے مہ و مہر
آسان نہین یہ بات مگر ہووے مکدر
نت تازہ و سرسبز رہی تاک زمین پر
گلشن مین نہو کچھ خس و خاشاک زمین پر
مستی سے تو کیون پھرتا ہے بیباک زمین پر
ہر ایک کو رہتی ہے تری دھاک زمین پر
پانی کی طرح کون رہے پاک زمین پر

شادان تو نہ رہیو کبھو اس بات سے غافل
ڈھونڈے سے ملے صاحبِ ادراک زمین پر

پی بادہ تو اب شوق سے مستانہ رہا کر
رہ ایسا کہ جون پھول سے بُو ہووے مُنزّہ
تنویر سے جسکی یہ جہان ہیگا منور
یاد اُسکی مین ہر چیز سے بیگانہ رہا کر
دنیا سے ملوث تو اب اتنا نہ رہا کر
اُس شمعِ شبستان کا پروانہ رہا کر

ہے سزاوار اسکو اُسکی صاحبی
پردۂ غفلت اُٹھا دے آنکھ سے

کیا خبر ہوگی تجھے اے بے خبر
یاد مین رکھہ تو ہمین شامِ و سحر

ہے اُسی سے التجا اپنی مدام
دے ہے شادان کی دعا کو جو اثر

نشۂ مین دلبر کو دیکھا مین نے چُور
آیتِ قرآن کی یہ تفسیر ہے
ذرے کو خورشید سے نسبت نہین
جسکو کہتے ہین تکبر ہے بُرا
نور جسکا ہے در و دیوار مین

راست مین کہتا ہون تھا وہ رشک حور
ہے جو وہ نزدیک مت کہہ اُسکو دُور
وہ سلیمان ہے تو مین ہون مثلِ مور
یا الٰہی دُور کر سر سے غرور
دیکھ لے آنکھون سے تو اُس کا ظہور

ایک دن شادان سے جو ملکر گیا
رات دن اُسکا ہی رہتا ہے سرور

بیڈھنگ نہ کہہ اُسکو جو ہے ڈھنگ ہوا پر
ہو تیر اسہارا تو کھچے کاہ سے آہن
جون شیر سے بکری سی لڑائی ہو زمین پر

نیرنگیِ افلاک سے ہے رنگ ہوا پر
ہمراہ بگو لیکے چڑھے ہے سنگ ہوا پر
یون باز سے گُنجشک سے ہے جنگ ہوا پر

پیار رکھتا ہے تو از بسکہ بہت پیارون پر
گر نظر مہر کی ٹک اپنے گنہگارون پر

بن ترے آسرا اُنکو تو نہین ای پیارے
دیکھیے کب ہو نظر لطف کی بیچارون پر

ٹکٹکی ایسی لگی رہتی ہے تجھسی جیسے
شب کو رہتی ہے مسافر کی نظر تارون پر

جام مے بھر کے محبت سے پلا بھر خدا
ساقیا لطف کیا چاہیے میخوارون پر

ہم یہی چاہتے ہین ہمکو یہی بھاتا ہے
ناز کرتے ہو میان تم جو خریدارون پر

جمع کرتی ہے پریشانیِ دل ای شادان
زلف بکھرے ہے عجب حُسن ہی رخسارون پر

جرم پر مت کر ہمارے تو نظر
گرچہ ہینگے غرقِ عصیان سربسر

تیرے در کو چھوڑ کر جائین کہان
مت پھرا تو اپنے در سے دربدر

رحم اُنکے حال پر اب چاہیے
خلق کو ہیگا وبا سے بس خطر

گرچہ مجرم ہین کرم پر چاہیے
بیرخی اتنی بھی خلقت سے نکر

لاابالی یار کی درگاہ ہے
کب کسیکا اس جگہ ہووے گزر

سیکڑون دانا پڑے ہینگے جہان
کون پوچھے ہے تجھے ای بیہنر

کچھ نہ بویا تو نے جسپر یہ غرور
تخم جو بوتا ہے پاتا ہے ثمر

گلِ بیخار چمن مین ہے سدا تیری بہار
دیکھنے والے تجھے دیکھتے ہین لیل و نہار

اتنا ترسانا بھی عاشق کو نہین لازم ہے
تیرا مشتاق ہون آجا تو پیارے اکبار

شبِ معراج نہ کیون اُنکے لیے ہو ہر رات
انبیا اور ولی رہتے ہین دائم بیدار

اتنا کیون مست ہی کچھ تجکو نہین اپنی خبر
دن جوانی کے چلے خواب سی اب ہو ہشیار

بندگی اور عبادت تجھے کرنی ہے ضرور
کیون بدلتا ہے کیا اُس سے جو تو نی اقرار

کونسی چیز پہ مغرور ہوا تو جگ مین
کیون میان کرتا ہے کس بات پہ اتنا پندار

اک غزل دوسری لکھ اُسکی ثنا مین شادان
حامی ہووے گا اسی بات پہ تیرا کرتار

یہ گنہگار سُنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستّار

دین و دنیا کی خبر کچھ نہین اُسکو معلوم
ہوش رکھتا نہین جو ہووے ہمیشہ سرشار

نحن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار

سیکڑون جوگی و سنیاسی تجھے چاہتے ہین
برہمن ڈالے ہے تہانہ گلے مین زنار

تیرے کارن ہی یہ سو بھیس بدلکر پیارے
ڈھونڈتے پھرتے ہین ملجای کسی شہر و دیار

تو ہر اک شے مین ہی اور پھر ہے منزہ سب سے
کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

اُسکے اعدا ہووین قربان عید مین جون گوسفند ۔ اسطرف دیکھے جو بد مین آنکھ اُسکی ہووی کور
ماہ اور خورشید سی نسبت جو دیجے کچھ نہین ۔ اُسکے چہرے سے خدائی کا چمکتا ہیگا نور
جسطرف دیکھو مسرت ہی جہان مین آشکار ۔ عیش اور عشرت کا اُسکے عہد مین ہیگا ظہور
دہاک سے اُسکی گیا ہے شیر کا زہرہ نکچل ۔ دیکھ تیور مٹ گیا سر سے مخالف کے غرور
تختِ شاہی شاہِ اسکندر کو دیتا زیب ہے ۔ پڑگیا ہے ماہ سے ماہی تلک یہ اسکا شور
جن و انسان ہین عطا پاشی سی اُسکی بہرہ ور ۔ فیض یاب اُسکی سخا سے ہین ملک تا بہ مور
سبز ہووے کشت اُسکی ابرِ رحمت سے سدا ۔ دست بستہ ہر برس آئے بہار اُسکے حضور

پھر ثناخوان کیون نہووی اُسکا شادان شاد ہو
ہین ثناخوانہ ہمین اُسکی جتنے ہین نزدیک و دُور

ہین وہ متوالی نگاہین یا کسی ترکش کے تیر ۔ بیگمان چلتی ہین یون جیسی کسی میکش کی تیر
اُسکا ترچھا دیکھنا خالی نہین انداز سے ۔ دیکھیے تو دلمین جا لگتے ہین اُس مہوش کے تیر
نالۂ آتش فشان سے یہ ہو دشمن کا حال ۔ ہوش اُڑین جیسے ہوائی دیکھ کر آتش کے تیر
جو کہ ہو پامال اُس پر رحم کرنا چاہیے ۔ ہٹ دھرم ہے جو کوئی عالم مین مارے غش کے تیر
اپنے ترکِ شعلہ رو کو دیکھ شادان نے کہا ۔ یون برستے ہین ترے ہاتھون سے جون آتش کے تیر

کب ملیگا کب کریگا شاد اپنے وصل سے	ڈھونڈتا پھرتا ہون تجکو اے پیارے ہر دیار
ریگِ صحرا کا شمار آتا نہین کچھ دہیان مین	وصف تیرا کیا کرے کوئی کہ ہیگا بیشمار
نام تیرا ہے زبان پر اور سُمرن ہاتھہ مین	کب ملیگا تو یہی رہتا ہے مجکو انتظار

بھولنا مت دل سے شادان کی تمنا یہی
دہیان رہتا ہی ترا اے یار اُسے لیل و نہار

لیکے پھولون کا طبق جسوقت آئی ہے بہار	جسطرف دیکھو نظر بھر کے تو چھائی ہے بہار
تازگی ہی تازگی آتی ہے ہر جانب نظر	کیا کہون آنکھون مین کیا بنکر سمائی ہے بہار
ہم ہین اور معشوق ہے سو سو طرح کی خوشی مین	ساقیا لا جام بھر کر یہ سُنائی ہے بہار
دَور ہے شاہِ سکندر کا سراسر بانشاط	روز سامانِ طرب ساتھ اپنے لائی ہے بہار
تا کہ منظورِ نظر ہو شاہِ والا جاہ کی	زیب و زینت سے بناؤ اپنا بنائی ہے بہار
گھر مین میرے شاہ کے نت نت رہی شادی رچی	ہو نسبتی پوش کیا دھوم مین مچائی ہے بہار

دیکھ تو شادان خوشی سے آنکھ بھر کر ہر طرف
کِھل رہے ہین پھول گلشن مین تو بہائی ہی بہار

یا الٰہی گھر مین سلطان کے ہمیشہ رکھ سُرور	مال و دولت کا رہے اُسکے خزانے مین وفور

ڈھونڈتا ہے کب سے شاداں کوئی تبلا دیگا ہمین
کیون نظر سے چھپ گیا اپنا خریدارِ نظر

اُتنے بھی تنتے نہین ہین تیغِ ابرو کھینچکر
کیون تو روٹھا ہے مرے دلدار اُب و کھینچکر

مغز نکلے پوست سے جسدم نہین پھر قدر کچھ
گل مین کیا رہتا ہے جب لیوے کوئی بُو کھینچکر

اُسکی باریکی میان بہزاد یا وے کسطرح
رہگیا حیران مانی اک سرِ مو کھینچکر

جسکے دیکھے سے تسلی ہو دلِ بیتاب کو
دیکھتا ہون مین وہی تصویرِ دلجو کھینچکر

مین محبت کا ہون بندہ ہوا اسطرح آتا نہین
ہان مجھے لیجاے تیری بُوے گیسو کھینچکر

یارِ جادو فن سے تجکو ہے محبت گر میان
تُو بلا لے اپنی جانب خطِ جادو کھینچکر

تا کہ ہچشمون مین ہووے دل تری کچھ منزلت
اپنے پہلو مین بٹھا لے اسکو بازو کھینچکر

دیر کچھ شاداں نکر ہرگز بوقتِ امتحان
نامور ہو جا میان اسدم کمان تو کھینچکر

دیکھنا تیرا پیارے ہے مجھے باغ و بہار
گر نہ دیکھون ایکدم رہتا ہون مین بس بیقرار

دَورِ ساغر کسطرح کا تھا بدستِ یکد گر
بھولتا ابتک نہین شب کا مجھے جلسہ وہ یار

چاہتا ہے دل کہ اک ساغر مجھے تو اور دے
ابتلک اُترا نہین ساقی یہان شب کا خمار

ہے اُسی کے فضل سے امیدِ بخشائش مجھے
ہو رہا ہے جرم کا بارِ گران بالاے سر

نالۂ دل کو پہونچنا ہے شبِ غم تا بعرش
کہکشان کو چاہیے ہے نردبان بالاے سر

کچھ نہین اغراق اس مین سچ جو تھا مین نے کہا
تو نگہبان ہیگا میرا ہر زمان بالاے سر

تو مگر اُسکی حقیقت جانتا مطلق نہین
باغبان ہیگا ترے سرو روان بالاے سر

اُسکے دامن کا سہارا کیون نہ لون مین حشر مین
دھوپ مین تو چاہیے ہو سائبان بالاے سر

سایۂ ابرِ کرم کا شک ہوا شادان مجھے
آئی جس دم یار کی تیغِ روان بالاے سر

میری نظرون سے تو کب باہر ہے جون تارِ نظر
دیکھتی رہتی ہے تجکو ہے یہی کارِ نظر

گل سی تو نازک ہے دیکھے سی بھی کمہلا جای ہے
کب نزاکت تیری ہوتی ہی سزاوارِ نظر

اک نگاہِ لطف ادہر بھی بندہ پرور کیجیے
مین تو رہتا ہون سدا تمسے طلبگارِ نظر

کوئی نشہ ہو دو روزہ اُسکا رہتا ہے سرور
کام کیا نشے سے مجکو مین ہون سرشارِ نظر

زلف کے پھندے مین جو آئے رہائی ہو محال
کب رہا ہوتا ہے جو ہووے گرفتارِ نظر

ناز اُسپر ہے ہمارا جسپہ دل ہے مبتلا
ہے نظر مین رات دن وہ ناز بردارِ نظر

حُسن تیرا آنکھ مین پتلی سا میری کھب گیا
بن ترے اب دیکھنا ہوتا ہے یان بارِ نظر

اہلِ دل کو چاہیے دل ہی کرین تسخیرِ دل
ہے مثل مشہور یکدر گیر و محکم گیر و بس

گر منافع چاہتا ہے کھینچ لے تو زر بزر
اے دوانے کیون پھرے ہی تو جہانمین دربدر

اُس ہمائے حُسن کو لکھتا ہون مین شادان جو خط
جاے ہے نامہ مرا لیکر کبوتر پر بپر

جی سے تجکو چاہتا ہے اب تو دل کو پیار کر
جس سے آوے چین جی کو اور ہو تسکین و زبون
خوابِ غفلت مین رہیگا کب تلک ٹک جاگ لے
اب ایسے دریا سے کہ جسکی تھاہ کچھ ملتی نہین
گرچہ اُسکے سامنے کہنے کی کچھ حاجت نہین
بھول جا جو کچھ کہ آگے کر چکا اے باولے

یار جو تیرا ہے خاطر اُسکی میرے یار کر
گر تو کرتا ہے اری دل یار وہ دلدار کر
کام جو کرنا ہے تجکو ہو سکے تو ہشیار کر
تو ہی کھیوٹ ہے مرا اللہ بیڑا پار کر
اپنے مالک سے مگر تو رازِ دل اظہار کر
جو کہ کرنا ہے تجھے اب اُس سے تو اقرار کر

غرقِ بحرِ معصیت کب تک رہیگا بیخبر
جرم و عصیان سے تو شادان اب تو استغفار کر

تو سمجھتا ہے کہ ہے کیون آسمان بالای سر
ہے ترے نزدیک پر تو جانتا اسکو نہین

ایستادہ ہے یہ بحرِ امتحان بالاے سر
یار تو تیرا کھڑا ہے بیگمان بالاے سر

دیکھہ اِسمین جو حال ہے اُسکا
تجکو شادان دیا ہے سب کاغذ

ردیفِ رائے مہملہ

یا الٰہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر
شاہِ اسکندر رہے آباد تا دَورِ قمر

بات مین ادنی کو وہ اعلےٰ بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہِ دکن کی بات مین ایسا اثر

دہوم ہے بخشش کی اُنکے شرق سے لے تا بغرب
بخش دیتے ہین بسانِ ابرِ نیسان وہ گہر

شکوہ بیداد سے پہلے ہی دیتے ہین وہ داد
خلق مین دیکھا سُنا ایسا نہ ہمنے دادگر

باذل و عادل سخی صاحب مروت ذی کرم
اک جہان ہے اُسکی دولت سے ہمیشہ بہرہ ور

پرورش ہیگی ہنرمندون کی اُنکی ذات سے
دَور مین اُنکے اگر ڈہونڈو نہ پاؤ بے ہنر

وصف اُنکا کر سکے شادانؔ کیا مقدور ہی
ہین جو سلطانِ دکن عالی نسب والا گہر

پردۂ خورشید مین ہو نور جیسے سر بسر
ہے سبھونؔ کی پاس وہ پر ڈہونڈتے ہین گھر بگھر

رنگ مین رنگریز چُندریکو بھگو دے جسطرح
یون کیا ہے رنگ مین پیاری نی ہمکو تربتر

شادیانے خوشی کے بجتے ہین ۔۔۔ رہے سرسبز شاہ کی اولاد

دَورِ شمس و قمر رہے جب تک ۔۔۔ قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

یہ دعا ہے مدام شادان کی

شاہ کا گھر سدا رہے آباد

ردیفِ ذالِ معجمہ

اُسنے بھیجا ہے مجکو اب کاغذ ۔۔۔ لطف سے اپنے بے طلب کاغذ

دلکو جب تک نہ کچھ علاقہ ہو ۔۔۔ کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ

جسمین تیری حکایتین ہین صنم ۔۔۔ دیکھتا ہون وہ روز و شب کاغذ

ولولہ میرے دلمین اُٹھتا ہے ۔۔۔ یار آتا ہے تیرا جب کاغذ

جبکہ دیکھونگا تیری خوشنودی ۔۔۔ مین لکھونگا پیارے تب کاغذ

وہ سند ہے تمام عالم کو ۔۔۔ جو کیا تونے منتخب کاغذ

مجھسے کہتا ہے یار شوخی سے ۔۔۔ کیون تو لکھتا ہے بے سبب کاغذ

جسکے دیکھے سے دل ہوا مسرور ۔۔۔ تونے بھیجا مجھے عجب کاغذ

ردیفِ دالِ مہملہ

ملکِ شاہِ دکن رہے آباد
تندرستی سے نت رہے وہ شاد

غسلِ صحت کی جو سُنی ہے خبر
دلسے دیتے ہین سب مبارکباد

سلطنت مین یہ بات نادر ہے
کرتے ہین روز و شب خدا کی یاد

مال اور ملک و نعمتِ دنیا
ملتی ہے جو کہ مانگے دلکی مراد

عدل اُسکا ہے ایسا دنیا مین
داد ملتی ہے بے کیے فریاد

اُسکا شاگرد تھا ارسطو بھی
سب کمالون کا ہے وہی اُستاد

یہ دعا ہے ہمیشہ شادان کی
قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

دے صبا شاہ کو مبارکباد
جسکی دولت سے ہے مرا دل شاد

ہے فضیلت مین ایسا وہ کامل
جسنے علم و ہنر کیا ایجاد

کامران اُسکے عہد مین مفلس
بہرہ ور اُسکے دَور مین آزاد

خالقِ دو جہان طفیلِ رسول
کرے پوری جو ہووے اُسکی مراد

ہزارون کام برآتے ہین دل کے
فدا اُسپر کرون مین اپنے دل کو

نہ دل سے ہو تو صرفِ مناجات
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

مسرت کیا کہین اسکی کہ وہ یار
وہ آوے ناگہان دلبر اگر صبح

دمکتی جسگھڑی ہے گہر نگہر صبح
ملا ہمسے ہوئی جب جلوہ گر صبح

ملے شادان اگر دلدار مجھسے
نثار اُسپر کرون مین سیم وزر صبح

ردیفِ خاے معجمہ

بالفرض اگر کہو کہ زبان ہی دہن مین شاخ
تو بھی نہ سبز ایسی ہو جیسی چمن مین شاخ

گل لیجیے تو اسکی دوبالا ہو روشنی
ہوتی ہے شمعِ شب چمنِ انجمن مین شاخ

بڑہتا ہے شیر پینے سے جون طفلِ شیرخوار
یون پہیلتی ہے موسمِ باران بن مین شاخ

جو رخت کہنہ ہو اُسے درکار ہے رفو
پیوند خوب ہوتی ہے نخلِ کہن مین شاخ

شادان نے اس زمین مین اچھی کہی غزل
گویائی طرح سے نکالی سخن مین شاخ

ردیفِ حاے حطی

ٹلیے نہ اُس سے جسمین ہو دلدار کی صلاح
راضی اُسی پہ رہیے جو ہو یار کی صلاح

وہ کام دیکھیے تو بگڑتا نہین کبھو
جس بات مین کہ ہوتی ہے دو چار کی صلاح

کب تک پڑا رہیگا تو غفلت کی خواب مین
ایدل بس اب تو لی کسی ہشیار کی صلاح

جس جاے پر شمار ہو اہلِ صلاح کا
لیتا ہے کون مجھسے گنہگار کی صلاح

کیا ڈر عسس کا اور کسیکا اُسے ہو خوف
لیوے جو کوئی آن کے سرکار کی صلاح

اندھا بتاوے راہ اندھیرے مین کور کو
میکش مدام مانے ہے میخوار کی صلاح

دیکر فریب تجکو ڈبو دینگے چاہ مین
مت لے کبھو تو بھول کے اغیار کی صلاح

زنہار جنگ مین نہ مخنث سے کام رکھ
لینا مقابلے مین تو سردار کی صلاح

دیدار یار ہوویگا اِس حیلہ سے اُسے
شادان نے لی ہے دیدۂ بیدار کی صلاح

چمن مین گل لہکتے ہین جو ہر صبح
بُجھا دیتی ہے شبنم سے گہر صبح

جگا دیتی ہے یکسر غافلونکو
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

ابر کیسا اُمنڈ کے آیا ہے
یا الٰہی یہ خوب برسے آج

شعر کہہ آبدار اے شادان
بے بہا ہووے جو گہر سے آج

ردیفِ جیمِ فارسی

ہاتھ اس عاشقِ جانباز سے اکبار نہ کھینچ
دل تڑپتا ہے یہی بات سواے یار نہ کھینچ

ہم تو خوگر ہین اسی بات کے شکوہ کیسا
ہاتھ شوخی سے تو اے شوخ خبردار نہ کھینچ

چاہتا ہون کہ تری دید کرون بے پردہ
سامنے بہرِ خدا پردے کی دیوار نہ کھینچ

ڈور الفت کی ہے نازک نہ کہین جاوے ٹوٹ
تار جو تو نے لگایا ہے سو وہ تار نہ کھینچ

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے
خار کی طرح سے تو دامنِ دلدار نہ کھینچ

ہاتھ کا کام نہین نقشِ صنم کردل مین
کھینچ نہین سکتی ہے تصویر تو زنہار نہ کھینچ

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
رنج تو کھینچ مگر منتِ اغیار نہ کھینچ

عرض شادان کی یہی ہے کہ گلے مین تیرے
ہار الفت کا جو ڈالا ہے تو وہ ہار نہ کھینچ

کر رہا ہے جو بات ہمسے آج — دل ہے خوش اُسکے اِس کرم سی آج

جوکہ یکرنگ ہے اجی اُسکو — کام ہے دیر اور حرم سے آج

مختلف گرچہ دیکھنے مین ہین — ہے صدا ایک زیر و بم سے آج

معتبر جس جگہ نہووے سخن — فائدہ کیا وہان قسم سے آج

جوکہ دینا ہے لطف سے دیجے — عرض میری یہ ہے صنم سے آج

جلد دلوائیے نہ کیجے دیر — پڑگیا کام ہے درم سے آج

اپنی قسمت پہ رہتے ہین شادان
کیا ہمین کام بیش و کم سے آج

یار نکلا ہے میرا گھر سے آج — نور دہ چند ہے قمر سے آج

جسکو دیکھا تھا خواب مین اُسکو — یاد کرتا ہون مین سحر سے آج

جبکہ بندہ ہون مین ترا دل سے — مت گرا تو مجھے نظر سے آج

دیکھیے کسطرح سے بنتی ہے — ہے بڑا کام فتنہ گر سے آج

باغبان خود لُٹا رہا ہے دیکھ — بھر لے جھولی کو تو ثمر سے آج

مثل خورشید کے ہے جسکا نور — یار آتا ہے کر و فر سے آج

جلوہ اُس مہ کا جو ہے پرتو فگن
کیا چمک ہی دیکھنا اختر مین آج

ہر ورق مین ذکر پاتا ہون ترا
غور کرتا ہون مین جس دفتر مین آج

شہ کی آمد ہے کہ نکلا آفتاب
غل پڑا ہیگا یہی لشکر مین آج

ہے نظر مین جسطرف دیکھو بہار
جلوہ گر ہے وہ جو بحر و بر مین آج

مہربان ساقی ہمارے واسطے
بادہ بھر لایا ہے کیا ساغر مین آج

فیض کسکا ہے یہ شادان پوچھیے
موج زن ہے آب جو گوہر مین آج

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
یہ خوشی ہے ملے وہ ہمسے آج

چشم ساقی سے ہو گئے سرشار
کیا غرض ہمکو جام جم سے آج

اسقدر بیرخی نہین لازم
میرے پیارے تو مل کرم سے آج

دہیان رکھتے ہین دمبدم تیرا
دم ہمارا ہے تیرے دم سے آج

کیون نہ قدمون پہ سر جھکاؤن کہ ہی
سرفرازی ترے قدم سے آج

مین ہون مداح یار کا شادان
لکھ رہا ہون ثنا قلم سے آج

مرے ملنے مین ای پیارے ترا نقصان ہی کیا ہی
جو تو کرتا ہے ہٹ اتنی بتا دے دلربا باعث

نسیمِ لطف اُسکی سب کے دل کو تازہ رکھتی ہی
چمن مین گل کے کھلنے کی ہوئی بادِ صبا باعث

ارے شادان خبر ہے یا نہین اس بات کی تجکو
تری ہی عقدہ کشائی کے ہوئے فتح سکلکشا باعث

ردیفِ جیمِ عربی

موتیونکے مثل بوندین ابر نے برسائین آج
شاہِ اسکندر کے گھر اللہ رکھے اُسکا راج

راجہ اندر کا سا ہے جشنِ طرب برسات مین
زیب دیتا ہی سکندر شاہ کو ہی تخت و تاج

مثلِ ذرہ مہر کے پرتو سے سب ہین بہرہ ور
جتنے سلطان ہین جہان مین اُسکو دیتے ہین خراج

کھوٹ پن دنیا مین جتنا تھا نکالا جانچ کر
سکۂ خالص دیا ہے عہد مین اپنے رواج

قائل اُسکی اُستواری کے تو ہینگے سب حکیم
عہد سے اپنے نہین ٹلتا وہ ہے قائم مزاج

ایسے شاہنشاہ کا ہو کیون نہ شادان مدح خوان
ہے وہ یکتا دوسرے کی کب ہی اُسکو احتیاج

آفتاب آیا ہمارے بر مین آج
روشنی ہی جس سے ساری گھر مین آج

فراغت مجکو حاصل ہے فقط اُس یار کی باعث
مری آنکھین ہین روشن جلوۂ دیدار کی باعث

سُنا تو نے اسی باعث اُسے شیطان کہتی ہین
ذلیل وخوار کیون ہوتا ہے تو پندار کی باعث

مجھے پہچانتے ہین رشتۂ الفت سی اہلِ دل
برہمن جسطرح مشہور ہو زنار کی باعث

کہان ہو چین عاشق کو پھنسے جو دام مین دلسی
گرفتاری دل ہے طرۂ طرار کی باعث

گزر تو حجتون سے تا کہ تجھسے یار راضی ہو
نہین آتا ہے تیری پاس وہ تکرار کی باعث

ہمیشہ شکر مین اُسکا کرون کیونکر نہ ای شادان
مجھے حاصل جو ہے یہ مرتبہ دلدار کی باعث

نہ آنیکا مین تجھسے پوچھتا ہون برملا باعث
نہ آیا بر مین کیون میرے مجھے اسکا بتا باعث

ہزارون کام ہین تجھسے نہ آؤن پاس کیون تیرے
جو مجھسے پوچھتا ہی تو تو دیتا ہون جتا باعث

تماشا ہے کہ بن دیکھے یہان تو مین تڑپتا ہون
گرا دینے کو بہر دیکھے ہوئی ہی وان حنا باعث

مریدونکا ہے بیڑا پار مرشد کی توجہ سے
روان کرنیکو کشتی کی ہوا ہے ناخدا باعث

زہے طالع پھنسا تھا جسطرح دامِ مصیبت مین
رہائی کو مری پر ہو گیا لطفِ خدا باعث

ہوا ہے کیا گنہ مجھسے ہوئی ہی کیا خطا مجھسے
نگہ کرتے نہین ہو اسطرف تم ہے یہ کیا باعث

بذاتِ خود سراسر نیگارین ہے وہ رنگین ہی
نہین کچھ زینتِ پاکا ترے رنگِ حنا باعث

موسم مین وقتِ صبح صبا صحنِ باغ سے | گل کا طبق لے بہر نثار آئی در بسنت

محفل مین آج نغمہ سرائی کو گل بدست | لے نذر بلبلون کی قطار آئی در بسنت

محفل مین شاہ کی جو مچا ہیگا راگ رنگ | زہرہ فلک سے لیکے ستار آئی در بسنت

مشاطۂ بہار سکندر کے واسطے | لے گل کا ہار بہرِ سنگار آئی در بسنت

شادان نثار ہونے شہنشاہ کی حضور
لیکر چھڑی گلون کی ہزار آئی در بسنت

رکھے تو اگر حرفِ فراموش پہ انگشت | مت بھول تو مسجد مین کبھو گوش پہ انگشت

یون دلکی صفائی کے لیے چاہیے صوفی | کف لینے کو جون مارتے ہین جوش پہ انگشت

مجلس مین تماشا ہو عجب طرحکا جس وقت | چپ کہہ کے وہ رکھے لبِ خاموش پہ انگشت

بندش ہے یہان قافیے کی صاف وگرنہ | مہمل ہے اگر کوئی کہے ہوش پہ انگشت

انگشت نما کرتا ہے شادان کو بتِ شوخ
صوفی رکھے جسطرح سے مینوش پہ انگشت

ردیفِ ثاے مثلثہ

رُخ دیویگا تو جو کچھ بھی ہمکو
ہم تجھسے کرینگے یار تب بات

کیا بات ہے کیون خفا ہے دل مین
کر بہرِ خدا تو مجھ سے اب بات

رہتے ہین اسیکے منتظر ہم
سچ بولو کروگے ہمسے کب بات

خدمت مین تمہاری میرے صاحب
شادان توکرے ہی بادب بات

یہ تجھسے ہے مری ہردم مناجات
کہ پورے کردے میرے دلکے حاجات

سخن تیرا تو کرلیتا ہے تسخیر
فسون ہے سحر ہے یا ہے کرامات

ہزارون عید سے بہتر ہے مجکو
میسر ہووے گر تیری ملاقات

خصوصًا یار جب ہوتا ہے بر مین
بھلی لگتی ہے سب موسم مین برسات

وہ مہمان ہے مرا یان کچھ نہین ہے
سوا اک دل کے کیا کیجے مدارات

اُچٹ جاتی ہے نیند آنکھونسے میری
سنا کرتا ہون جب تیری حکایات

اجی یہ بات سچ کہتا ہے شادان
کہان ہے چین تم بن اُسکو دنرات

ساعت خوشی کی مثلِ نگار آئی درسبنت
شاہِ دکن کے گھر مین بہار آئی درسبنت

ہر اک گھر شادمانی دورِ اسکندر مین کیسی ہے
کہ جسکے لطف سے بجتی ہی شادان جابجا نوبت

روٹھے ہوے ہو تم تو کرتے ہو ہمسی کب بات
دل سے نثار ہونگے ہمسے کروگی جب بات

اس بات کو سمجھ کر ہم چھیڑتے ہین تمکو
ہرگز نہین کروگے تم ہمسے بے سبب بات

شاید تمہین کسی نے ایسا ہی ڈھب سکھایا
کرتے ہو تم جو ہمسے آہستہ تر یہ اب بات

تیرا ہی دھیان ہیگا تیرا ہی گیان ہیگا
کرتے ہین ای پیاری ہم تجھسے روز و شب بات

آنیکا قصد کرکے وان سوچ تم رہے ہو
یان دل تڑپ رہا ہے یہ بھی ہی کچھ عجب بات

بیفائدہ تو کہنا کچھ کام کا نہین ہے
کرنی وہی ہے لازم جو ہووی منتخب بات

رہتا ہون مین اسیکا امیدوار دل سے
سچ تو کہو پیارے ہمسے کروگی کب بات

گر تم ہزار غمزہ مجھ سے کیا کروگے
بندے سے پر نہوگی خدمت مین ای ادب بات

لکھ کر ردیف یہی جو اس غزل مین ہیگی
کر بحر دوسری مین شادان تو اور ڈھب بات

کرتے ہین صنم سے ہم جواب بات
کہتا ہے تو کر نہ بے سبب بات

ہمسے جو کرے ہے غنچہ لب بات
ہم دل سے کرین ہین روز و شب بات

کیون تو دوڑاتا ہی نادان حرص کا گھوڑا بہت
دلمین ہی جسکے قناعت اُسکو ہی تھوڑا بہت

رہِ الفت ہی کٹھن رکھنا نہ تو اس مین قدم
راہرو کہتے ہین ہیگا راہ مین روڑا بہت

تن کے ڈھکنے سے غرض ہی چھوڑ تو اسراف کو
اے دوانے کیا کریگا ایک ہی جوڑا بہت

کب تلک بیرخ رہیگا اپنے دلبر سے میان
رُخ اُدہر کر لے کبھو تو گرچہ مُنہ موڑا بہت

ہو شکستِ نفس تو اک بات بھی ہی کو ہکن
فائدہ کیا تو نے پتھر کو اگر پھوڑا بہت

مالِ دنیا سے غنی ہین منعمِ اربابِ عشق
جو ہے اس دولت سے محروم اُسکو ہی توڑا بہت

گرچہ فرصت کارِ دنیا سے نہین شادان تجھے
ذکر کرنا چاہیے اللہ کا تھوڑا بہت

یہ دیتی ہی صدا در پر جو بجتی ہے سدا نوبت
سحر کے وقت اُسکی یاد مین شادان بجا نوبت

لگے گی آجکی شب سُبھ گھڑی سب لوگ کہتے ہین
ارے نقارچی ہے جشنِ شاہانہ بجا نوبت

ذرا ہم بھی سُنین تو ذکرِ حق کسطرح کرتا ہے
بجانیکا ترے شُہرہ سُنا ہیگا سُنا نوبت

رقیبِ روسیہ لیتا ہے کیون ہمسے تعلی کی
ہماری بھی ترقی کی تو آویگی بھلا نوبت

مسرت جسکے سُننے سے دوبالا دلکو ہو جائی
کہین بجتی ہوئی اسطرح دیکھی ہی بتا نوبت

ق

ندیکھا ایسا باذل اور سخی ہمنے زمانے مین
جواہر جسنے بخشے سامنے ہے اُسکی کیا نوبت

رنگ ہی ایک پہ سو رنگ سے کھینچا ہی اُسے ۔۔۔ ہے نظر مین مری دیکھی ہی جو گھر گھر صورت

خلق گو کچھ بھی کہے لیک جہان ہون وان ہمین ۔۔۔ ساتھ تیرا تو نہ چھوڑونگا مین اب ہر صورت

دہیان رہتا ہے مجھی اُسکا اسی باعث سے ۔۔۔ نظر آتی ہے مری آنکھ مین اکثر صورت

پوچھ دیکھا اسے ہر ایک سے مین عالم مین ۔۔۔ تیری صورت سے کہین ہوتی ہی بہتر صورت

اور لکھی گا غزل شوق مین اُسکے شادان

نظر آوے گی کبھو اُسکی جو خوشتر صورت

مین نی دیکھی ہی تری یار جو اکثر صورت ۔۔۔ ہووے تسکین نظر آوے تری گر صورت

تجکو نسبت نہین باطن مین مگر کچھ اُس سے ۔۔۔ گرچہ ہے تیری یہان مثل قلندر صورت

پردۂ چشم مین اُسکو مین چھپا رکھونگا ۔۔۔ نظر آوے جو تری مجکو مکرر صورت

تو مگر آپ کرم کر کے اُٹھا دے پردہ ۔۔۔ ورنہ پردے مین نظر آئیگی کیونکر صورت

یان مصور کا نہین کام مگر الفت سے ۔۔۔ مین نی کھینچی ہے تری صفحۂ دل پر صورت

میری خاطر سے تو اے یار پہن لی گہنا ۔۔۔ خوشنما ہوتی ہے معلوم بزیور صورت

سوچکر کہتا ہے اس بات کو دلمین شادان

ڈہونڈکر لاؤن کہان تیرے برابر صورت

پاسبانی ہے سزاوار اُسکو وہ ہے پاسبان
کسطرح ہوتا ہے کوئی پاسبانِ کوی دوست

گو چھپاوین سو طرح سی لیک چھپ سکتی نہین
رہروانِ کوی جانان میہمانِ کوی دوست

کچھ نہین ہے لاف اسمین صاف مینی کہدیا
جو کہ ہین آزاد وہ ہین پہلوانِ کوی دوست

ایسے دیسون سے تو شادان ملکی خوش ہوتا نہین
اُنکا ہے مشتاق جو ہین ساکنانِ کوی دوست

ذکر مین عمر کٹے جن کی سدارات کی وقت
پھول کیون انکے دہن سی نہ جھڑین باتکی وقت

جیسے خورشید نکلنے سے جہان ہو روشن
خط یہ اُٹھتا ہے ہمین تیری ملاقات کی وقت

اے بخیل اتنا بھی بدنام نہو دنیا مین
کیون تو مہمان سے بگڑتا ہی مدارات کی وقت

دوسرا لطف ہی گر ہووے صنم اپنے پاس
ساقیا مے تو بھلی لگتی ہی برسات کی وقت

کونسی بات کی کہہ گھر مین کمی ہی تیرے
کیون تو ترساتا ہے لوگونکو عنایات کی وقت

جیت اور ہار زمانیکی لگی رہتی ہے
ششدر اتنا بھی نہو کھیل مین تو مات کی وقت

صبح افلاک پہ کہتے ہین ملائک آمین
ہاتھ شادان جو اُٹھاتا ہے مناجات کے وقت

دیکھے آئینہ بھی تیری جو سکندر صورت
ہو سکے حیران کہے کیا ہی منور صورت

ردیف تاے فوقانی

لطف رکھتی ہے برنگِ یکدگر ہر ہر نوشت — پر نہین مٹتی ہے جو اُسنے لکھی ہی سرنوشت

صاف جون سلکِ گہر تھے یکقلم اُسکی حروف — خوب دیکھی جانچ کر ہمنے تری اکثر نوشت

لوحِ دلپر نقش جو ہوتا ہے کیونکر پہ چھیلیے — محو گر کیجے اُسے جاتی نہین ہی ہر نوشت

کیا کہے اُسکو کوئی جو کچھ نہ آئے فہم مین — جو ترے اوصاف ہین آتی نہین اندر نوشت

مثلِ آئینہ ہوا حیرت زدہ مین دیکھ کر — جو لکھی آبِ طلا سے یار نے یکسر نوشت

سیرِ گلشن مین کہان یہ لطف ہی اور تازگی — مردمک کی تازگی چاہی تو دیکھا کر نوشت

شاد ہو کہتا ہے شادان دیکھکر تحریرِ یار — کسنے ہے دیکھی سُنی ایسی کہین بہتر نوشت

کوئی بتلاوے مجھے آکر نشانِ کوی دوست — یا مرے آگے کرے کوئی بیانِ کوی دوست

دل تو ہے اُسکا ٹھکانا اسطرحکی بھول ہی — ڈہونڈتا پھرتا ہون کس جا ہی مکانِ کوی دوست

اسکو جو سمجھا ہے وہ سمجھا ہی اس دنیا مین کچھ — اس جہان سے دوسرا ہیگا جہانِ کوی دوست

کوئی بھی آکر سُناوے جس سی دل کو چین ہو — چاہتا ہے دل کہ سُنیے داستانِ کوی دوست

راتدن یون ہی گزرتی ہے یوہین کٹتی ہے | بیقراری ہے تری یاد مین مثلِ سیماب
جبکہ کھلتی ہے میری آنکھ اُچٹ جائے ہے نیند | دہیان تیرا جو بندہا مجکو تو ہے تو ہمخواب
ہو پہونچ جس سے مری کوچۂ محبوب تلک | کوئی بتلائے مجھے آکے اجی راہِ صواب
بحرِ دنیا سے جو ہو پار تو ہان جانین ہم | گرچہ ایسا تو شناور ہے کہ پانی پہ حباب
جا کے پیوستہ ہو دریا سے تو کچھ آب ملے | کیون تو دہوکی مین پڑا ہیگا بھلا مثلِ سراب

آبیاری سے میسر ہے اُسے فصلِ بہار
لُطف سے تیرے جو ہی مزرعِ شادان سیرآب

کب سہی ہون آپکی درگاہ کا دربان صاحب | درد دل کا مرے اب کیجیے درمان صاحب
بیکسون کا تمہین کہتا ہے زمانہ والی | جنکو سامان نہین تم اُنکے ہو سامان صاحب
تم سوا کون ہے جس سے کہون احوال اپنا | مشکلین جتنی ہین سب کیجیے آسان صاحب
آپکو پلکے نچھوڑونگا کبھی مین زنہار | اب مرا ہاتھ ہے اور آپکا دامان صاحب
راست کہتا ہون نہین اسمین تکلف ہرگز | ڈر مجھے کسکا ہے جب تم ہو نگہبان صاحب
اتہو ظاہر ہوئی یہ بات چھپیگی کیونکر | مین تو اک بندہ ہون اور تم ہو مری جان صاحب
کیا مجال ایسی جگہ مین جو ذرا دم مارون | جسطرح رکھتے ہو تم اُس مین ہون شادان صاحب

وقت کو ہاتھ سے مت دی کہ نہ پھر آویگا
یا دکر اُسکی جواب ہیگا مہیا اسباب

کیون تو کھوتا ہے اُسی لہو ولعب مین نادان
مفت جاتا ہے ترے ہاتھ سے ہنگام شباب

برگ وبر شاخ وشجر ذکر کیا کرتے ہین
تیری ہی یاد مین رہتے ہین سبھی شیخ وشاب

دوسری بار ہر اک طور سے ہوکر شادان
تیرے ہی عشق ومحبت مین مین لکھتا ہون کتاب

اتنا کیون کرتا ہے ای یار تو عاشق سی حجاب
حال کو میرے ذرا دیکھہ اُٹھا مُنہ سی نقاب

جو گزرتی ہے مرے دلپہ تجھے ہی معلوم
لا مرے یار کا قاصد تو شتابی سے جواب

اِس سے بڑھ کر نہین سجدے کیجگہ اور کوئی
ابروِ یار ہے مجکو تو بجائے محراب

اسطرح شوخ نظر پڑتی ہے اُسکی ہر سُو
موج مارے ہی ہر اک سمت کو جیسی تالاب

کیون عبث ہاتھ سے کھوتا ہے تو یہ وقت عزیز
طفل کی طرح سے ہوتا ہی جو ہر وقت خراب

وقت کھوتا ہے جو ہر پھر کے ادہر اور اُدہر
بیل تیلی کا ہے تو بحر کا یا ہے گرداب

کسنے اسطرح گرہ دی غزل ثالث کی
کام شادان کا یہ ہے آج نہین جسکا جواب

جب سے دیکھا ہے ترا روے منور مہتاب[۵]
لوٹتا غرق سے تا غرب ہے ہوکر بیتاب

[۵] یعنی مہتاب نے دیکھا

تعصب سے نہین ہرگز مجھے کام
جو پوچھو مجھسے میرا ہے یہ مشرب

تو بخشے یا نہ بخشے ہون گنہگار
ترا تو نام ہے غفار یا رب

عنایت کی نظر سے دیکھ اُسکو
کہ تجھسے ہے یہی شادان کا مطلب

عجب ہے عکس کو اُسکے حجاب در تہِ آب
حجاب ہی جو کیا ہے نقاب در تہِ آب

فلک پہ جسکا جھمکڑا نظر کے آگے ہی
تو دیکھ ہے یہ وہی آفتاب در تہِ آب

حباب کا جو یہ خیمہ تنا ہے دریا پر
کھنچی ہے اُسکی بظاہر طناب در تہِ آب

جو بات ہونکی ہوتی ہے وہ ہی ہوتی ہے
جو بھونیے نہین بھنتا کباب در تہِ آب

کرے نہ ریگ کا جسطرح سے شمار کوئی
شمار ماہی کا ہے بیحساب در تہِ آب

نہین ہے اُسکی خدائی کی انتہا دیکھو
جو کھودیے تو نکلتا ہی آب در تہِ آب

تو غوطہ مار کے شادان نکال حکمت سے
چھپا ہوا ہے وہ درِّ خوش آب در تہِ آب

پند دیتا ہون تجھے گوش تو کر در ہر باب
گوہر ناب کو لے بسکہ جو ہیگا نایاب

جیسے اکسیر ہے نایاب مین سچ کہتا ہون
ڈھونڈھیے تو نہین ملتے ہین جہا مین احباب

اگرچہ منزلت اُسکی نہین ہے
بلالے اپنے شادان کو کسی ڈھب

مرا دل چاہتا ہیگا تجھے اب — ملیگا تو پیارے آن کر کب
اگرچہ عید دن شادی کا ہے لیک — وہی ہے عید مجکو تو ملے جب
مزہ اسبابت کا کیا پوچھتے ہو — جو کٹتی ہے خوشی سے وصل کی شب
فلک کا دَور جب تک ہے زمین پر — ق — سکندر جاہ کو رکھہ شاد یارب
اُٹھا کر آنکھہ جب وہ دیکھتا ہے — ہزارونکا تو بر آتا ہے مطلب
مہ و خورشید اُس سے بہرہ ور ہین — چمکتا ہے جہان مین اُسکا کوکب

پہلو پھولو رہو شادان و فرحان
دعا دینا تو ہے شادان کا مشرب

لڑی تھی آنکھہ میری شوخ سے جب — ہوا اُنکا حال میرے دلکا کیا تب
منا کر مین تو اُسکو تھک گیا ہون — لے آوے کوئی پیارے کو کسی ڈھب
نہ رکھہ توکل پہ گلر و بیسکلی مین — نہین ہے چین آجا آج کی شب
مجھے بھی کردے اس لذت سی محظوظ — ترے لب سی جو ہے ساغر لبالب

نظر تک مہر کی کرنا تمہین لازم ہی اب صاحب / تمہاری حکم سے باہر بھلا ہم ہینگے کب صاحب

اگرچہ جانتے ہین کب تمہین پروا کسیکی ہے / نہ روٹھو تم اجی زنہار ہمسے بے سبب صاحب

ہزارون ڈہب تمہاری واسطے ملنے کے ہمارے / ملو اکروز ہمسے بھی نکالو کوئی ڈہب صاحب

کریمی کی صفت تمسے ہزارون سیکھ جاتے ہین / کوئی کیا تمسے مانگے دیتے ہو تم بے طلب صاحب

نہ بھولو دل سے تم اپنے یہی ہے آرزو میری / تمہارا دھیان رہتا ہی مجھے تو روز و شب صاحب

تمہارے بن نہین آتا ہی اکدن چین کیا کیجے / وہی ہے سُبحہ گھڑی پھیرا تمہارا ہوے جب صاحب

ہزارون رنگ سے دیکھا تمہین شادان نے ہو شادان / تمہاری صاحبی نام خدا ہے کچھ عجب صاحب

تمنا ہے مجھے دیکھون تجھے کب / پڑیگا چین دیکھونگا تجھے جب

نہین ہے دلکو میرے چین جب سے / سُنا ہے دلربا آتا ہے امشب

مین رُوٹھے کو مناؤن کسطرح سے / بتاؤ تم علاج اس بات کا اب

لگی ہیگی لگن میرے اور اُسکے / گواہی دیجیئے اس بات پر سب

مرا مطلب عبث سب پوچھتے ہین / مجھے تو دیکھنا ہے اُسکا مطلب

اُٹھا دے آنکھ سے غفلت کا پردہ / مین تجھسے مانگتا ہون تجکو یارب

حال دشمن کا پوچھ مت ہمسے
سوختہ جسطرح کباب رہا

صاف مطلع جو تھا کدورت سے
آفتاب آج بیحجاب رہا

طفل بے تربیت پہ ہے افسوس
جو کہ ابتر ہوا خراب رہا

ہو سبکدوش جون کدو بر آب
بار سے سنگ غرقِ آب رہا

فضل خالق سے جاودان شادان
وصلِ دلبر سے کامیاب رہا

دلدار کو ہر طرح سے روٹھے تو سمجھانا پڑا
خاطر سے اُسکی جسطرف لیجائے وہ جانا پڑا

کیا لاابالی یار ہے قائم نہین اک رنگ پر
ہر رنگ سے ہر طرح سے اب اُسکو بہلانا پڑا

بہلایئے سمجھایئے پرچایئے ہر طور سے
آوے نہ پیار اجسگھڑی تو اُسکو بُلوانا پڑا

سو سو طرح سے پھیرئیے شانہ کو لیکر ہاتھ مین
جب پیچ آوے زلف مین پھر اُسکو سُلجھانا پڑا

دورِ سکندر جاہ مین کیا خلق کو آرام ہے
ہر اک سہیلی کہتی ہے چل ری سکھی جانا پڑا

شادان حقیقت اُسکی اب ملین تو اپنی سوچ لی
آوے نہ وہ دلبر اگر ہر طور سے لانا پڑا

ردیف بائے موحدہ

نا امیدی مین دے ہی وہ اُمید — شب ہجران کو کب سحر نہ کیا
عیب کچھ تو اُسے نظر آیا — میرے دل مین جو اپنا گھر نہ کیا
اتنا بے باک کیون ہوا غافل — اے دوانے کبھو حذر نہ کیا
بزمِ محبوب تھی ادب کی جگہ — ڈر تجھے چاہیے تھا ڈر نہ کیا

شکر اُسکے کرم کا کر شادان
اپنے در سے جو در بدر نہ کیا

جب سے دیکھا تجھے نہ ہوش رہا — ہوکے حیرت زدہ خموش رہا
رات ساری تڑپتے ہی گزری — تیرے ملنے کا دل مین جوش رہا
بھول ایسی پڑی تھی کیا مجکو — جو کہا تو نے سب بگوش رہا

اُسکا ممنون کیون نہو شادان
جسکا احسان بارِ دوش رہا

جسطرح بحر مین حباب رہا — اپنا اسطرح سے شباب رہا
حسن کو تیرے دیکھ حیرت سے — برلب بام آفتاب رہا
دل مضطر کو صبح سے تا شام — تیرے ملنے کا اضطراب رہا

آنکھہ میری جھپک گئی یکسر
قدر اُسکی تو جانتا ہون مین
دلمین میرے جو تو بسے ہی سدا

شوخ جسوقت دوبدو آیا
ہے غنیمت جو وہ کبھو آیا
خواب مین دیکھتا ہون تو آیا

کیون نہ شادان کرے خوشی اسکی
شکر ہے یار نیسکو آیا

آسرا اُس سوا رکھون کس کا
دیکھہ کر یار آنکھہ کو تیری
اپنے دل ہی کو تو بنا اکسیر
ماہ انجم مین جون نظر آوے
دوسرے سے غرض نرکھہ ہرگز
فضل اللہ سے اُترتا ہے

فی الحقیقت وہی ہی جس تس کا
پھول کھلا گیا ہے نرگس کا
فائدہ کیا جو ہو طلا مس کا
زیب تو یون ہے ساری مجلس کا
رکھہ بھروسا تو یار مونس کا
زہر چڑھتا ہے جبگھڑی لس کا

بات اچھی ہوئی سنا شادان
تھا تکبر دماغ مین کھسکا

مین نے پیدا جو کچھ ہنر نہ کیا

میرا کہنا اُسے اثر نہ کیا

تو بھی اب ڈورے ڈال جانان پر
جیسے کشتی کو آب نی کھینچا

ہفت اقلیم کی خلائق کو
شاہِ عالیجناب نے کھینچا

دلکو عاشق کے جو تڑپتا تھا
زلف کے پیچ و تاب نے کھینچا

مین نہ دیتا تھا دل اُسے شادان
دل اُسی بیحجاب نے کھینچا

یار اپنا بہار مین آیا
مے پلانے خمار مین آیا

چین کب تھا بغیر اُسکے ہمین
رہتے تھے انتظار مین آیا

قول اُس یار کا تو سچّا ہے
جو کہا تھا قرار مین آیا

وصف شاہِ دکن کا جسنے سُنا
دور سے اُس دیار مین آیا

نہر بانیکی شاہِ اسکندر
دیکھنے لالہ زار مین آیا

مثلِ پروانہ عاشقِ شیدا
سیر کو بزم یار مین آیا

کام کیا ہیگا غیر سے شادان
یار اپنا کنار مین آیا

ایکدن وہ جو رو برو آیا
آبِ رفتہ جو تھا بجو آیا

جو کہانی مری سناویگا | روٹھے اُس یار کو مناویگا

کیا کہون کارساز کی قدرت | کام اپنے سبھی بناویگا

تب کریگا تو رحم جب کوئی | حال میرا تجھے جتاویگا

تک رہا ہون اُسے جو مین دلسی | ہے یقین ایکدن وہ آویگا

التجا کب سے دیکھ کرتے ہین | اپنا مکھڑا کبھو دکھاویگا

دل سے **شادان** ہے مبتلا جسکا
میرے دلکو تو وہ ہی بہاویگا

آبِ دریا سحاب نے کھینچا | پھر اُسے آفتاب نے کھینچا

خیمہ دریا پہ ہوگیا برپا | جب ہوا کو حباب نے کھینچا

ابر مین جیسے آفتاب چھپے | حُسن اُسکا نقاب نے کھینچا

دہوکا پانی کا دیکے اپنی طرف | تشنہ لب کو سراب نے کھینچا

جون مگس گر پڑے ہین میٹھے پر | میکشونکو شراب نے کھینچا

دل جو اُسکا جلا تھا گرمی سے | خوب روغن کباب نے کھینچا

تھا جو گمراہ راہبر اُسکو | پل مین راہِ صواب نے کھینچا

شب و روز بھرتے ہین دم آپکا
کیا ہمکو ممنون کرم آپکا

مکان ایک ہی گرچہ راہین ہین دو
یہ دیر آپکا وہ حرم آپکا

پلک مارنے مین کہان ہی کہان
زیادہ ہے بجلی سے رَم آپکا

مناسب نہین اسقدر جان من
باحوالِ عاشق ستم آپکا

نہو جسطرح خار گل سے جُدا
نچھوڑونگا ہرگز قدم آپکا

سدا اُسپہ چشم کرم چاہیے
کہ بندہ ہے شادان صنم آپکا

ڈھونڈا اُسکو ادہر اُدھر دیکھا
دل مین تھا پر نہ بے خبر دیکھا

یار آنے پر کب ہوا راضی
جو کہ کرنا تھا مین نے کر دیکھا

باغ کیا مفت باغبان کو ملا
تخم بویا تھا سو ثمر دیکھا

یار میرا تھا اسطرح روپوش
نہ ملا گوھر ایک گھر دیکھا

خواب سے چونک کر اُٹھا جسوقت
اُسکو پہلو مین جلوہ گر دیکھا

شادمانی سے کہتا ہے شادان
نظر آیا تو بھر نظر دیکھا

توکس بھروسے پہ اتنا غرور کرتا ہے — کہاں سے تو نے یہ پیدا کیا دماغ نیا
یہی ہے وقت سمجھ لے تو اور کچھ کر لے — تو تنگ وقت مین پیدا نکر فراغ نیا

تمام سال کی کلفت گئی ارے شادان
بچارشنبۂ آخر جو دیکھا باغ نیا

بھلی لگے ہے کسے سیر بوستان تنہا — نہ جاؤن باغ کو بے یار باغبان تنہا
قرار و ہوش و خرد سبکو لیکے ساتھ اپنے — چلے ہو چھوڑ کہان ہمکو مہربان تنہا
خلائق اور ملائک تری ثنا مین ہین — کرون ہون وصف ترا کچھ نہین بیان تنہا
مزہ اُٹھیگا بہت ساتھ مین مجھے لی چل — نجا تو سیر گلستان کو اے جوان تنہا

لپٹ گلے سے تو شادان کی تا کہ ہو آرام
کٹے گی تیرے سوا کس طرح یہان تنہا

ترا سخن نہین قطرہ دماغ کا ٹپکا — کہ جون ہو شعلہ زمین پر چراغ کا ٹپکا
سحر کے وقت گلستان مین ہی بہار اُس سے — نہین یہ اوس ہے لالے کے داغ کا ٹپکا
کسی کے خون شدہ دل کا پتا یہ دیتا ہی — شکست سے جو لگا ہے ایاغ کا ٹپکا
کھلا لے کھا لے جو کچھ کام آوی ای شادان — ثمر درخت سے خوشرنگ باغ کا ٹپکا

بسایا تمنے یہ کسطرح کا جہان نیا — کہ یان ہے بات نئی اور ہی بیان نیا

جہان تلک تمھین کرنا تھا سو وہ کر گزرے — کہان تلک یہ کروگے تم امتحان نیا

تمہارے ایسے کہین بدگمان ہوتے ہین — گمان ہوتا ہے پر تمکو ہے گمان نیا

جو کچھ بھی عیش میسر ہو تو غنیمت جان — زمانہ رنگ بدلتا ہے آن آن نیا

کچھ اُسکی کیجیے مدارات اور دلداری — تمہارے گھر مین جو آتا ہے میہمان نیا

نظر مین ہم اُسے رکھتے ہین مردمک آسا — بسے ہے دل مین ہمارے جو مہربان نیا

وہ کہتے ہین کہ یہ عاشق کا آشنا نکلا — کہان سے لائیے اب ڈھونڈ پاسبان نیا

ہزارون ٹھوکرین کھائین تب اُسنے کچھ پایا — سمجھ مین پیر کو پہونچے ہی کب جوان نیا

پڑے ہین بھول کی جو لوگ اسکی گردش مین — پرانے چرخ کو کہتے ہین آسمان نیا

برائے سیر خلائق سدا رہے شادان — بنایا تمنے جو ہے باغ مین مکان نیا

شب برات مین روشن ہو جون چراغ نیا — بروز عید بھی درکار ہے ایاغ نیا

پھرے ہزارون ہی محنت سے ڈھونڈتی تمکو — ملا ہے دل کی ذریعے سے اب سراغ نیا

تمھاری روٹھنے سے اور اس مچلنے سے — ہر ایک آن مین عشاق کو ہے داغ نیا

صنم کے ہاتھ سے جسوقت ہمنے جام لیا
مزہ جو دورِ فلک مین تھا سو تمام لیا

ہمین امید یہ اُس شوخ سے نہ تھی لیکن
نگاہ پڑتے ہی کس لطف سے سلام لیا

ہمین جو کام تھا اُس سے سو کر دیا پورا
اُسے جو کام تھا ہمسے سو اُسنے کام لیا

تمام کُلفتین دنیا کی دُور بھاگ گئین
اُسیکے نام کو جب ہمنے صبح و شام لیا

ہزار طرح کی نعمت کا کیا بیان کیجے
دیا جو یار نے شادان کو لا کلام لیا

نہین اُترتا ہے آنکھون سی جو خمار چڑھا
عجیب نرگسِ شہلا پہ رنگ یار چڑھا

نصیحتون سے ہو ناصح کی اسطرح تسکین
کہ بیٹھتا ہے برسنے سے جون غبار چڑھا

فلک پہ جاوے اگر برق و باد کے مانند
کبھو تو گرتا ہے گھوڑے سے شہسوار چڑھا

غرور پر جو چڑھے ہے گرے ہی وہ ایسا
ڈھلکتا پانی ہو جسطرح کوہسار چڑھا

تلاش کرتے تھے ہر روز جسکی صحرا مین
خدا کے فضل سے اب ہاتھ وہ نگار چڑھا

نپوچھ عشق کی حالت کبھو تو عاشق سی
کہ کس کے واسطے کوٹھے پہ بیقرار چڑھا

تجھے جو دیکھا ہے شادان سرور مین ہمنی
ہماری آنکھون مین ہے نشۂ بیشمار چڑھا

صد شکر اُسنے ہمکو آج اپنا یار مانا
ہمنے کہا جو اُس سے بے اختیار مانا

ساقی نہ بیخبر ہو احوالِ بیکسان سے
ساغر پلا تو اُسکو جسنے خمار مانا

ہم اعتبار اُسکا اب کیا کرین بتاؤ
اُس شوخ نے تو ہمکو بے اعتبار مانا

ہیگا جو شوخ چنچل آتا ہے دام مین کب
ہم کہہ تھکے نہ اُسنے پر زینہار مانا

ہیگا وہ لاابالی شادان نکر تو حجت
کہنا ترا جو اُسنے ہی ایکبار مانا

آتا ہے آج کی شب سُنتے ہین یار اپنا
جی چاہتا ہے جسکو بے اختیار اپنا

سیرِ بہارِ گلشن کیا پوچھتے ہو ہمسے
نظرون مین ہے ہماری رنگِ بہار اپنا

اسواسطے بچھایا ہمنے ہے دامِ الفت
آجاے دام مین اب شاید شکار اپنا

اُسکو نہین ہے لازم ملنے مین دیر کرنا
آتا ہے یاد ہمکو ابتو نگار اپنا

جون طفلِ شیرخوارہ پالے ہی مادر اُسکی
یون ہمکو پالتا ہے پروردگار اپنا

شادان کو ہے بھروسا اُسکا ہی کچھ نہ پوچھو
کیا ڈر ہمین کہ حامی ہے شہریار اپنا

اُسی گھڑی کہ جو ہمنے کسیکا نام لیا
تڑپ رہا تھا دل اپنا سو اُسنے تھام لیا

دل میرا ایسا جان تو دلدار مین بند ہا
آویزۂ اُسکے گوش کا جون تار مین بند ہا

دل بیقرار ہے جو کسی طرح جا ملون
مجکو خیالِ زلف شبِ تار مین بند ہا

کب ہو نجات ایسے گرفتار کو بھلا
تارِ نظر ہے طرۂ طرّار مین بند ہا

لیل و نہار دیکھیے یک جا نظر پڑے
پٹھا زری کا یار کی دستار مین بند ہا

ہر ایک خبط رکھتا ہے اپنے خیال مین
باہمن کا اعتقاد ہی زنّار مین بند ہا

شادان اُسکی زیست بھلی ہے جہان مین
ہے جسکا دہیان شام و سحر یار مین بند ہا

دونون جہان پہ رحم و کرم ہے رحیم کا
جو فعل ہے سو خوب ہے میرے حکیم کا

نیسان کی بوند چاہیے ہی جیسے سدا صدف
محتاج مین ہون ایسا ہی اپنے کریم کا

تقریر تو جو کرتا ہے تکرار یان نہین
قائل ہون مین تو تیری ہی طبع سلیم کا

پائے گا بو تو ہوگا شگفتہ وہ مثلِ گل
غنچہ امیدوار ہے تیری شمیم کا

اِکروز لطف سے تو اِدھر آ دمِ سحر
جون غنچہ منتظر ہون مین تیری نسیم کا

پیارے کبھو نگاہ کرم کی کر اودھر
امیدوار رہتا ہون فیضِ عمیم کا

شادان سوال کیون نہ کرون اُس سے بار بار
خوگر ہون مین قدیم سے لطفِ قدیم کا

تیرے بغیر چین نہ نھارات دن اُسے
کیا پوچھتا ہے یار جو عاشق کا حال تھا

ایسا جواب دے کہ نہ ملنے مین ہو درنگ
تو مجھسے کب ملیگا یہ میرا سوال تھا

لیلی بغیر جیسے کہ مجنون ہوا تباہ
دیکھے بغیر تیرے ہمارا یہ حال تھا

شادان وہ کیا گھڑی تھی مبارک مین کیا کہون
دیکھا جو اسکا حُسن عجب بے مثال تھا

جس روز اُسکے سامنے تو بیحجاب تھا
شرمندہ تیرے حُسن سے کیا آفتاب تھا

ملنے کا تھا پیام اِدہر سے مگر وہان
میرے سوال کا نہ کوئی بھی جواب تھا

تو جسکو در سے دُور کرے دربدر پھرے
مُنہ جس سے تو نے پھیر لیا وہ خراب تھا

جو دیر و کعبہ چھوڑ گیا کوے یار کو
گمراہ مت کہو کہ براہِ صواب تھا

دیکھا نہ مین نے تیرے سوا دو جہان مین کچھ
تجکو جو مین نے چُنکے لیا انتخاب تھا

کیا شکر اسکا کیجیے اللہ رے کرم
جو کچھ کہ مین نے اُس سے کہا مستجاب تھا

حیرت مین ہم ہین سوچکے اپنے مین ہر گھڑی
جو کچھ کہ تھا سو عمر مین عہدِ شباب تھا

کیا اُس سے ایسی بات ہوئی قابلِ کرم
شادان کے حال پر جو کرم بیحساب تھا

اسے یار جان و دل سے تجھے چاہتا ہون مین
دفتر ہزار ہو دین پہ ہرگز لکھا نجاے
بیڑا ہو پار جسکو گھڑی دیکھے نگاہ بھر

کیونکر رہے نہ ناز مجھے تیری چاہ کا
لکھین حساب گر مرے جرم و گناہ کا
کرتا ہون انتظار مین اُسکی نگاہ کا

دنیا مین جسکو کہتی ہے شادان تمام خلق
اُسکو تو اعتماد ہے تیری پناہ کا

پردے مین چھپ رہا ہے جو محبوب دیکھنا
مدت سے انتظار مین ہین بیقرار ہم
لکھنے سے جو کتے ہین بھلا کاتب عمل
آنکھون مین ہے جو شرم تو اُسپر نجایئے

سیری نہ جب تلک ہو اُسے خوب دیکھنا
کب بھیجتا ہے وہ ہمین مکتوب دیکھنا
جو کچھ کیا ہے ہو ویگا محسوب دیکھنا
ہوتا ہے بیحجاب وہ محبوب دیکھنا

برسات خوب ہوئے خدا سے یہی دعا
شادان کا تب برآوے گا مطلوب دیکھنا

دیکھا تو خواب مین بھی ترا ہی خیال تھا
کب دوسرا سماتا ہے آنکھون مین بن ترے
داتا نہین ہے دوسرا تیرے سوا کوئی

اُٹھا جو چونک کر وہی شوقِ وصال تھا
دیکھا مین جسطرف کو ترا ہی خیال تھا
پالا جو بیکسون کو ترا ہی کمال تھا

سمجھکے سوچکے اسکو مین کیون کہون شادان
مری زبان پہ نام اُسکا بار بار رہا

جو نقشِ دل ہوا وہ مٹایا نہ جائیگا
اُسکو بھلائیے تو بھلایا نہ جائیگا

کیا دیکھیے دکھائیے گم عقل و ہوش ہین
دیکھا جو ہمنے اُسکو دکھایا نہ جائیگا

پردمین دل کی جلوہ فزا ہے جو داغِ عشق
گر سو طرح چھپاؤ چھپایا نہ جائیگا

مت روٹھہ ہمسے ہمتو عنایت کے ہین غلام
روٹھا اگر تو ہمسے منایا نہ جائیگا

منزل ہے دور خارِ مغیلان ہین راہ مین
بارِ گران ہے سر پہ اُٹھایا نہ جائیگا

شادان اُسے سنائیے جسکو نہو خبر
وہ سُن رہا ہے آپ سنایا نجائیگا

دیکھا مین شب کو چہرہ جو اُس رشکِ ماہ کا
عالم ہوا کچھ اور ہی اپنی نگاہ کا

جسکی پلک سنان ہے اور ہے نگاہ تیر
ہووے کہان مقابلہ اُس سہی سپاہ کا

اعمال جیسے میرے ہین سب ہین آشکار
محضر کہان سے لاؤن مین مُہرِ گواہ کا

حسرت ہے جسکی داغ ہے لالی کو باغ مین
دیکھے تو کوئی لطف مری سیرگاہ کا

دامِ نگہ سے جسکے نہ کوئی نکل سکے
آئین اور کچھ ہے مرے کجکلاہ کا

آنکھ جھپکی نہ مری تارِ نظر کا جو بندھا
کتنا سمجھائیے کچھ کہیے سمجھتا ہی نہین

رات بھر چاند سا گھر اترا دیکھا ہی کیا
غیر کو دوست وہ دشمن بے مجھے سمجھا ہی کیا

ہم نہ عاشق ہون تو پھر کون ہو کہیے شادان
عشق کے واسطے اُسنے ہمین پیدا ہی کیا

اپنا بندہ بے مجھے سمجھا ہی کیا
کام کرنیکے جو تھے کچھ نہ کیے
دیکھکر حُسن ترا ایک نظر
تھا جو پردہ سو اُٹھا کر رخسے

کام میرا مرا مولا ہی کیا[5]
جو کیا دل نے سو بیجا ہی کیا
دلکو مین اپنے سنبھالا ہی کیا
عشق کو میرے دوبالا ہی کیا

شرح کیا کیجیے اُسکی شادان
اُسکی قدرت کو مین دیکھا ہی کیا

ہمیشہ فرطِ حیا سے وہ پردہ دار رہا
حقیقت اُسکی وہی بے سمجھے جسکو لذت ہی
ترے خیال مین شب بھر لگی نہ آنکھ اپنی
محبت اسکو ہی کہیے کہ مثلِ مقناطیس

ہمیشہ دید کا مشتاق بیقرار رہا
تمہارے نشہ مین مجکو کہان خمار رہا
تڑپتے یون ہی کٹی اور انتظار رہا
تری کشش مین کہان مجکو اختیار رہا

[5] اب زبان یون ہے کام میرا مرے مولا ہی نے کیا ۱۲

نازنین ہمتو ترے ناز کے ہینگے عاشق
پھر تو کیون ناز سے کہتا ہے مچل جاؤنگا

جتنی شوخی تو کرے عین عنایت تیری
شوخ باتون سے تری مین کوئی ٹل جاؤنگا

عہد جو ہے کیا تجھ سے نہین ٹلنے کے
عہد کر کسلیے کہتا ہے بدل جاؤنگا

ساتھ شادان کے اگر سیر چمن ہے منظور
آج کسواسطے کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

کیا کہون آپکے عاشق کا ہی کیا حال ہوا
آپ سے دل کا لگانا اُسے جنجال ہوا

دیر ملنے مین جو کرتا ہے تجھے کیا حاصل
ایکدن ہجر کا میرے لیے اک سال ہوا

زلف عارض پہ ترے پھر نگہ دام ہوئی
دلفریبی کے لیے رُخ پہ ترے خال ہوا

نظرِ مہر سے تیری جو بنا ہے خورشید
پڑ گئی سنگ پر اُسکی جو نظر لال ہوا

جب چلا سیرِ چمن کو وہ مرا گل اندام
گل بھی مانندِ حنا دیکھکے پامال ہوا

دیکھنا یار کا تاثیر عجب رکھتا ہے
دیکھا شادان نے اُسے صاحبِ اقبال ہوا

جو کیا تو نے مرے یار سو اچھا ہی کیا
عمر بھر مین نے تو قدرت کا تماشا ہی کیا

دستگیری کی جو تھی شرط نباہی تو نے
گر نے ہر گز نہ دیا مجکو سنبھالا ہی کیا

رشتۂ دام جو منقار سے بلبل کترا
قدرت اُسکی ہے جو قدرت سے نیا گل کترا

بندِ غم سے مین اسی بات سے آزاد ہوا
جو علاقہ تھا بمقراضِ توکل کترا

دوست شادان کا حقیقت مین عجب کام کیا
پر دشمن کو جو سو طرح کے دے جُل کترا

اس طرف دہوم سے ساون کا مہینا آیا
اُسطرف یار لیے ساغر و مینا آیا

جھوکے کھاتا ہے نزاکت سے سراپا تیرا
گل پہ شبنم کی طرح ہے جو پسینا آیا

تحتِ فرمانِ سکندر ہین جو سب دیو پری
ہاتھ کیا اُسکے سلیمان کا نگینا آیا

سوزنِ خار توہی ہاتھ مین تیرے ای گل
چاک دامن کا مگر تجھکو نہ سینا آیا

علم مجلس کا ہر اک شخص کو کب آتا ہے
بیٹھ خاموش جو تجھکو نہ قرینا آیا

بحرِ غم مین تہا پڑا اُسنے لگائی جب تیغ
مین یہ سمجھا کہ مجھے لینے سفینا آیا

گرچہ بے فیض جیا لاکھ برس بھی تو کیا
خیر جس سے ہوئی کام اُسکا ہی جینا آیا

لوگ کہتے ہین تری دہوم ہی بخشش کی صدا
غیب سے ہاتھ مین شادان کے خزینا آیا

گرچہ مین عشق مین آپ سے نکل جاؤنگا
تو سنبھالے گا جو مجکو تو سنبھل جاؤنگا

گلبدن دیکھہ تجھے غنچہ ہوا ہے دلتنگ
آ گے عارض کے ترے گل کی ہزیبائی کیا

عاشقون سے جو کرین شوخ ٹہٹولی یکسر
ہاتھ لڑکون کی ہے دیوانونکی رسوائی کیا

دیکھ رفتار تری کبک بھی گم کر دی چال
قد و قامت سے ترے سرو کی رعنائی کیا

سچ بتا تا کہ نکل جاے یہ دل کا کھٹکا
ہے قسم یار تجھے ہمسے قسم کھائی کیا

اتنی تو ہٹ نہ تجھے چاہیے اب ملنے مین
یا ن تک آتا جو نہین دل مین تری آئی کیا

دو جہان کا تجھے مالک نہ کہی کیون شادان
ہے ترے سامنے اب اور کی دارائی کیا

گل ترے ہاتھ سے جسوقت دلارا ٹوٹا
جسنے دیکھا سو کہا کیا یہ ستارا ٹوٹا

اتنا بھی کھینچنا لازم نہ تجھے تھا مطرب
تار طنبور جو کھینچا تو بچارا ٹوٹا

ٹوٹے کو جوڑنا ہے کام جوانمردونکا
جور و سے یار مرے دل کا سہارا ٹوٹا

کھیل مت ایسا جگت مین جو ہنسائی ہووے
گیند بننے کو تری پھول ہزارا ٹوٹا

آہ پھر روٹھہ گیا کون منائے اُسکو
تار الفت کا بندھا تھا جو دوبارا ٹوٹا

دل جب آتا ہے تو روکے سے کہین رکتا ہے
موج کی زور سے دریا کا کنارا ٹوٹا

سختیان عشق بتان مین نہ اُٹھاؤ شادان
کون جوڑیگا اُسے دل جو تمہارا ٹوٹا

فرشِ گل مین رگِ گل جسکو کھٹکتی ہو وہی
جہاڑا مژگان سے جو دامن اُسی سوزن سمجھا

عاشق از بسکہ فدا ہوتا ہے اُس گلرو پر
جسطرف سیر کو نکلا اُسے گلشن سمجھا

اپنے عاشق کا شبِ تار مین دل گردہ دیکھ
نہ ڈرا اگرچہ تری زلف کو ناگن سمجھا

رہ پڑا جاکے وہین گھر سے نکلکر شادان
کوچۂ یار کو اپنے لیے مامن سمجھا

جسنے دیکھا اُسے سو جان سے تماشائی تھا
طاقِ نسیان پہ وہان دفترِ دانائی تھا

گل مین جون رنگ ہو پیوستہ نزاکت آمیز
پیرہن یار کا یا جامۂ زیبائی تھا

نقشِ دیوار ہوا دیکھ کے ہر اک اُسکو
ملکے غازے کو وہ جب محوِ خود آرائی تھا

منہدی ہاتھون مین لگائی تھی اسکی باعث
شوخ کے دل مین مگر دعویِ رعنائی تھا

دلِ پژمردۂ عاشق کے جلا دینے کو
یار کی باتون مین اعجازِ مسیحائی تھا

قابلِ قدر تھا دیوانۂ زلفِ جانان
مت کہو اُسکو کہ کس طرح کا سودائی تھا

کیا کرون خاکِ دریار کی شادان تعریف
وہی سرمہ تو مجھے باعثِ بینائی تھا

گر نہ دیکھا ہو تمہین پھر کہو بینائی کیا
جب نہ پہچانا تمہین پھر کہو دانائی کیا

موج دریا کی طلاطم سے یہی کہتی ہے
نہ مکان کوئی رہے گا نہ مکین دنیا مین
آسرا مجکو اُسیکا ہے وہی حافظ ہے
اے مرے ماہ ترا وصف کہون دل سے کیا

کسنے پایا ہے بھلا دیکھہ کنارا میرا
اُنکی غفلت ہے جو کہتے ہین تمہارا میرا
ہے مرا یا تو ہر وقت سہارا میرا
نور سے تیرے چمکتا ہے ستارا میرا

آکے شادان کو لگاتا ہے گلے سے اپنے
کیا سمجھتا ہے مرا یار اشارا میرا

ہم جسے چاہتے ہین چاہنے والا نکلا
مثلِ خط گرد تو ہے اُسکے کھلانا فرمان
جسنے دیکھا سو پھنسا دام مین جا کر اُسکی
شمس کو دیکھہ فلک پر وہ نمودار ہوا

چاہ مین دیکھہ کہ وہ سب سے نرالا نکلا
سیر کو باغ کی چل یار کہ لالا نکلا
ماہ کے گرد عجب طرح کا ہالا نکلا
کیا پڑا سوتا ہے اسوقت اُجالا نکلا

ساقیا دیر نکر بھر کے تو دے شادان کو
گھر سے اپنے وہ لیے خالی پیالا نکلا

تھا وہ دشمن سبھے اسواسطے دشمن سمجھا
اپنے عاشق کا پرستار تو وہ خود ہی ہے

غیر بدظن تھا مجھے اس لیے بدظن سمجھا
اور مجکو بتِ طناز برہمن سمجھا

فاش کہتا ہون تجھے یہ بات مین
گل پہ ہووے مبتلا جون عندلیب
رات اندہیاری ہے گھر دلبر کا دُور
روے دلبر تاکہ ہووے جلوہ گر

رازِ دل جو ہو نہ کہنا بر ملا
عشق کا تیرے مجھے ہے ولولا
کیونکہ طے ہوویگا ایسا مرحلا
زنگِ دل کر دُور کرکے مصقلا

نامِ حق کا لے سبق شادان مدام
سُست کیون ہوتا ہے کچھ تو دل چلا

دیکھنے کو گل کے جب بلبل گیا
جو تماشائی ہے زلفِ یار کا
پیچ سے اُسکے نہ نکلا زینہار
شوقِ آرائش ہوا جب یار کو

رازِ دل اُسکا جو تھا سو کُھل گیا
وہ نہ گلشن مین سپلے سنبل گیا
دل کسیکا جب سو کا کُل گیا
بحر سے موتی چمن سے گل گیا

یار سے شادان کا اب یہ رنگ ہے
جیسے پانی مین بتاسا گُھل گیا

کوچۂ یار مین گر ہووے گزارا میرا
اُس سے مین کہتا ہون مت چھوڑ صنم کو ہرگز

ہے یقین مجھسے ملے آکے پیارا میرا
دل بھٹکتا ہے کدھر جا کے بچارا میرا

دزد گرچہ اپنی دزد دیسے نہ گذرا زینہار — کچھ نہ آیا ہاتھ خرمن پر مرے لوٹا کیا

آج حاسد دیکھکر چالاکیان شبدیز کی — سوختہ ہو دل سے توسن پر مرے لوٹا کیا

اپنے تن من کو نہ اسپر وار تا مین کسطرح — میرا من بھاتا صنم مَن پر مرے لوٹا کیا

جلوہ میرے ماہرو کا تھا سمایا آنکھ مین — اشک جو اس چشم روشن پر مرے لوٹا کیا

دسترس شادان کو دامن تک نہ اسکی ہو سکی — تھا جو وہ کچھ نرم جوشن پر مرے لوٹا کیا

پانی اب کے سال مین کیسا ہوا — چاہتا تھا جیسا جی ویسا ہوا

فضل حق سے سال آیا ہی نیک — کوڑیون کی جا ہے اب پیسا ہوا

جب نگاہِ مست سے دیکھا اُدہر — نشۂ میری آنکھ مین مے سا ہوا

شاہِ اسکندر کے گھر اب کے برس — جشن اک جمشید اور کے سا ہوا

کسطرح کا اب تجاہل ہے اُسے — پوچھتا ہے حال یہ کیسا ہوا

بووے جو شادان وہی پاوے ثمر — تخم دیکھو جیسے کا تیسا ہوا

مین تو ہون سو جان سے تجھپر مبتلا — دیر ملنے مین نہ کر اتنی بھلا

زلف تھی عارض پہ بکھری اُسپہ دانہ خال کا
کسطرح سے کھینچتا تصویر اُس دلدار کی
فاختہ کا رنگ تجکو دیکھتے ہی اُڑ گیا
عشق کی باتین بہت ہین پر نیا درعشق ہی
بھولتا ہے کب وہ جو دلمین سماتا ہے سخن

اے مرے صیاد تیرا حسن خود صیاد تھا
دیکھ اُسکی شکل کو حیرت زدہ بہزاد تھا
رشک سے قامت کے تیری پا بگل شمشاد تھا
عشق پروانی کا جو کہتے ہین مادرزاد تھا
کان مین میرے جو پہونکا تھا مجھے وہ یاد تھا

راست کہتا ہے یہ شادان کام کی جو بات ہی
جسنے راہ اُسکی بتائی وہ مرا اُستاد تھا

بیگمان برسیگا اب جو ابر سے چھایا ہوا
چاہیے معشوق کو عاشق سے ملنا بیحجاب
جو لکھا ہے لوح پیشانی پہ مٹتا ہی نہین
ہے مثل مشہور یک در گیر و محکم گیر و بس

میہمان جاتا ہے کوئی شام کا آیا ہوا
پاس آتا ہے ہمارے کیون وہ شرمایا ہوا
ہو کے رہتا ہے جو کچھ ہے اُسکا فرمایا ہوا
دربدر پھرتا ہے کیون تو یار گھبرایا ہوا

ساقیا شادان کو دے ساغر مئے پرجوش کا
فرش سبزے کا بچھا ہے ابر ہے آیا ہوا

شب جو وہ دلدار دامن پر مرے لوٹا کیا
پھول کی تھی سیج گلشن پر مرے لوٹا کیا

دلکو سمجھاتے ہین پرجاتے ہین کہتے ہین یہی
اسطرف پھیرا پیار یکا کبھو ہو جائے گا

جب جھکڑا ابرق ساد کھلائیگا تو ہرطرف
شُہرہ تیرے حُسن کا پھر کو بکو ہو جائے گا

جیسے آہن ملتے ہی پارس سی ہو جاوے طلا
تیری صحبت سے مرا دل نیکخو ہو جائے گا

حالِ شادان پر کریگا جب کرم تو لطف سے
اُسکا دل ممنون تیرا مو بمو ہو جائے گا

دل مین جسکے تو سمایا تھا وہ یون آباد تھا
جسطرح گلشن مین تازہ ابر مین شمشاد تھا

ایک تو آنا ترا اور دوسرے دن عید کا
میرے گھر مین ہرطرف شور مبارکباد تھا

دل دیا ایمان دیا اور جان بھی کردی نثار
ہمنے سر آنکھون سے مانا جو ترا ارشاد تھا

جو کہ تھی بنیاد اُسکو چھوڑ کر نادان ہے بنا
جو کہ تجکو دل سے بھولا سخت بے بنیاد تھا

آفرین دلکو کہ جسنے عشق کو سر پر لیا
آئینہ ہرچند نازک تھا مگر فولاد تھا

کوہِ الفت کو جو کاٹے دوسریکا مُنہ کہان
کوہکن کہتی ہے جسکو خلق وہ فرہاد تھا

اُسکی الفت کا بیان کب تجھسے ہوتا ہی ادا
تو نے جو شادان کہا ہے وہ بی بنیاد تھا

جب تلک دلدار تھا بر مین تو دل بھی شاد تھا
سب علائق برطرف تھے قید سے آزاد تھا

آسرا تیرا ہے ہمکو اسے پناہ بیکسان
کون ہے تیرے سوا جانی ہمارا دوسرا

شمع عارض پر تمہاری ہین فدا پروانہ وار
عاشق صادق نہین ہمسا تمہارا دوسرا

کام تیرا کچھ نہین ہے وہ تو خود ہی خوبرو
تو مرے معشوق سا مشاطہ بتلا دوسرا

وحدہٗ کہتے ہین جسکو ہے وہ شادان لاشریک
ایک بتلادے تو ہمکو ڈہونڈ ایسا دوسرا

جو منا کر آج روٹھا میرا دلبر لائے گا
اُسکو بخشونگا جواہر مین کہ گوہر لائے گا

جسطرح ماہی کو لاوے دام دریا سی نکال
ہے یقین قاصد ہمارا کام کچھ کر لائے گا

میرا نامہ جو کبوتر لے گیا ہے اُسطرف
مین ہون کیون مایوس وہ اُسکو مقرر لائے گا

جسکے پینے سے دوبالا نشہ ہووےگا ہمین
آج سُنتے ہین وہ ساقی بھر کے ساغر لائے گا

تلخ اور شیرین سے مجکو کام کیا ہے ہمدمو
جو وہ لائیگا ہمارے حق مین بہتر لائے گا

جسگھڑی شادان سے وہ ہووے مقابل لطف سے
ہے یہی اُمید اُسکی حاجتین بر لائے گا

جسگھڑی پیارا ہمارا دُو بدو ہو جائے گا
ماہ پردے سے نکل کر روبرو ہو جائے گا

بات سچی ہو وہ جو سرسبز ہوتی ہو وہی
کیون نہین کرتا ہے اب تو نام تو ہو جائے گا

اگر روٹھتے تم ہمسے ہمسے نہ سُنا جاتا
بن بوسے ہوے ہمسے ہرگز نہ رہا جاتا

محو ایسے ہوے تھے ہم شب تیری تماشے مین
کچھ پوچھتا گر ہمسے ہمسے نہ کہا جاتا

آجلد کہ اب پیارے ہے وقت تسلی کا
عشاق کا دل تجھ بن ہے یونہی مٹا جاتا

صدمی سے جُدائی کے بیہوش تھا گو شادان
دم بھر جو تم آجاتے وہ آپ مین آجاتا

جسکو ہے اُسکی خبر اُسکو خبر کرنا ہی کیا
لعل جسکو مل گیا اُسکو گہر کرنا ہی کیا

پاس جو اپنی ہووے ڈھونڈیے اُس جنس کو
جو نظر مین ہی اُسے پھر پھر نظر کرنا ہی کیا

خوف کو کر دُور حامی جب کہ ہو ایسا ترا
خضر رہبر ہووے جسکا پھر خطر کرنا ہی کیا

بخت تیرا گرچہ چمکا ہووے لیکن کچھ نہین
بے ہنر مت کہہ کہ ہمکو اب ہنر کرنا ہی کیا

مرد کے سا کہے کا ای شادان بیان یون کیجیے
سُور جو ہووے اُسے رَن مین بسر کرنا ہی کیا

خوش نہین آتا ہے تیری بن تماشا دوسرا
جسطرف دیکھا تجھے دیکھا نہ دیکھا دوسرا

ڈھونڈ کر دیکھا جہان مین لیکی مشعل چوطرف
ایک تو آیا نظر دیکھا نہ پیارا دوسرا

جو کہ مشرک ہو وہ ڈھونڈے اور تجکو چھوڑ کر
کوئی ملتا ہے کہین ڈھونڈیے تجھسا دوسرا

حیران تھا کہ دل میرا کہان جا کے چھپا ہے
جگنو کی طرح یار کی دستار مین چمکا

دلدار ہے ایسا کبھو پنہان کبھو پیدا
جو گھر مین چھپا تھا وہی دربار مین چمکا

لے ہاتھ مین نقدِ دل و جان پہونچے خریدار
یوسف کی طرح یار جو بازار مین چمکا

شادان ترا دلدار وہ آیا ترے گھر مین
اختر کی طرح دیکھہ شبِ تار مین چمکا

ناصح سے کرون کیون کسی تدبیر سے جھگڑا
جب علم نہو وے تو ہو تقریر سے جھگڑا

لکھا ہو جو قسمت کا وہ مٹتا ہے کہین بھی
کرتا ہے میان کوئی بھی تقدیر سے جھگڑا

شمشیر کا وان کام نہین دل مین سمجھ لے
تحریر کی جا چاہیے تحریر سے جھگڑا

کیا کہیے کہ دن رات گزرتی ہے اِسی مین
وحشی کو ترے رہتا ہے زنجیر سے جھگڑا

چھوٹون گا کبھی مین کہ نہین دام سے تیرے
عاشق کو یہ ہے زلفِ گرہ گیر سے جھگڑا

پروانہ نہین سُنتا ہے اسا تکو زنہار
شب شمع کو نت رہتا ہے گلگیر سے جھگڑا

اُفتادہ کوئی ہووے تو کیا ہووے مقابل
ہرگز نہ اچھی کیجیے دلگیر سے جھگڑا

میدان مین مخالف جو کبھو ہووے مقابل
ہووے سپر و ناوک و شمشیر سے جھگڑا

کہتا ہے وہی جو کہ ہے تحقیق یہ شادان
نادان ہے وہ جو کہ کرے پیر سے جھگڑا

بیہوش کیا تو نے دکھا آنکھ کی مستی
اے یار مرے ٹک تو نظر کر تو ادھر بھی
کیا نشہ دیا مجکو کہ سرشار ہون تیرا
قربان دل و جان سے سو بار ہون تیرا

شادان تو اسی سوچ مین رہتا ہے شب و روز
تو بخشے نہ بخشے مین گنہگار ہون تیرا

جو چاہا کیا تو نے جو چاہے سو کریگا
مقدور ہے کسکا ترے فرمان سے پھریگا
کیا نام ہے کیا نام کی تاثیر ہے اللہ
ڈوبے نہ کبھو لے جو ترا نام تریگا
برسا تو مرے یار بچارے ہین ترستے
جنگل جو ہرا ہوگا تو حیوان چریگا
رہتا ہون سدا شام و سحر یاد مین اسکی
ہے مجکو بھروسا کہ مرا اپیسر ہریگا
اسواسطے کہتے ہین توکل کہ اسکا بھروسا
جز اسکی عنایت نہ کوئی کام سریگا

بووےگا جو تخم اسکا ثمر پاویگا شادان
آویگی وہ شے ہاتھہ جو شے ہاتھہ دہریگا

نور اسکا فقط کیا گل و گلزار مین چمکا
انسان کے خال و خط و رخسار مین چمکا
بالا مرے دلدار کا شب زلف سیہ مین
بجلی کی طرح ابر گہربار مین چمکا
ہے اسکی جناب ایسی کہ جو چاہے سو دکھوے
خواہش تھی جو موسی کو تو کہسار مین چمکا

تمنّا یہین سدا رہتا ہے اسکی
کہ شادان کو ملے دیدار تیرا

آنکھون مین ہماری تو نہین کوئی سماتا
جز یار جدھر دیکھتے ہین کچھ نہین بھاتا

دیتا ہے ہمین اپنی عنایت سے جو مانگین
کیون اُس سے نہ مانگین کہ ہمارا ہی وہ داتا

اتنا بھی تغافل تو نکر ہمسے پیارے
ہم چاہتے ہین تجکو بھلا کیون نہین آتا

ہم جاگتے ہین آٹھ پہر گھر مین کب آوے
کچھ اُسکو خبر ہی نہین ہے نیند کا ماتا

قاصد تجھے کہتے ہین مگر تو نہین سُنتا
معشوق ہمارے کو ادھر کیون نہین لاتا

تعریف کسی اور کی ہم کر نہین سکتے
جو اُسکو سُہاتا ہے ہمین ہے وہ سُہاتا

شادان تو یہی سوچکے رکھہ اپنی زبان بند
اُس یار کی جو رمز ہے کوئی نہین پاتا

کیا جنس ہے تو دلسے گرفتار ہون تیرا
آجا تو نظر طالب دیدار ہون تیرا

عارض پہ ترے خط یہ نہین دام ہی دلکا
دیکھی جو تری زلف گرفتار ہون تیرا

مشہور یہ ہے بجتی ہے دو ہاتھ سے تالی
تو یار جو میرا ہے تو مین یار ہون تیرا

پتھر سے مجھے کام نہین مثل برہمن
تو میرا صنم ہے مین پرستار ہون تیرا

مرے گھر مین جو وہ گلفام آیا
وہین دل کو مرے آرام آیا

کہان پاؤنگا مین ایسا خداوند
مرے ہر وقت وہ تو کام آیا

ملونگا تجھسے مین آکر کسیدن
یہی دلدار کا پیغام آیا

غنیمت جانکر آنکھونپہ رکھا
سحر سے تک رہے تھے شام[۱] آیا

جو تھا مین منتظر آنیکا اسکے
صراحی بھرکے لیکر جام آیا

ستائین گے تجھے جسطرح چاہین
یہی کہتا وہ سیم اندام آیا

یہی کہتا ہے شادان اپنے دلسے
مجھے تو ایک اسکا نام آیا

مجھے تو آسرا ہے یار تیرا
بھروسا ہے تو ہے دلدار تیرا

نہین اسمین تکلف راست ہی یہ
کہ مین ہون کون ہے گھر بار تیرا

پڑے رہتے ہین جس در پر ملائک
وہ عالی قدر ہے دربار تیرا

ہزارون کھوج مین ہین اسکی لیکن
نہین کھلتا کہین اسرار تیرا

گواہی آسمان دیتا ہے اسکی
نہین ٹلتا جو ہے اقرار تیرا

نہین بہتر ہے کچھ اس ہی جہانین
نشاط زندگی ہے پیار تیرا

[۱] یعنی شام سحر تو آیا

جدھر دیکھا اُسے اُودھر وہی تھا
برنگِ مہر ومہ گھر گھر وہی تھا

موندی تھی آنکھ جب تک مین نہ پایا
جو دیکھا ڈھونڈ کر در بر وہی تھا

نہ کہیے خضرِ رہ کسطرح اُسکو
کہ رہ گُم کردہ کا رہبر وہی تھا

لڑی موتی کی جون ہووے مسلسل
یہان سے وان تلک یکسر وہی تھا

ہراک جوہر کو کب پہچانتا ہے
جو پرکھا جوہری جوہر وہی تھا

اُسی پر ختم ہے گی دلربائی
جو دل کو لیگیا دلبر وہی تھا

کرے کیونکر نہ شادان شکر اُسکا
کہ ہراک امر مین یاور وہی تھا

نتھا کچھ ہوش محوِ بیخودی تھا
کبھی میرا یہ رنگِ عاشقی تھا

قدامت کو ہماری کر فراموش
ملا اسطرح گویا اجنبی تھا

کھان وہ چھپ رہا بجلی کی صورت
ہمارے روبرو وہ تو ابھی تھا

نہ پوچھی ہمسے کوئی بات دل کی
تماشا بین وہ محوِ آرسی تھا

دیا اُس نے جو بے مانگے ہی شادان
ہماری دل سے رکھتا آگہی تھا

تیرا عاشق تھا کیا گل مثلِ بلبل | گریبان چاک جسکا بے رفو تھا
خیال آیا جو اُسکا خواب مین شب | کُھلی جب آنکھ دیکھا دُو بدُو تھا
مرے دل نے جو کھینچا اُسکا نقشہ | مقابل کرکے دیکھا مو بمو تھا
صنم آیا جو میرے بر مین شب کو | کہون کیا مین وہ کیسا خوبرو تھا
لڑائین تو نے جو پوشیدہ آنکھین | یہی چرچا مہینون کو بکو تھا
نہ رحم آیا کبھی عاشق پہ تجھکو | ترے ملنے کی کرتا آرزو تھا

تری فرقت مین تھا بیتاب شادان
کہ جون سیماب کرتا جستجو تھا

پلک کے مارتے دو جگ بنایا | نہ دیکھا کوئی وہ جلوہ دکھایا
ہوئے بیچین ایسے اُڑ گئی نیند | فسانہ عشق کا جِسدم سُنایا
بنا کر تیری یہ صورت خدا نے | تماشا اپنی قدرت کا دکھایا
کٹے کیونکر ترے بن رَین پیارے | ترستے ہین ترس تجھکو نہ آیا
نشان کیا پوچھتے ہو بے نشان کا | اگر دیکھو تو ہر گھٹ مین سمایا
ہے جون خورشید کا پرتو جہان پر | رہے شادان کے سر پر اُسکا سایا

نشان میرا جو مجھسے پوچھتا ہے
ہلالِ عید سا نکلا جو باہر
سحر اور شام کی ہرگز نہ تھی قید

مین کب اوجھل تری نظرون سے یان تھا
تجھی کو دیکھتا سارا جہان تھا
ترا ہی نام یان وردِ زبان تھا

خدا جانے کہ بہکایا ہے کس نے
وہ بُت شادان پہ آگے مہربان تھا

ہوا ہے حُسن اُسکا آشکارا
پھنسا ہے دام مین تارِ نظر کے
نتھا کچھ فرق شب کو چاندنی مین
مین پھیرا کر رہا ہون تیرے در پر
رقیب اکبار جلجاتے ہین سالے
رہین کیونکر نہ تیرے آستانے پر

جدھر دیکھو اُسی کا ہے پکارا
کرے ہے کیون تو رَم مثلِ چکارا
اندھیرے مین جو آیا ماہ پارا
خدا کے واسطے آجا دو بارا
مجھے جب پیار کرتا ہے وہ پیارا
ترے بن کون ہے یارب ہمارا

رہے پانی سے زندہ جیسے ماہی
سدا شادان کو ہے تیرا سہارا

جدھر دیکھا مری نظرون مین تو تھا
مثالِ آئنہ خود روبرو تھا

تجھے جو جانا تھا سو نجانا — یہ دل میرا رہا یونہی دوانا

اُسیکو ہم تو عاقل جانتے ہین — جو پہچانے تجھے وہ ہے سیانا

یہی جتنے ہین عاقل کہہ گئے ہین — نرہ بیگانہ اُس سے رہ یگانا

لکھا ہے دلپہ میرے نقش تیرا — تری صورت پہ ہون کب سے دوانا

نکل سکتا ہے کب دل اُس سے اپنا — کہ تیرا خال وخط ہے دام و دانا

تھکا سمجھا کے اُسکو کر نصیحت — مرے دل نے مرا کہنا نہ مانا

پڑے ہے جب وہ پڑتے دل پر ہمارے — یہی تیر نظر کا ہے نشانا

ترے جو عشق مین نت چُور ہون مین — کہی مین نے غزل یہ عاشقانا

شمار اسمین کہان شادان کا ہیگا
ثنا خوان ہے ترا سارا زمانا

یقین وہ ہو گیا جو کچھ گمان تھا — جو پہچانا تھا ہمنے سو عیان تھا

چھپاؤن تجھسے کیا اے میرے صاحب — مرا احوال کب تجھسے نہان تھا

پسند آئی ہماری خاکساری — دیا رتبہ یہہ جسنے قدردان تھا

ملا مطلق نہ تیرا کھوج ہمکو — رہے ہم ڈہونڈتے ہی تو کہان تھا

گنہ مین چور اور مجرم ہون تیرا
بنیر[۱] اکب سوا تیرے ہے میرا

گرہ جون غنچہ کھل جاتی ہے دلکی
ترے کوچے مین جب ہوتا ہے پھیرا

اُسی دنکو سمجھ تو نیک دن ہے
جو اُسکی یاد مین ہووے سویرا

نظر مین جو ہماری کھب رہا ہے
ہمارے دلمین ہے اُسکا بسیرا

پڑی ہے کسطرح کی بھول دیکھو
ہے دل مین ڈھونڈتے ہین جسکا ڈیرا

وہ آہو چشم پھندے مین نہ آیا
اُسے سو سو طرح سے جا کے گھیرا

کرین اُسکا کہان تک شکر شادان
دیا اُسنے جو ہے ہمکو گھنیرا

وہی ہے ایک ہر ہر گھٹ مین بستا
بتایا پیر نے سیدہا ہے رستا

مین جاؤن یار کے ملنے کو کیونکر
جدھر دیکھو اُدھر ہے مینہ برستا

نہین کچھ دام کا وان کام یارو
محبت کا بھی کیا سودا ہے سستا

صنم کی زلف کے پیچون مین آکر
پھنسا ہووے جو دل کب ہے اُکستا

دکھا دیدار شادان کو شتابی
وہ تیرے دیکھنے کو ہے ترستا

[۱] بنیر بمعنی بناؤ بھاکا زبان ہے ۱۲

یہی کہتا ہے دلتنگی سے عاشق | کہ یہ غنچہ صبا تجھسے کھلے گا
وو چندان روشنی ہو ویگی حاصل | جو آنکھین اُس کفِ پا سے ملے گا
تو حاکم ہیگا ایسا میرے صاحب | ترے کب حکم بن پتّا ہلے گا
نہین موقوف کچھ مادر پدر پر | ترے ہی فضل سے بچہ پلے گا

کھڑا ہے کب سے اُسکے در پہ شادان
بھلا اِسکا وہ مجرا کیا نہ لے گا

وہی ہے ایک ہر گھٹ مین سمایا | مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا
نہین ہے آسرا بن تیرے اُسکو | کرم کر اپنے بندے پر خدایا
نہین لازم ہے اتنی دیر اُسکو | کھڑا ہون منتظر اب تک نہ آیا
ہمارا یار روٹھا تھا جو ہمسے | ارے قاصد تو سمجھا کر نہ لایا
اُسے بازیچۂ طفلان نہ سمجھو | کھلاڑی کھیل جو کچھ ہی کھلایا
اُٹھایا آنکھ سے پردہ ہماری | جمال اپنا پیارے نے دکھایا

یہی کہتا ہے شادان سوچ دلمین
ہمین کیون یاد سے اپنی بھلایا

جو پہنا کان مین اُس مہ نے بالا
ہوئی ہے حُسن کی زینت دوبالا

بندھا رہتا ہے تیرا دہیان مجکو
لیا ہے اسلیے بھجنے کو مالا

مُوحد نے جو کی تحقیقِ وحدت
دُوئی کے حرف کو دل سے نکالا

ہر شام آج کیون بنتی ہین زلفین
نظر کچھ دال مین آتا ہے کالا

سبب یہ ہے ہوئی پہچان تیری
جو دیوانے نے اپنی کو سنبھالا

ترا بندہ جو کہلاتا ہے شادان
نظر رکھ اُسپہ اے باری تعالی

ترے ہی حُسن کا رہتا ہے چرچا
کسی ڈہب سے تو میرے دلکو پرچا

کُھلیگا اُس سے سب احوال میرا
جو لکھ بہیجا ہے مین نے تمکو پرچا

ٹھکانا دوسرا ایسا کہان ہے
کہان جاؤن کہ دل ہے تجھسے پرچا

یہی تھا مدعا شادان کے دلکا
کہ تیرے واسطے جو کچھ تھا خرچا

تکبر چھوڑ جو اُس سے ملے گا
اُسی ساعت ترا ملنا پھلے گا

نہ بھٹکے گا نہ بھولے گا وہ رستہ
براہِ راست جو کوئی چلے گا

ترے درشن کا رہتا ہون مین پیاسا
نکر اس آس سے مجکو نراسا

کسیدن وصل کا اقرار کرکے
تجھے لازم ہے عاشق کا دلاسا

کشش کرنا نہین لازم ہے اُس سے
کہ میرا دل ہے لے پیارے ذرا سا

دوئی نظرون سے میری اُٹھ گئی ہے
نظر آیا نہ کوئی آپ کا سا

صنم سے اپنے یون مخلوط رہیے
گھُلے جسطرح پانی مین بتاسا

نہین بھولا سماتا ہیگا شادان
جب اُسکی جیت کا پڑتا ہے پاسا

حدیثِ عشق کو مین یون سُنا تھا
یہ سب کہتے تھے بنی تھی اور بنا تھا

نہ کیون آرام پاتا اِس مین آکر
مکان اُس شوخ کا دل مین بنا تھا

بروزِ عید ہم جو چاہتے تھے
ملا آکر جو اپنا آشنا تھا

غضب ہے آج پھر رُوٹھا ہوا ہے
جو ہمسے روٹھ کر سبکو منا تھا

حنا بندی کی تھی کیا رات شادان
جو اُسکے ہاتھ پر رنگِ حنا تھا

ہمارا یار ہے سب سے نرالا
اُسی کا سارے جگ مین ہے اُجالا

صفائی دیکھ اُسکی چاندنی مین
یہ شادان شادمہ یار یسے ہیگا

مین اُس محبوب ساجگ مین ندیکھا
لکھا جو یار نے اپنے قلم سے
ثمر پاوے وہی جو تخم بووے

کیا سنو سنو طرح گرچہ پر یکھا
نہین مٹتی ہے پیشانی کی ریکھا
مزہ تجکو اگر کچھ ہے تو دے کھا

نہین کہنے مین آتی اُسکی قدرت
نکر اسبات کا شادان تو لیکھا

دکھایا اُس نے قدرت کا تماشا
ہزارون پھول سب کے رنگ الگ ہین
اگر چشم بصیرت کھولدے سجے
مزہ آرام کا جانے گرفتار
اُلجھنا اور سُلجھنا دونون مشکل

میان ٹک دیکھ صنعت کا تماشا
ندیکھا ایسی لذت کا تماشا
تو ہے کثرت مین وحدت کا تماشا
غریبون کو ہے دولت کا تماشا
ہے عاشق کو محبت کا تماشا

ارے شادان تجھے گر شوق ہو دیکھ
مرقع مین ہے صورت کا تماشا

تجھے دیکھا ہے جبدن سے پیاری / نہین ہے چین تو آجا دوبارا

نکر تو اپنے دامن سے مجھے دور / سوا تیرے نہین مجکو سہارا

تری باتین مجھے بھاتی ہین پیاری / نہین تجھہ بن ہمین اب کچھ گوارا

چھپایا عشق اپنا ہمنے ہر چند / ہوا رازِ نہانی آشکارا

کریگا گر نہ تو اُسکی تسلی / کریگا کیا ہمارا دل بچارا[١]

معطر ہے دماغ اُس سے ہر اک کا / کھلا ہے بوستان مین گُل ہزارا

نہین ہے انتہا قدرت کی شادان

جدہر مین دیکھتا ہون ہے نظارا

مجھے تو کام اُس پیار یسے ہیگا / نہ شیرین سے نہ کچھ کھاریسے ہیگا

چمکتا ہے نظر بھر کر جو دیکھو / فلک روشن اُسی تاریسے ہیگا

نہین پھرتی جہان معشوق دیکھا / نظر کو کام نظّارے سے ہیگا

میان اک دیکے دس ملتے ہین اُس سے / یہ سودا مول لے وار یسے[٢] ہیگا

لڑکپن مین کوئی لڑکے سے پوچھے / اُسے آرام گہوارے سے ہیگا

اُسی سے تار نظر و نکا بندھا ہے / نہین کچھ کام ہرکارے سے ہیگا

[١] بیچارہ کی جگہ اُسوقت بچارہ بھی کہتے تھے ١٢

[٢] وارے سے یعنی کفایت سے بہاکا زبان ہے ١٢

دلیل اسباب کی شاداں مراخطِ غلامی ہے
سوا اِس بندۂ عاجز کے ہی وہ آشنا کسکا

ملیگا کب سہ کامل ہمارا — کہ اُس سے لگ رہا ہی دل ہمارا
نہ اِس دنیا کو غفلت سے گزارو — یہ ہمسے کہہ رہا ہے دل ہمارا
جو کچھہ دیوین تو تیرا نام لیکر — اسی سودے مین ہی حاصل ہمارا
نہ اس دریا کا کوئی انت پایا — توہی تو ایک ہے ساحل ہمارا
گناہون کی نہین ہے انتہا کچھہ — بھرا ہے بار سے محمل ہمارا
نثار اُسپر جو ہم ہین جان و دل سی — ہمارا یار ہے مائل ہمارا

بتا وے کیون نہ ہمکو راہ شاداں
یہی ہے رہبرِ منزل ہمارا

کبھو تو اسطرف دیکھے گا پیارا — کریگا پار بیڑا بھی ہمارا
اُسی کو سبھ گھڑی ہم تو کہینگے — ملوگی جس گھڑی ہمسے خدارا
تمنا ہے یہی دل مین ہمارے — نظر آجائے ٹک مکھڑا تمھارا
تڑپتا ہون پڑا مانندِ سیماب — ہوا جب سے ترا مجکو اشارا

مری آنکھون مین پھرتا ہے مثالِ مردمک پیارا
چمکتا ہو فلک پر ابر کے پردے مین جون تارا

زمین و آسمان وسعت سے اُسکی تنگ ہوتی ہین
ثنا و حمد کرنے کا بھلا مجھ مین کہان یارا

ہزارون نعمتین قربان کیجے ایسی نعمت پر
تری لذت نہین دیتا ہے کیا میٹھا ہو کیا کھارا

بجا لانی بندگی کی راہ جسنے اور عبادت کی
کہے کیا حال اپنا تیرے آگے شرم کا مارا

تمہارا لطف انکو راہبر ہووے مریضا جب
ستاتا ہے ہمین تو ہر گھڑی یہ نفسِ امّارا

خدائی اُسکی ہے جو پرورش کرتا ہے ایسونکو
جو ڈھونڈا مین نے عالم مین نپایا خودستا ناکارا

بیان قدرت کا کیا کیجے بیان سے ہی فزون شادان
بنائے اُسنے اک پل مین بہت قیصر بہت دارا

بھروسا ہے ترا ہی اور ہے تیرے سوا کسکا
نہ دیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کسکا

مہ و خورشید کہلاتے ہین دو دربان ترے در کے
جو تیرا حسن ہے پیارے وہ دیکھا اور سنا کسکا

لکھا بھی میٹ سکتا ہے کوئی تقدیر کا یارو
جو ہی قسمت مین ہوتا ہے بھلا کیجے گلا کسکا

کہینگے اُسکو سودائی جو بن اُسکے کرے سودا
نہو جو مبتلا اُسکا تو پھر ہو مبتلا کسکا

جو ہے اُس شوخ مین شوخی نہین دیکھی سنی ہمنے
اُسے کہتے ہین بہتیرا وہ مانے ہی کہا کسکا

تجھے شک ہے اگر اس بات کا تو پوچھ لے اُس سے
نہین ہی دلربا میرا تو پھر ہے دلربا کسکا

کرے کیونکر نہ حمد اُسکی عیاں جسپر حقیقت ہو
جو دیکھے آئنہ طوطی وہین گفتار ہو پیدا

ارے شادان خدا کی یاد سے غفلت تجھے کبتک
جو چونکے خواب سے تب دیدۂ بیدار ہو پیدا

بھرا گُل سے مہکتا ہر طرف صحنِ چمن دیکھا
حقیقت کھُلگئی ہمپر وہ رنگِ انجمن دیکھا

بدن کی تیرے کیا تاثیر ہے کیا گلبدن کہیے
معطر ہو گیا مین جب سے تیرا پیرہن دیکھا

کری ہے گلکو بلبل دیکھکر گو چہچہے ہردم
ہوا بیہوش لیکن جب سے تجھے اے گلبدن دیکھا

گریبان چاک کر ڈالا گُلون نے اپنا غیرت سے
ہوا دلتنگ غنچہ جب سے تجھے غنچہ دہن دیکھا

زمین مین گڑ گیا حیرت سے وہ غیرت زدہ ہوکر
خرامان جب خیابان مین تجھے سروِ چمن دیکھا [١]

ندیکھا فرق کچھ مین نے مثالِ پرتوِ خورشید [٢]
ترا جو نور یا ان دیکھا سو وہ ہی درمین دیکھا

سراپا تیرا ہے اے بحرِ خوبی نور مین ڈوبا
ہوا قربان دل و جان سے تجھے جب جانِ من دیکھا

ہوا یہ حال آنکھونکا کہ جون بجلی چمک جائے
چمکتا تیرے بازو پر جو مین نے نورتن دیکھا

بتا تو اے دوانے تجھسے پتھر کیا وہ افضل ہے
تجھے بتخانے مین بت پوجتے ای برہمن دیکھا

بھٹکنے سے ہے کیا حاصل جو گھر بیٹھے وہ ملجائے
جو کچھ غربت مین دیکھا تو نے مین نے در وطن دیکھا

سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہے مرتبہ جس سے
مزہ جو کچھ تھا ای شادان وہ مین نے در سخن دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیفِ الف

مثالِ ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا

اگر غواص ساحل پر رہے تو ہاتھ کیا آئے
ہزارون کھائے غوطے جب دُرِ شہوار ہو پیدا

بغیر از فکر ہاتھ آئے نہ ہرگز معنیِ رنگین
بہت محنت مشقت سے گُلِ بیخار ہو پیدا

نظر آوے نہ اعمیٰ کو اگرچہ روبرو ہووے
کھُلے جب آنکھ دل کی تب جمالِ یار ہو پیدا

صنم کے عشق مین پابند ہونے کا مزہ جب ہے
برہمن کے گلے مین خود بخود زُنّار ہو پیدا

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحراً

الحمد للہ والمنۃ کہ این یوسف مصر معانی شاہد رعنای سخندانی نگارستان
صور خیال بہارستان سحر حلال نسخۂ فصاحت عنوان صحیفۂ بلاغت نشان یعنی

دیوان شادان

نتیجۂ افکار گہر بار عالیجناب معلی القاب راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل
بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ المتخلص بہ شادان مرحوم

در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

مالک ہی ہمارا تیری جیسی مرضی
شطرنج مین جیسے ہووے فرزین مُہرہ

لکھتے ہین ہم اُسکو اپنی یہی عرضی
یون چاہیے بندہ اُس سی ہو مسترضی

بالخَیر تَمّت

تاریخ ترتیبِ دیوانِ اولِ شادان از مرزا عابد علی بیگ خان متخلص بہ ظہور

مہاراج شادان وزیرِ دکن
کہ مرجع ہے عالم کی اُمید کا

ظہور اُسکا ایسا ہے آفاق مین
کہ جون نور ہو ماہ و خورشید کا

بدیہہ جو دیوان اُسنے کہا
سبب ہے یہ خالق کی تائید کا

ہر اک شعر پُر کیفیت اُسکا ہے
نمونہ خطِ جامِ جمشید کا

حقائق معارف کہین اُسمین ہین
کہین ذکر ہے شغل اور دید کا

سمجھنے کا تاریخ دیوان کے جب
ارادہ ہوا اہلِ فہمید کا

کہا مین نے رُوے ہدایت سی تب
یہ دیوان دفتر ہے توحید کا

۱۲۳۹ھ

چپ رہتے ہین دیکھہ اُسکی قدرت شادان
آئینہ مثال غرقِ حیرت ہین ہم

رباعی

جب بادِ صبا اُسکی خبر لائیگی
اُس وقت مرادِ دل کی بر آئیگی
دلتنگ نہو برنگِ غنچہ شادان
گلچھڑ جو پڑی کبھو تو کھل جائیگی

رباعی

آزاد نہو وے جو وہ کب بیٹھہ سکے
پابند نہو کسیکا تب بیٹھہ سکے
ہی بزم حبیب ادب کی جا ای شادان
کیا منہ ہے یہان جو بی ادب بیٹھہ سکے

رباعی

ہر شام و سحر خدا خدا کہتا ہون
طوطی کی صفت یہی سدا کہتا ہون
ہی سب مین وہی نہین ہی ظاہر شادان
جو بات چھپی ہے برملا کہتا ہون

رباعی

کب اُسکو کسی نے روبرو دیکھا تھا
مشکل ہے کہی جو دُو بدُو دیکھا تھا
شادان تو جسے ڈھونڈی تھا سو آگی ملا
حاصل وہ ہوا جو نہ کبھو دیکھا تھا

رباعی

رباعی

کب اُسنے ہماری حق مین رحمت کم کی — اُسکے ہی سبب سے اپنی رتی چمکی
شکرانہ لطف اُسکا ادا کر شادان — ہے آس ہمین اُسی سے ہر اکدم کی

رباعی

جب کان مین اُس یار نے ڈالا بالا — دل ہاتھ سے لیگیا وہ بالا بالا
ہر چند کہ ہے وصل کا طالب شادان — کرتا ہے مگر وہ شوخ ٹالا بالا

رباعی

سو طرح سے اُسکو مین ملا کر دیکھا — دیکھا اور خوب جی لگا کر دیکھا
غفلت مین پڑا تھا مست شادان لیکن — دیکھا تجکو جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا

رباعی

جب سے کہ کیا ہے ہمنے اُسکو اپنا — پڑتا ہی ہمین بغیر اُسکے سپنا
یون چاہیے تجکو بھول مت اے شادان — دنرات اُسیکا نام دل سے جپنا

رباعی

قادر ہے ہمارا اُسکی قدرت ہین ہم — خالق ہی وہی اور اُسکی خلقت ہین ہم

سن ذکر ترا سب کے بھر آتے ہین نین — امت کو کہان بغیر تیرے ہی چین

ہر بزم مین ہوتی ہے شہادت مذکور — ماتم ہے ترا جہان مین ہیہات حسین

رباعی

جیسا ہے وہ یار یار ہونا معلوم — وہ جسکو ملا پھر اُسے کھونا معلوم

کہتا ہی یہ شادان کہ ہر اک کُلفت سے — دل اپنا دھو کہ پھر یہ دُہونا معلوم

رباعی

جو ورد کرے دلسے سدا بسم اللہ — گر ہووے گدا تو کہہ اُسی شاہنشاہ

یاد اپنی کبھی باقی نہین رہتی شادان — کب بھولتا ہی اُسکو جو ہووے آگاہ

رباعی

چاہے ہی ہمین وہ بیقراری کے سبب — سمجھے ہے وہ یار اپنا یاری کے سبب

کہتا ہے مجھے نہ بھول شادان اکدم — یہ بات کہی ہے دوستداری کے سبب

رباعی

ہمکو تو تمہارے یار سے ہے لہنا — یہہ راز ہمارا مت کسی سے کہنا

کہلاتے ہین ہم اُسکے کسی سی کیا کام — جو کچھ وہ کرے ہمین ہی لازم سہنا

عینک ہے وہی پیر جسے کہتے ہین
مقصود کی شکل اُسنے ہی دکھلائی ہے

رباعی

آئی ہے بہار دیکھہ محفل کا طور
ہم ہین تم ہو چلے ہے ساغر کا دَور
کرتی ہو ہماری بسکہ خاطرداری
کرتے ہی خیال آنکھہ مین آئی فی الفور

رباعی

ہر صبح دلا جو نامِ حق پڑہتا ہون
بھولا ہوا اُسکا ہی سبق پڑہتا ہون
ہے وصف اُسی کا اس صحیفے مین رقم
ہے ذکر اُسی کا جو ورق پڑہتا ہون

رباعی

مت کہہ تو کسی سے رازِ حق رہ خاموش
دریا کی مثال ہے اگر دل مین جوش
مت چھوڑ طریقۂ شریعت شادان
اسرارِ حقیقی کا یہی ہے سرپوش

رباعی

کہتے ہین جو لوگ تجھسے پانی پانی
دے جلد دمِ تشنہ دہانی پانی
مقدور کسے جو بھید تیرا پاوے
مشکل ہے یہ بات تیری جانی پانی

رباعی

رباعی

صاحب وہ مرا ہی مین ہون اُسکا بندہ
ہے نام اُسی کا لوحِ دل پر کندہ
مت بھول تو اُسکا نام اکرم شادان
رکھ اُس سے ہمیشہ اپنا یہی دہندہ

رباعی

ہے شوخ وہ یار اس سے ڈرتی رہیے
اسواسطے اُسکا ذکر کرتے رہیے
شادان اب شاد ہوکے اپنے دل سے
ہر آن مین دم اُسی کا بھرتے رہیے

رباعی

سمجھا نہین تو کہ ہے ہدایت کسکی
لے پاؤن سے سرتک ہی عنایت کسکی
کیا بھول پڑی تجھکو ہوا کیون مدہوش
ہے تو ہی گنہگار شکایت کسکی

رباعی

اے دل یہ جان لے کہ ہم مین کچھ ہے
بیکار نہین یہ دم کہ دم مین کچھ ہے
آواز اُسی یار کی سُن آتی ہے
خالی ہی نہین ہے زیر و بم مین کچھ ہے

رباعی

عینک سے دو چند آنکھ کی بینائی ہی
اسواسطے دل پیر کا شیدائی ہی

آئی ہے بصد نشاط یہ عید سعید — دیتی ہے تجھے خوشی سی ہر طور نوید

ملتا ہے صنم گلے سے تیرے شادان — ہے عید وہی کہ جب بر آئے امید

رباعی

جو جرم کیا ہمنے سو کر اب کے معاف — گو ہم سے ہوا ہے تیری فرمانکی خلاف

ہے تجکو سزاوار سراسر بخشش — کسکا ہے یہ منہ جو تجھسے چاہے انصاف

رباعی

چلتا نہین دنیا مین جو ہو زر کھوٹا — انسان نہین وہ جو ہووے تل بھر کھوٹا

ہے بات بھلی سبھی سے سچی شادان — خالص جو ہو زر تو ہووے کیونکر کھوٹا

رباعی

جب سے کہ بنی تجھ سے کسی سے نہ بنی — اوروں کی تو کیا کہیے کہ جی سی نہ بنی

جب سے تجھے دیکھا ہے نہین کچھ بھاتا — اے یار مری ابتو سبھی سی نہ بنی

رباعی

سمرن تری یاد کی پروتے گزری — جی مین جو کدورت تھی سو دھوتے گزری

من مین جو بسے کہتی ہین سینے مین دسے — اپنی اسی امید مین سوتے گزری

رُو ہمکو نہین جو عفو چاہین تجھسے ۔ ہر طور سے گو کیا پر کھا ہے ہمنے

ربا عی

لی جب سے ترے نام کی مالا ہمنے ۔ جو دل مین بُرا تھا سب نکالا ہمنے
اب کیون نہ کرے تو دستگیری اپنی ۔ سُمرن کو تری ہاتھہ مین ڈالا ہمنے

ربا عی

کوچے مین جو میرے تیرا پھیرا نہوا ۔ آنکہون مین جہان کب اندھیرا نہوا
مین ہونگا ترا ہی تو نہ کہیو ہر گز ۔ یہ بات کبھو کہ کوئی میرا نہوا

ربا عی

سو طرح سے کر کے جبہہ سائی دیکھی ۔ بخشا جو گناہ کبریائی دیکھی
دیکھا نہ کبھو بغیر حق کی شادان ۔ آنکہین جو ہوئین تری خدائی دیکھی

ربا عی

ہیطرح تمہاری ہینگی پیاری باتین ۔ یاد آئین نہ کسطرح تمہاری باتین
شادان سُن سُن کے کیون نہو دل سے شاد ۔ ہین سلکِ گہر تمہاری ساری باتین

ربا عی

کب ہیگا تجھ سے یار باہر
ڈہونڈے ہے عبث تو اید ہر اودہر

آنکھون مین بھرا ہے وہ سراسر
خورشید کا نور جیسے گھر گھر

کہتے ہین تجھے اگر اثر ہے

ہشیار ہو اب نرہ تو غافل
تب تجکو کہینگے لوگ عاقل

سُنلے تو ہماری بات جاہل
اتنا بھی نہو تو اِسپہ مائل

دنیا کی بہار جُون شرر ہے

اللہ رے اُس کی کبریائی
بندے کو نہین وہان رسائی

شادان یہ خدا کی ہے خدائی
کرتا ہے وہ سب ہے جو بھلائی

حمد اُسکی نہ طاقتِ بشر ہے

رباعیات

اے یار تجھے جو خوب دیکھا ہمنے
بھر پایا تمام سُود لیکھا ہمنے

اس سے بھی زیادہ اور ہوتا ہی کچھ
سو سوڈہب سے کیا پرکھا ہمنے

رباعی

جو ہمسے ہوا کیا جو لیکھا ہمنے
جز جرم وگناہ کچھ نہ دیکھا ہمنے

مخمس

معشوق پر اپنے نت نظر ہے　　ایدہر اودہر کی کب خبر ہے
در اُسکا ہے اور اِسکا سر ہے　　پھرتا جو نہین وہ دربدر ہے
عاشق کا یہ حُسن سر بسر ہے

معشوق کی اپنے جستجو کر　　دن رات اُسی کی گفتگو کر
ملنے کی ہمیشہ آرزو کر　　تو سامنے اُسکے اپنا رُو کر
آنکھون مین جو تیری جلوہ گر ہے

سوداگر سے کُھلا ہے بازار　　ہو جائیگا وہ کبھو خریدار
بیکار نہ رہیو رہیو باکار　　لے نام تو اُس کا ہے جو دلدار
دنیا کا بھلا یہی ثمر ہے

غنچہ جو بہار مین ہوا گُل　　آشفتہ ہوئی اُسی پہ بلبل
ہر شاخ پہ پیچ کھایا سنبل　　کیون کرتا ہے دیکھ کر تغافل
جو دیکھے نہ اُسکو بے بصر ہے

ہے دعا مجھ سے یہی اور سبھون سے آمین
جلد برلاے خدا ہووین جو تیرے آمال

قطعۂ تاریخ تہنیتِ سالگرہِ مبارک حضرتِ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ

دی صبا نے نویدِ سال گرہ
ہے مرے شہ کی عیدِ سال گرہ

درِ شادی و عیش و عشرت کو
کھولتی ہے کلیدِ سال گرہ

رہے شاہِ دکن ہزارون سال
ہے یہ گفت و شنیدِ سال گرہ

ہووینگے سرفراز خلعت سے
خلق کو ہے امیدِ سال گرہ

سالِ تاریخ چاہے گر شادان
کہہ یہ روزِ سعیدِ سال گرہ

لیکے آئی نویدِ بہجت کی
ہے صبا جو بریدِ سال گرہ

سنہ ۱۲۴۰ ہجری

بیشۂ شیر مین آہو نہ کرے کیون آرام ‏ ‏ گرگ کس طرح نہ لے بچۂ بزگو دمین پال

شحنۂ عدل نے تجھ بادشہِ عادل کے ‏ ‏ ظلم کے حرف دیے صفحۂ دنیا سے نکال

پاسبانی یہی کرتا ہے ہوا پر شاہین ‏ ‏ باز تا سر پہ نہ کنجشک کے مارے چنگال

دہوم ہے تیری سخاوت کی جہان مین ایسی ‏ ‏ بے نوا جتنے تھے دنیا مین وہ ہین صاحبِ مال

پیشتر مانگنے کے دیوے ہی ہر اک کی مراد ‏ ‏ رد نہین تو نے کیا جسنے کیا تجھ سے سوال

اور بخشش کا بھلا تیری بیان کیا کیجے ‏ ‏ نام کو تیری ریاست مین نہین ہے کنگال

بادپا تیری سواری کا وہ ہے باد سے تند ‏ ‏ باد رہتی ہے عقب جس سے رہِ یک دو سال

دیجیے اُسکو بھلا کیونکہ ہوا سے تشبیہ ‏ ‏ ہے یہ وہ تیز کہ پہونچے نہ صبا کا بھی خیال

جب چمکتا ہے وہ تب برق تڑپ جاتی ہے ‏ ‏ دیسکے ساتھ یہ ہے برقِ درخشان کو محال

فیل کی تیرے بیان کیجیے کیا شان و شکوہ ‏ ‏ بھول جاتا ہے جسے دیکھہ فلک اپنی چال

کوہ پیکر اُسے کہیے تو نہین دیتا زیب ‏ ‏ کر سکے اُسکی جو تعریف یہ ہے کسکی مجال

جیسے پشّے کو کوئی ہاتھ مین لے مل ڈالی ‏ ‏ زیر پا اُسکے رہے یون ہر دشمن پامال

مدح مین تیری ضیا دان کی دعا ہو مقبول ‏ ‏ ایسے ممدوح کو رکھہ شاد الٰہی ہر حال

جب تلک دَورِ فلک مین ہین مہ و مہر نمود ‏ ‏ یارب اس شاہ کی دولت کو کبھو ہو نہ زوال

شمعِ رخسار پر اُسکی ہے پری پروانہ
جسنے دیکھا اُسے سو بول اُٹھا واہ جمال

ہے جوان ایسا کہ اب جسکا نہین ہے ثانی
ہوتے ہین زُہرہ جبین دیکھ سپند اُسکا خال

سُنتے ہی دل مین یہ آیا کہ وہ مطلع کہیے
جسکے لفظون مین نظر آئین سبھی اُسکی کمال

مطلع

اے خداوند رہے تجھ پہ خدا کا افضال
ذات تیری ہے اب ایسی کہ نہین جسکی مثال

تیری تصویر ہے یوسف سے نہایت بہتر
آئنہ دیکھ کے حیران ہے تیری تمثال

نادر اخلاق مین ہے اور ملک سیرت ہی
ایسا پیدا نہ ہوا کوئی بشر نیک خصال

اِسلیے وقت تکلم کے تو حق کہتا ہے
ہے محقق بحقیقت کہ ہی تو صاحبِ حال

علم ایسا نہین کوئی کہ نہو تجھکو خبر
ہے کمالات مین کامل کہون کیا تیری کمال

بزم مین ایسا ہے تو جیسے کنھیا اے شاہ
رزم مین ہیگی نہ زنہار کوئی تیری مثال

خوف سے تیرے ہے دی پھینک سبھون نے تلوار
ڈالدی رستم و سہراب نے دہشت سے ڈھال

جبکہ میدان مین آتا ہے تو لیکر نیزہ
کرتی ہے فتح و ظفر رزم کے وقت استقبال

ایک کے دو کرے اور دو کے کرے دم مین چار
تو اگر میان سے شمشیر دو دم لیوے نکال

سینۂ کوہ مین تو جبکہ لگاتا ہے تیر
صاف اسطرح نکلتا ہی کہ مسکے سے بال

چوٹی ہر کوہ کی ہے زلفِ صنم سے بہتر — کُچ سے خوش رنگ ہین اب سینۂ صحرا پہ جبال

شاخ انگور کے دانون سے بھری ہی ایسی — سلکِ گوہر نہو سرسبز تو کیا دیجے مثال

آبجو ایک طرف پھول مہکتے اک سو — حُسن مین لعل سی خوش رنگ ہی جو پھول ہی لال

جب بسنت آئے شہِ گل یہ اُڑاتا ہے ابیر — جیسے ہولی مین کنھیا نے اُڑایا ہو گلال

چشم حیرت زدہ ہے دیکھ گلِ نرگس کو — بسکہ ہی راتدن آنکھون کو بندھا اُسکا خیال

نکہتِ گُل کہون یا لذتِ اثمارِ شجر — تر زبان ہووے حلاوت سے کہے گر احوال

رشکِ گلزارِ ارم کہیے کہ فردوسِ برین — بارِ میوہ سے پڑے لُوٹتے ہین ساری نہال

تاب لاتا نہین از فرطِ نزاکت ہرگز — برگ سے شبنم کو جھٹک دیتا ہی جیسے رومال

دیکھا جس شخص نے آنکھون مین طراوت آئی — نامیہ نے یہ نکالے ہین زمین سی پر و بال

کس لیے اب کے بہار آئی بصد رنگینی — مین نے گلشن کے یہ طوطی سی کیا بڑھکی سوال

بولا طوطی کہ نہین جانتا کیا تو یہ بات — کہ بہار آئی ہے اُس شاہ کی دور پہ اِس سال

نام جسکا کہ ہے مشہور شہ اسکندر — ہے جہان اُسکی ہی خوبی سے ہوا مالا مال

جسکی دہشت سے ہوا شیر کا زہرہ پانی — شرق سے غرب تلک جسکا ہی یہ جاہ و جلال

کوس کرتا ہے نفیری ہی بجے ہے ڈنکا — مہر و مہ کی درِ دولت پہ لگی ہے گھڑیال

قصیدہ در مدحِ نوابِ مستطاب معلی القاب فلک جناب خورشید اشتہار رکن السلطنتہ بادشاہِ سلیمان اقتدار یارِ وفادار سکندر جاہ نواب میر اکبر علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ مظفر الممالک ارسطوے زمان رستمِ دوران سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

صبح بیدار ہوا مین تو یہ بولا اقبال — آیا ہون رہنے کو مین تیرے ہی در پر فی الحال

دیکھ ہر سمت کو تو کیا ہی سمان ہیگا بندھا — ہیگا ہر ایک بشر حال مین اپنے خوشحال

نغمۂ چنگ و رباب آئے ہے کانو مین صدا — کیا ہی ہیگی یہ خوشی دہر ہے اب مالا مال

چمنستان مین کھلے گُل ہین عجائب خوشرنگ — کیا بہار آئی ہے سو رنگ سے خوش ابکی سال

فرش سبزیکا گلستان مین بچھا ہے ایسا — مخملِ سبز ہوئی سامنے جسکے پامال

لہرین لیتی ہے ہوا موج ہو جون پانی مین — ہین درختون مین لگی میوے عجب ہر اک ڈال

ذکر سے جنکی حلاوت کے زبان شیرین ہو — قند یا شہد و شکر ان مین دیا ہیگا ڈال

سرو حیرت زدہ گلشن مین رہا استادہ — دیکھ رفتارِ صنم کبک کو بھی بھولی چال

تمہاری راہ مین دل کھول کر مین باٹونگا		دلادو آج مجھے خوب ساغر ینے سے

ہزار شکر کر اُس کارساز کا شادان
رکھا ہے جسنے تجھے اسقدر قرینے سے

ہماری آنکھون مین دیکھہ پیارے یہ تیر اکھٹکا کھٹک رہا ہے
کہان ہین آنکھین جو تجکو دیکھین ہمارے من مین مٹک رہا ہے
تجھے جو دیکھا ہے ہمنے پیارے تو اپنی آنکھین اٹک رہی ہین
نہین نکلتا تری لٹون سے جو من ہمارا اٹک رہا ہے
مین جسکو دیکھا وہ پھولون جیسا نہین سماتا ہے اپنے تن مین
تری بڑائی مین جو کوئی ہے سو کلیون جیسا چٹک رہا ہے
کہین بھی ہوتا ہے نیا وا ایسا جو تو ہمارے سے کر رہا ہے
انصاف
تجھے تو چاہین ہم اپنے جی سے تو اور ہم سے پھٹک رہا ہے
کہے ہے اب تجھ سے یہ ہی شادان کہ رہ سدا اُسکے دہیان مین تو
تجھے مین سمجھایا کیسا کیسا تو کیون ارے من بھٹک رہا ہے

تمہارے ہاتھ سے جسوقت آب ٹپکے ہے — غلط نہین ہے کہ گل سی گلاب ٹپکے ہے

نہووے کیونکہ پری سے سوا وہ حور نژاد — کہ جسکے چہرے سے نورِ شباب ٹپکے ہے

عجب بہار گلستان مین دیکھہ ہوتی ہے — کہ سبزہ زار مین جسدم سحاب ٹپکے ہے

دل اپنا چاہتا ہے اُس پری سے ملنے کو — سبو سے شیشے مین جسدم شراب ٹپکے ہے

حسود اپنے مین اسطرح آپ جلتا ہے — کہ جیسے آگ کے اوپر کباب ٹپکے ہے

ہمارے گھر مین یہ شادی رچی ہے اے شادان
ہمیشہ شادی مین اپنی شہاب ٹپکے ہے

ہمیشہ دور رہو مہربان کینے سے — نہین ہے صاف کبھو سینہ اُسکا کینے سے

ثبوت اس کا ہے انگشتری سلیمان کی — کہ نام خلق مین روشن ہوا نگینے سے

نہین تو ہووے گا پھر نام کینہ ور سب مین — نکال کینے کو اے یار اپنے سینے سے

اُسے ہے خار سے صحبت اسی ہی گلرو سے — نہین گلاب کو نسبت ترے پسینے سے

کوئی سُنا ہے کہ بے راہ پہنچا منزل کو — عروج چاہے جو اپنا تو چڑھ ہو زینے سے

جو بوئے گُل تو ثمر دوسرا نہووے گا — لکھا جو ہووے گا نکلے گا وہ سفینے سے

رکھا ہے تو نے مقابل اُسے اسی خاطر — جمال تیرا نظر آئے آبگینے سے

تمہارے جلوے سے گلشن مین بہار آئی
وگرنہ قافیہ غنچے کا تنگ تھا آگے

برنگ شاخ ٹپکتا ہے اب ہمارے گھر
وہ گل جوانی مین کرتا درنگ تھا آگے

نگاہ بد سے ہمیشہ خدا بچائے اُسے
وہ باوقار ہوا شوخ وشنگ تھا آگے

اب اُسکے عشق مین کسکو ہے نام وننگ کا پاس
کبھو خیال مین یان نام وننگ تھا آگے

پڑی نگاہ کسی اوستادِ کامل کی
گداز کیونکہ ہوا شیشہ سنگ تھا آگے

عجب صفائی سے کہتا ہی صاف دل شادان
ہمارے آئینۂ دل پہ زنگ تھا آگے

بہار ابکے ہمارے ہی گھر مین آئی ہے
گھٹا بھی عیش کی چارون طرف سی چھائی ہی

عجیب رنگ سے آئی ہین باغ مین کلیان
ہر ایک ہاتھ مین بھر بھر کے زر کو لائی ہی

صنم کے ساتھ عجب دل لگی مین کٹتی ہی
تمام رات ٹٹولین ہین ہاتھا پائی ہی

ہون ایک پوست مین بادام جیسے دو توام
ہمارے اور تمہارے کہان جدائی ہی

تجھے جو چاہتے ہین دل سے پیار کر ہمکو
لڑائی آنکھ اگر غیر سے لڑا ئی ہی

رقیب دیکھ کے جلتے ہین رشک سی کیا کیا
ہمارے تیرے صنم ایسی آشنائی ہی

مجال کیا ہے جو شادان سی شکر ہووی ادا
کرم جو بندے پہ ہے کیا تری خدائی ہی

نرکھہ تو صحبت نادان سے کام اے دانا
نہین بگڑتے ہین کچھ کام ہوشیارون سے

ہمین ہے کام اُسی ایک سے جو ہے مالک
نہین غرض ہی سوا اُسکے یان ہزارون سے

مرید کے لیے رہبر ہین اسطرح مرشد
نشان ملے ہے مسافر کو جون ستارون سے

سوا ے تیرے نہین رکھتے وہ کسی ہی کام
پیاری باتین کرلے یار اپنے یارون سے

شمار ہو وین کہان جرم جو کیا شادان
نکر مواخذہ صاحب گناہگارون سے

لگن لگی ہے تمہارے سی ہر گھڑی اپنی
کبھو تو کھو لوگی تم دلگی گلجھڑی اپنی

خیال دلکو بندھا رات دن تمہارا ہے
نظر مین رہتے ہو جب سے نظر پڑی اپنی

خجل ہو عکس سے لب کے یہ رنگ نیلم کا
دکھادو آج مسی کی اگر دھڑی اپنی

بہار آئی درختون پہ سبزہ لہکے ہی
لگائی ابر نے اس سال کیا جھڑی اپنی

ہر اک طرح سے تجھی داؤن مین مین لاؤنگا
کہان تلک یہ نہ چھوڑوگے تم اڑی اپنی

ترے جو گھر مین یہ شادی رچی ہی اے شادان
بہار آئی ہے پھولون کی لے چھڑی اپنی

چمن مین کا ہیکو گل کا یہ ڈھنگ تھا آگے
نہ اُس مین بو ہی تھی ایسی نہ رنگ تھا آگے

لہ یعنی لہکیدار

مرے جو دلکو لیا ہیگا دلربا تو نے
مین چاہتا ہون تجھے ہیگی مجکو چاہ تری

نباہ میرا ہے تیرے ہی ہاتھ اے صاحب
نباہ ہو نہ مرا گر نہو نباہ تری

اندھیری رات بہت اور سر پہ بارِ گران
نباہ مجکو کہ ہیگی کٹھن یہ راہ تری

رہے تو شاہِ سکندر مدام عشرت مین
دعا یہ تجکو دیا کرتی ہے سپاہ تری

بگاڑ تجھ سے کبھو چاہتا نہین شادان
کہ مغتنم ہے ملاقات گاہ گاہ تری

پری جو سیر کو سوئے چمن گئی ہوگی
تو عطر بیز ہوا وان کی بن گئی ہوگی

ہمارے گھر مین کرم کرکے آئینگے وہ ضرور
جو اُنکے دل مین یہی بات ٹھن گئی ہوگی

نہین سماتا ہے پھولا جو پیرہن مین آج
مشامِ غنچہ مین بُوئے دہن گئی ہوگی

غزال بھول گئے ہونگے چوکڑی اپنی
شمیمِ زلف جو سُوئے خُتن گئی ہوگی

ندیکھا دولہ شہانا شہِ سکندر سا
صبا کہیگی جو سوئے چمن گئی ہوگی

رہا گمان نہ کسی بات کا اب اے شادان
جو بات پہنچی ہے تم تک سو چھن گئی ہوگی

امید کیونکہ نہ یاری کی ہووے یارون سے
کہین خلاف بھی ہوتا ہے دوستدارون سے

سنانہ تمنے یہ گفت وشنید یون ہی گئی
ملے نہ تم سے ہم اب کی بھی عید یون ہی گئی

بندھی سے ہے ٹکٹکی آنکھون مین یار تیرے لیے
نظر نہ آیا تو امیدِ دید یون ہی گئی

ملا نہ آکے وہ اب بولو کون سچا ہے
جو تم نے دی تھی میاں بجی نوید یون ہی گئی

خدا کا شکر کہ شادان امید بر آئی
جو تھی رقیب کے دل مین امید یون ہی گئی

حدیثِ عشق نے عاشق کی کان کھول دیے
پڑے تھے پردۂ غفلت سو آن کھول دیے

ہزار غنچے شگفتہ ہون یون نہ دین خوشبو
وہ بات کرتے ہین یا عطردان کھول دیے

پڑے تھے کب سی ولیکن نہین سلجھتے تھے
یہ عقدے دل کے مرے تمنے جان کھول دیے

وہی ہین عاشقِ صادق انہین کا سکہ ہے
جنھون نے جنگ مین اپنے نشان کھول دیے

سنا جو آتا ہے گلرو مرا گلستان مین
صبا نے غنچۂ گلشن کے کان کھول دیے

صنم کو دیکھ کے شادان یہ شاد ہو بولا
کواڑ دل کے مرے مہربان کھول دیے

پڑی ہی جب سے مرے حال پر نگاہ تری
نہیں ہے خوف کسیکا کہ ہی پناہ تری

نہ کس طرح دلِ عشاق پیچ مین آئے
کمندِ دل ہے صنم کا کل سیاہ تری

له یعنی سے ہمیشہ [illegible] ۱۲

ته جان کہنا معشوق کا استعمال ہوا ہے جان یا میری جان یا جانِ جان وغیرہ کہتے ہین ۱۲

سه یعنی ہوکر ۱۲

گرمی ہو شوق کی تو وہ ابرِ کرم سے ملے
رحمت کی ہووے بارش اگر دو لگی رہے
دیکھے تماشا رخشِ فلک ایسی دوڑ کا
گھوڑے کے دوڑنے مین اگر رو لگی رہے

شادان رہے نہال تو فضل الہٰ سے
سبزی ترے چمن مین بہ از جو لگی رہے

چل تماشے کو باغ مین گُل کے
ہے لگی بلبل سُراغ مین گُل کے
دیکھ آنکھون سے روشنی اُسکی
روشنی ہے چراغ مین گُل کے
برق کیون چھیڑتی ہے بلبل کو
جل رہی ہے وہ داغ مین گُل کے

دیر مت کر تو جلد پی شادان
مے بھری ہے ایاغ مین گُل کے

مت مُکر جو کہ بات سچی ہے
منہ سے مت کہہ جو بات کچّی ہے
نصِ قرآن پر عمل کیجے
یار جو کہہ گیا سو سچّی ہے
بات اس رنگ کی جڑی اُسنے
جیسے کُندن مین لعل بچّی ہے
وان فرشتے کا پاؤن جای پھسل
صحن اُسکا تمام گچّی ہے
جسپہ صدقے ہو جان ہی شادان
تو کُٹ مت حور کی وہ بچّی ہے

جو یار نے کیا سو بھلا دیکھہ کر کیا
تقدیر کے لکھے کو نہ کوئی ہٹا سکے

شادان کا قول ہے یہی اے خالقِ جہان
بندے کو کون تیرا صاحب ملا سکے

آتا نہین جو سامنے مارے حجاب کے
ہم دل سے ہین نثار اُسی آفتاب کے

دیکھا بھی اُسنے یا نہین اپنا لکھا ہوا
ہم منتظر ہین آجتک اُسکے جواب کے

صحرا تمام ہیگا گلستان سا خوشنما
کیا موتیون سے ٹپکے ہین قطرے سحاب کے

اک پل مین آنکھہ کھول کے ملتے ہین بحر مین
رکھتے ہین رنگ اور ہی پیالے حباب کے

ہم ہین صنم ہے پھول چمن مین ہین کھل رہے
ساقی لے آ بہار مین شیشے شراب کے

شہرہ ہے جسکے نام کا روے زمین پر
بندے ہین ہم تو اُس شہِ عالیجناب کے

ہے گلبدن چمن مین کھڑا ہنستا ہوا
لے پھول اُسکے ہاتھ سے شادان گلاب کے

اے دل جو شمع رو سے تیری لو لگی رہے
پروانہ وار تجکو تک دو دو لگی رہے

چوسر کے کھیلنے مین تماشا ہی کچھہ عجیب
سترہ دھری رہے ہین اگر پو لگی رہے

گھڑا اترا عجب ہے صنم ٹک ادھر دکھا
تاریخ یہ یہ نظر زہر تو لگی رہے

جو دل پھنسا ہو زلف مین سو کیا نکل سکے — قسمت مین جو بلا ہو وہ کس طرح ٹل سکے

دنیا مین سو طرح کے نشیب و فراز ہین — تو پاؤن رکھہ سنبھال جو تجھ سے سنبھل سکے

منظور ہو جو اُسکو بنا دوے ہی یار سب — گر بات سو طرح کی بناؤ نہ چل سکے

اے سنگدل اب اتنی بھی سختی نہ چاہیے — پگھلاوے دلکو اپنے جو تجھسے پگھل سکے

اچپل ہے شوخ اور وہ چنچل مزاج ہے — لے قول اُس سے ایسا نہ ہرگز بدل سکے

شادان بدل کے قافیہ لکھہ اور اک غزل
گر اس زمین مین شعر کوئی تجھ سے ڈھل سکے

مقدور ہے کسے تری قدرت کو پا سکے — دونون جہان مین نور نہ تیرا سما سکے

ذرّہ کب آگے مہر کے مُنہ کو دکھا سکے — میدانِ عشق مین نہ کبھی غیر آ سکے

خورشید و ماہ پھرتے ہین فرمان سے روز و شب — بے حکم تیرے باد نہ پتّا ہلا سکے

داتا تو ایک اور ترے سب ہین مانگتا — گر تو نہ دے تو کون کسیکو دلا سکے

آرام جسکے سُنتے ہی آجاوے خواب مین — افسانہ یار کا تو سُنا گر سُنا سکے

معشوق شب کا جاگا ہوا مست ہے پڑا — سوتے کو خواب مین سے اُٹھا گر اُٹھا سکے

ہم چاہتے ہین دل سے پیارے کو زود تر — اے پیکِ سپے خجستہ ملا گر ملا سکے

ہر گز نسیم خلد کو یان منزلت نہین
آتی ہے خوش جو تیری گلی بین صبا چلے

لازم ہے تجکو اپنی ہوا مین رکھے ہمین
ہم اس ہوا مین رہتے ہین تیری ہوا چلے

اک شب ہمارے پاس رہو تم گلے لپٹ
کہتے ہین ہم پکار کہان تم بھلا چلے

یہ کونسی ٹھٹول ہے اب بھاگتے ہو تم
کیون ہمکو آپ نیند سے آکر جگا چلے

چوری لگاے کون تمھین تم تو شاہ ہو
آنکھون مین آکے آپ نظر کیون چُرا چلے

وعدہ تو سچ کیا تھا مگر جھوٹ ہو گیا
کیون باوفا کو چھوڑ تم اے بیوفا چلے

ملتا ہے یار دل مین خدا تمکو خوش رکھے
جو بات کہنے کی تھی سو وہ تم سُنا چلے

شادان کبھو نہ چھوڑے جو پردے مین تم چھپو
چھپ چھپ کر ہمسے یار کہان مُنہ چھپا چلے

آلودہ خواب نشہ سے آنکھین بھری ہوے
ترچھی نگہ سے دیکھتے ہو کیون بھری ہوے

تیری نگاہ لطف کی تاثیر کیا کہون
جو نخل خشک رہتے تھے وہ اب ہری ہوے

سر عاشقون کے جھکتے ہین جسطرح پاون پر
گلدان سامنے ہین ترے یون دھرے ہوے

شوخی کے ساتھ بات کرو اور گلے لگو
کیون ہم سے بات کرتے ہو اب تم ڈری ہوے

شادان تمہارے عشق مین پھرتا ہے ڈھونڈتا
کسطرح پاے تم تو برے سے پری ہوے

کہین عقل کا جو قصور ہے تو ہمیشہ پردہ دری رہی
ٹک ادھر بھی ایک نگاہ کر کہ مین تک رہا ہون تجھے صنم
مرا کہنا تجکو اثر کہان جو کہا سو بے اثری رہی

ہے اُسی کی حمد کا یہ سبب کہ مدام شاداں یہ شاد ہے
مرا دل نہین یہ خزانہ ہے کہ خدا کی یاد بھری رہی

کسطرح کا یہ گھر مین ہمارے سرور ہے
پرتو سے تیرے چہرے کی ہو ماہ بھی خجل
مت کر تو ہمکو دیکھہ کے اب رشک ای رقیب
ہے موسم بہار خصوصًا ہمارے گھر
حیرت زدہ سے ہو کے یہی کہنے سب لگے
آتے ہی اُسکے بیخود و سرشار ہو گئے

لاگی لگن جو یار سے اُسکا ظہور ہے
مُکھڑے پہ تیرے شانِ خدا کیا ہی نور ہے
اپنی بغل مین کیا ہی پری رشکِ حور ہے
کیا ابکے بارگل کا چمن مین وفور ہے
برقع اُٹھا جو منہ سے تجلیِ طور ہے
شیشہ بغل مین ہاتھہ مین جام بلور ہے

شاداں سوائے یار کہین ملتجی نہو
کر اُس سے التجا کہ رحیم و غفور ہے

جز عجز و انکسار وہاں اپنی کیا چلے
حیران ہو ملک بھی جہان سر جھکا چلے

دماغ اپنا اُس بُو سے ہیگا معطر
اُسی ایک گل کی یہ گلشن مین بو ہے

بناوے جو قطرے کو اک پل مین دریا
گُہر کو اُسی ذات سے آبرو ہے

عدو سو طرح سے اگر پیچ کھاوے
ہمین ڈر ہے کسکا مددپر جو تو ہے

نظر اُسکو کب ہے تری خو پہ شادان
اگر تو ہے بدخو تو وہ نیک خو ہے

عجب اک طرح سے گلے لپٹ سر شام سے وہ پری رہی
گئی شاخ دل تھی جو خشک ہو سو تمام عمر ہری رہی

ترے منہ پہ کیسی نگہ لگی جو لگی سو پھر نہ کبھو پھری
کیے تو نے کیسے فسون بُجھے جو رہی سو بیخبری رہی

کہا اسے مجھ سے کہ چپ رہو تو مین اپنے جی مین جھجک رہا
بڑی بھول ایسی مین کیا کہون مرے دلکی دلمین دھری رہی

کیا دہیان مین نے جو آپ کو تو سوا اے یار کوئی نتھا
گئی دل پہ میری نگا جب تو اُسیکی جلوہ گری رہی

جسے فہم آتش طور ہے تو اُسیکا نور ظہور ہے

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہے راحت
جو پیسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے
جو پڑھتا ہے درس کتاب محبت
دو عالم کے دفتر کو گردانتا ہے

مریجان بڑا دُھن کا پکّا ہے شادان
کرے ہے وہی دلمیں جو ٹھانتا ہے

مرا دل تھا اور آرزو تھی کسو کی
یہ وہ پھول ہے جسمیں بُو تھی کسو کی
ہوا اب یقین بات تھی وہ ہماری
سنی ہمنے جو گفتگو تھی کسو کی
خدا کے کرم سے جو ہی اب میسر
بنی بات ایسی کبھو تھی کسو کی؟
وہی آنکھ مین اپنی پُتلی بنی ہے
وہ تصویر جو روبرو تھی کسو کی
گیا ہے بہانے سے آتا ہوں اب مین
نظر ہمسے جو دو بدو تھی کسو کی

یہ دیوانہ پن اک بہانہ تھا شادان
پھراتی ہمین جستجو تھی کسو کی

سُنی جیسی ہمنے تری گفتگو ہے
شب و روز ہمکو تری جستجو ہے
بجز تیرے دیکھے نہین چین ہمکو
ملین جلد تجھسے یہی آرزو ہے
چھپے ابر مین چاند ہر چند لیکن
پیارا ہمارا سدا روبرو ہے

کاکل تری دام بن گئی ہے
ہم کرتے ہین پیار اُسکو دل سے

اب تجھسے شکار کیونکہ جاوے
پیارے یہ پیار کیونکہ جاوے

لاکھون ہین سوار ایک شادان
اُس[۵] آگے سوار کیونکہ جاوے

سیماب تڑپ کے لوٹ جاوے
دل تڑپے ہے تیرے دیکھنے کو
آنکھون مین بھی خیال تیرا
دن رات رہے ہے یاد تیری
ایسے ہین کہان نصیب میرے
سو لاکھ نثار تجھ پہ کیجے

بیتابیِ دل سے کب بر آوے
کوئی تجھے ہم سے لا ملاوے
پُتلی کی طرح کوئی بٹھاوے
یہ حال مرا کوئی سناوے
الطاف سے وہ صنم جو آوے
امید مری اگر بر آوے

شادان کو یہ چاہیے کہ وہ بت
گر روٹھ رہے تو جا مناوے

برہمن بتون کو نہ یون مانتا ہے
وہ صاحب ہی میرا مین بندہ ہون اُسکا

خدائی کا جلوہ وہان جانتا ہے
مرا دل اُسے خوب پہچانتا ہے

[۵] یعنی اُسکے آگے

شادان ہمین بن دیکھے کسطرح سے ہے چین آوے
ہم چاہتے ہین اُسکو اور ہم سے وہ اوجہل ہے

مدت سے ڈہونڈتے تھے ہم دیر و ہم حرم سے
پایا اُسے تو سمجھے تھا وہ جدا نہ ہم سے

اسد م کو دم غنیمت اکر کے شمار رکھنا
مت بھول اے دوانے جو کچھ کہ ہی سو دم سے

آنکھین لگی ہین تجھ سے پھر نکلی اب نہین ہین
تیری قسم ہے مجکو کہتا ہون ہین قسم سے

تھا اُس مین اک تماشا یہان نشہ ہی دوبالا
یہ جام تیرے ہاتھون بہتر ہے جام جم سے

تارِ نظر کو اپنے مین فرشِ رہ کرونگا
اس انجمن کو روشن فرمایئے قدم سے

گر کان ہووین تجکو ٹک کان دہر کے سُنلے
آواز اک صنم کی نکلے ہے زیر و بم سے

مین یاد کر رہا ہون ہے تو ہی یار میرا
رکھنا تو مجکو شادان اپنے سدا کرم سے

اب سیر کو یار کیونکہ جاوے
ہم بن وہ نگار کیونکہ جاوے

عاشق اٹکے جو گلبدن سے
بن دیکھے بہار کیونکہ جاوے

معشوق جو اپنے گھر مین آوے
بے بوس و کنار کیونکہ جاوے

ساقی تو آج دیر مست کر
بے بادہ خمار کیونکہ جاوے

وہ ماہ جبین ہمکو جو لوگ دکھا دینگے
آنکھون مین رکھین گے ہم جون مردمک دیدہ
اس پردۂ دنیا پر اچھے جو ہین صیقل گر
جو چاہتے ہین اُن سے گر دیوین تو سومنّت
کیا ہوتے ہو تم غافل سونے کا نہین موقع

یکچند کی کیا کہیے صد چند دلا دینگے
معشوق ہمارے کو جو ہم سے ملا دینگے
آئینۂ زنگ آلو داک دم مین جلا دینگے
دل ہمنے دیا اُنکو پر وہ ہمین کیا دینگے
ہم عشق کی گرمی سے سوتونکو جگا دینگے

شادان اُنہین نت ہمتو خوشوقت ہی رکھینگے
باتین جو پیارے کی اب ہمکو سنا دینگے

ہے برق سا وہ چنچل کسطرح کا چپل ہے
رہتی نہین عاشق کی آنکھونمین گرانباری
دیکھا جسے آنکھون سے دیوانہ کیا اُسکو
تفسیر ہے آیت کی کیا تجھ سے بیان کیجے
نسبت ہی نہین اُس سے کیا دیجے اُسے نسبت
خورشید کو دو ہوتے دیکھا نہ کوئیؔ[1] ہرگز
جنگل مین نہین منگل دیکھا ہے سوا اُسکے

دیکھا ہے اُسے جب سی دل ہو رہا بیکل ہے
جب سر کو لگا لیتا بیدرد وہ صندل ہے
پابندیِ عاشق کو زلف اُسکی مسلسل ہے
آخر بھی وہی ہیگا کہیے جسے اول ہے
افضل اُسے کہیے تو سب سی وہی افضل ہے
جو حرفِ دوئی لاوے دیکھو وہی احول ہے
دلدار ملے جسجا گلزار وہ جنگل ہے

[1] یعنی کسینے نہیں دیکھا

برسات مین چلتی ہے عجب بادِ بہاری
کہتا ہون جو مست چھیڑ مجھے لوٹم رہی ہے

بیکل ہے کیا کل سے مجھے لگ کی گلے سی
آیا جو صنم گھر مین مرے دھوم رہی ہے

گو سنگدل اورون سے ہے الماس کے مانند
لیکن وہ پری ہمسے تو جون موم رہی ہے

اس دورِ سکندر مین ہوا چلتی ہی کیا خوب
لے خلعتِ سبزہ کو بسر جھوم رہی ہے

شیشے کو پری چھوڑ کے اب آئی ہی شادان
ساغر کو مرے منہ سے لگا چوم رہی ہے

جب سے کہ مجھے اُسکی تصویر نظر آئی
پھر اُسکے نہ بن دیکھے تدبیر نظر آئی

آیا نہین وہ شب سے ہی یاد مجھے اُسکی
کچھ اُسکو بھلا میری تقصیر نظر آئی

لیلے کی ہوا دل مین شاید کہ بندھی تھی یون
مجنون کی جو پاؤن مین زنجیر نظر آئی

کہتا تھا جو وہ مجھ سے دل دیکے مین سُنتا تھا
کہنے کی یہ اُسکی اب تاثیر نظر آئی

سیماب سے تھا افزون عالمِ دلِ عاشق کا
تک اُسکی جوانی مین تاخیر نظر آئی

مت کہہ تو اب اے حاسد کیون دی ہی اُسی نعمت
جو اُسنے کہ لکھی تھی تقدیر نظر آئی

کب چین ہے اب ہمکو بن اُسکی ملے شادان
ہم آپ ملے جسدم تاخیر نظر آئی

لہ لوٹنا بمعنی اُبہلنا بہاکا زبان ہے

جو شخص ملے بول اُٹھے واہ ری صاحب
یون چاہیے اے یار مدارات کی گرمی

ہے بات مین گرمی تو ملاقات مین کیا ہو
کرتی ہے مجھے گرم تری بات کی گرمی

کہتے ہین تجھے ہاتھ سے کچھ کرلے تو پیدا
پیسے ہی سے ہوتی ہے بھلا ہات کی گرمی

شادان کو جو تکیہ ہے اُسی ذات کا یارو
کیا چاہیے پھر ہووے جسے ذات کی گرمی

جب آوے گھٹا برسے ہے افلاک سی پانی
ہر جاے اُبلتا ہے تہ خاک سے پانی

پیوے جو اُسے کوئی تو ہو نشہ دوبالا
بخشے ہے نشہ ٹپکے ہی جب تاک سی پانی

یہ ماہ جبین گرمیِ صحبت نہین سہتے
شبنم کی طرح ٹپکے ہے پوشاک سی پانی

کب خوف شناور کو ہے دریا و مگر سے
دریا کا سدا ڈرتا ہے پیراک سے پانی

کہتا ہے تجھے دیکھ فلک شاہِ سکندر
کیا دہاک ہے تیری کہ ہے دل دہاک سی پانی

کیا چشمِ بد اندیش مین ناسور پڑا ہے
جاری ہے سدا دیدۂ نمناک سے پانی

کہتا ہی نہین راز کبھی دل کا وہ شادان
یہ بات ہے مشکل بتِ بےباک سی پانی

ساون کی جھڑی تس پہ ہوا گھوم رہی ہے
بجلی بھی چمکتی ہے گھٹا جھوم رہی ہے

خورشید اُسے دیکھ ٹھٹک جائے لب بام
گھر سے وہ اگر آج سحر کو نکل آوے

ہر دشت ابھی غیرت گلزار ہو شادان
وہ شوخ اگر سیر کو ہر سو نکل آوے

ٹیکا ہے ترے ماتھے پہ کانون مین گُہر بھی
دل اُس پہ فدا ہیگا لگی ہیگی نظر بھی

دل تجھسے جو اٹکا ہے تو کب چھوڑتی ہین ہم
جاتا ہے کہین اور تو آ جا تو ادھر بھی

اتنی تو نہ ٹھہرایئے اب دیر کی صاحب
اک آن کا وعدہ تھا ہوئے کتنے پہر بھی

جیسے کہ پھرے ہے ترے فرمان سی گردون
پھرتے ہین ترے حکم سی یون شمس و قمر بھی

کچھ مین نہین کہتا ہون یہ ہے بات تو مشہور
بوتا ہے کوئی تخم تو پاتا ہے ثمر بھی

سُنتا ہی نہین کب تجھے پروا ہی کسیکی
کب سے تجھے کہتے ہین کہین ہوے اثر بھی

دیتا ہے تجھے دل سے دعا اِسلیے شادان
گزرے ہے تری یاد مین خوش شام و سحر بھی

آتی نہین کہنے مین ملاقات کی گرمی
تھا بر مین جو تو جانے ہے دل اُن راتون کی گرمی

گر ہو نہ جھڑی اور نہو بادہ گلرنگ
آتی نہین خوش موسم برسات کی گرمی

اک لمحہ مین ذرے کو جو خورشید بناوے
بھولے ہے کہان اُنکی عنایات کی گرمی

شادان تو خوشی ابھی سے کہہ مطلع ثانی
معشوق وہ آغوش مین تیرے اگر آوے

وہ عید نہین ہے کہ مہِ نو نظر آوے
ہے عید اُسی روز کہ معشوق گھر آوے

کرنیکو نثار اُس گلِ خندان پہ چمن سے
گُل ہاتھہ مین لیکر طبقِ سیم وزر آوے

مہتاب چھپے ابر مین گر شب کو وہ نکلے
خورشید نہ نکلے جو وہ وقتِ سحر آوے

معشوق اگر کچھہ کہے عاشق رہے خاموش
عاشق نہین جو یار کے ہاتھون سے تر آوے

تھا شب جو صنم پاس تو کس لطف سے گزری
دل تڑپے ہے پھر آج کہ بارِ دگر آوے

سُنتے ہین کبوتر کے گلے باندھا ہے نامہ
دل اُڑ کے ملے اُس سے اگر نامہ بر آوے

سُن سُن کے خبر یار کی ہوتا ہون مین شادان
پھولا مین سمانیکا نہین وہ اگر آوے

پھولون کی چمن سے جو مہک بُو نکل آوے
کیا ہووے بہار اُس گھڑی گلرو نکل آوے

خورشید نہ نکلے جو کبھو تو نکل آوے
پانی نہ بہے تو جو لبِ جُو نکل آوے

جون آئنہ حیرت زدہ ہو دیکھہ کے عالم
ہو ماہ خجل جب کہ وہ مہرو نکل آوے

کیا دام ہے اُس زلف کا پر پیچ کہون کیا
جب صید کو وہ جاے تو آہو نکل آوے

مہ وخورشید اُسکی شرم سی پردہ مین چھپتی ہین
کسیکو بوے گُل جیسے نظر آتی نہین گُل مین
مہ وخورشید اُسکے نور سے دنیا مین ہین روشن
یہ فرمایا بغیر از بندگی کچھ کام مت کرنا
اُسی پر ہے نظر میری کہ مجھپر ہے نظر جسکی
اُسی کے دَور مین عیش ومسرت ہیگی گھر گھر مین

جمائی ہی جو افشان حُسن چہری کا دوبالا ہے
اگر سمجھو وہ ہے سب مین مگر سب سے نرالا ہے
جہان مین نور سے اُسکے جہان دیکھو اُجالا ہے
جب اُسنے روح کو انسان کی قالب مین ڈالا ہے
ہم اُسکے ہینگے سب منگتا وہی اک دینے والا ہے
سکندر شاہ ایسا ہے جہان کو جسنے پالا ہے

ہزارون شکر کر شادان کہ تجھپر ہے کرم اُسکا
خدا نے جو تکبر تھا ترے دل سے نکالا ہے

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
خورشید خجل ہو کے چھپے ابر کے اندر
کرتا ہے نثار اُسپہ فلک خوشۂ پروین
کسکام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
گر مست ہون مین ہوگا میرا نشہ دوبالا
آتا نہین دلدار نظر کس سے کہو مین

اللہ کرے دل کی یہ اُمید بر آوے
محفل مین اگر آج وہ رشکِ قمر آوے
کانون مین جو وہ ماہ پہن کر گُہر آوے
ہے شاخ وہی خوب کہ جسکو ثمر آوے
ہو نازمین سرشار جو وہ عشوہ گر آوے
ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے

۱؎ یعنی جو کرید

سدا رہتا ہے جون آبِ رواں کا شور دریا مین   صراحی شوق مین ساقی کی یون قلقل نکالیگی

زمینِ بوستان پر سرو ہو وینگے رواں اُسدم   چمن مین جبکہ قمری جا زبان سے غُل نکالیگی

بہم معشوق و عاشق ہین اُسی کی انتظاری مین   اگر ہاتھون سے ساقی کے گلابی مُل نکالیگی

مین اپنے دلمین **شادان** ہون مجھی اُمید ہی اُس سے
کہ خاطر سے کدورت وہ پڑی بالکل نکالیگی

پھنسا اُس شوخ کے گیسوی پُرخم مین مرا دل ہی   نکلنا اُس سے کچھ آسان نہین ہی سخت مشکل ہے

جدہر دیکھو اُدہر ہے یار کا جلوہ نہین خالی   کہ مجنون کی نظر مین ہر طرف لیلی کا محمل ہے

نہ دیکھے نور گر خورشید کا خفّاش قاصر ہے   جو آنکھین ہون تو دیکھے یار تو تیری مقابل ہے

ترے سر پر ہے یہ بارِ گران ای دل سنبھلکر چل   سمجھ کر پاؤن رکھہ پُرخوف یہ اُلفت کی منزل ہے

کنارے کو لگا دیگا تجھے ملاح دریا سے   جہان دریا ہے اُسکے ساتھ تو مت بھول ساحل ہے

نکلجا اے رقیب زرد رو بس اپنے آگی سے   صنم ہے اور ہم ساقی ہی اور عشرت کی محفل ہے

رکھا ہی تجکو اُسنے ہر گھڑی ہر آن مین **شادان**
تجھے کیا ڈر ہے اب فضلِ آلہی تیری شامل ہے

سراپا اُسکا کیا کہیے مہِ نو جسکا بالا ہے   ستارے جیسے چمکین یون گلی مین اُسکی مالا ہے

تجھے اب ماہرو کہیے که مہرِ آسمان کہیے
مری آنکھین ہوئین روشن نظر آیا ہی تو جب سے

مین ایسا رند مشرب ہون مرا خورشید ہی ہر سُو
کوئی خورشید ہو جب ہے مجھی کام اپنی مطلب سے

نہین کچھ کام اے شادان سوا دلدار اپنی کی
لگا دن رات رہتا ہی ہمارا دھیان اُس رب سے

جو ہین اب گل چمن مین بیشتر ایسی نہوتے تھے
گل اندام اب جو ہین پیشِ نظر ایسی نہوتے تھے

پڑا ہے عکس دندان کا یہ اُسکی آبداری ہے
که اب جیسے چمکتے ہین گُہر ایسے نہوتے تھے

یہ چمکائے ہوئے ای رشکِ مہ ہین تیری جلوے کے
فلک پر جلوه گر شمس و قمر ایسے نہوتے تھے

تجھی سی روز و شب ہمکو مسرت سے گزرتی ہے
که خوش جیسے ہین اب آٹھون پہر ایسی نہوتے تھے

یہ کیا تاثیر ہے اس دَور کی کچھ کہہ نہین سکتے
جو اپنے بر مین ہین اب سیم بر ایسی نہوتے تھے

سراپا حُسن کا تیرے جہان مین اب تو شہرہ ہے
جو تو نازک کمر ہے مُو کمر ایسے نہوتے تھے

بہار اب شاہ کی دولت سی ہی اسطرح ای شادان
کبھو نخلِ تمنا بارور ایسے نہوتے تھے

قفس سے چھوٹ کر جسوقت پر بلبل نکالیگی
کلی اُس دم تبسم کر کے برگِ گل نکالیگی

ہزارون عاشقون کے دل وہ لیجائیگی عشوی سے
پری شیشے سے باہر ہو کی جب کاکل نکالیگی

کیا جسنے جہان پیدا تو اُس سے کام رکھ شادان
یہ اچھی بات ہے جو اب ترے دلمین سمائی ہے

یہ تم سے پوچھتے ہین دلکی چاہت ایسی ہوتی ہے؟
نہین رکھتے ہو الفت ہمسی الفت ایسی ہوتی ہے؟

ہمین تو آپ سے چشمِ کرم ہے مہربان دیکھو
بدلتے آنکھ ہو ہر دم مروّت ایسی ہوتی ہے

اسی الفت کی باتون سے تمہاری دام مین آئے
عجب اُٹھتی ہے لذت تم سے صحبت ایسی ہوتی ہے

کرامت سُنتے تھے اب دیکھنی ہین تم سے آئی ہے
ہمارا لے اُڑے دل ہان کرامت ایسی ہوتی ہے

رکھے قارون نے گر سو گنج اُسکو کیا ہوا حاصل
لُٹے جو راہِ حق مین خوب دولت ایسی ہوتی ہے

گناہون پر مرے مت دیکھ جیسے مینہ کی جھڑی
کہ جو ابرِ کرم سے دھوئے رحمت ایسی ہوتی ہے

جھکا کر سر کو ہم مجرا کیا کرتے ہین اے صاحب
نہین ملتے ہو تم صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

یہ سارا فیض ہے شاہِ سکندر رشکِ حاتم کا
جو تیرے ہاتھ سے شادان سخاوت ایسی ہوتی ہے

عجب ہے بیقراری اُس صنم کی یاد مین شب سے
لے آوے کوئی میرے پاس اب اُسکو کسی ڈھب سے

نہین آتا ہے اکدم سو طرح سمجھا کی کہتا ہون
مجھے پالا پڑا ہے کسطرح کے رند مشرب سے

نکل جاتے ہو یون ہاتھون سے جیسے رم کرے آہو
بھلا تم اسطرح کی بات سیکھے ہو کہو کب سے

کسی سے وصفِ حسنِ یار کب تحریر ہوتا ہے
کہان نقاش کوئی قابلِ تصویر ہوتا ہے

توخوش تقریر ہے نام خدا ایسا کہ اک عالم
تری تقریر سنکر صاحبِ تقریر ہوتا ہے

لگا سینے نہین جسکے اُسطرف سی صاف ہو نکلا
تری مژگان سا ظالم تیز تر بھی تیر ہوتا ہے

نہین ہے دام ایسا عاشقونکو دل کے پھنسنے کو
جو دیکھے زلف تیری پاے درزنجیر ہوتا ہے

جو عاشق ہی وہی تو عشق کی میدان مین آوی ہی
نہین تو بوالہوس کب یار کا نخچیر ہوتا ہے

کسیکو اتفاق وبخت سے دولت یہ ملتی ہے
وگرنہ ایک عالم طالبِ اکسیر ہوتا ہے

مبارک ہو کہ شادان عید مین قربان ہونیکو
عدو تیرا مثالِ بز تہِ شمشیر ہوتا ہے

گھٹا کچھ آسمان پر بیطرح سی آج چھائی ہے
ہوا بدلی ہے لیکن اب خوشی کی بات آئی ہے

عجب کیا ہی جو مین حیرت زدہ ہون دیکھ منہ تیرا
کہ حیران دیکھ آئینہ ترے رخ کی صفائی ہے

نہین رہتا ہے میرا دل ترے بن کیا کرون اکدم
سہی جاتی نہین مجھسے قیامت یہ جدائی ہے

اگر ہو عاشقِ صادق دل و دین نذر لیجاوے
نہین کرتا کبھو معشوق اُس سی بیوفائی ہے

ملائک اور خلائق بحر و بر اُسکے بنائے ہین
یہ سچ کہتا ہون دیکھ آنکھون سی کیا اُسکی خدائی ہے

اگر آوے ادہر اسدم تو دون مین نذر کیا اُسکو
یہ جان اُسپر تصدق ہے یہ دل اُسپر فدائی ہے

دل وحشی ہوا وابستہ کیونکر اُسکے دامان ہی
کہ آنکھین دیکھ جسکی رُم کری آہو بیابان سے

نثار اُسپر نہوین کیونکہ پروین آسمان سے اب
خجل ہو ماہ جس خورشید رو کی روئے رخشان سے

نظر اُس نازنین رخسار پر جاکر نہین پھرتی
بتاؤ اب علاج اس درد کا کیونکر ہو درمان سے

نکلتے ہین سخن یون آبدار اُس یار کے منہ سے
جھڑی جیسے لگی ہو موتیون کی ابرنیسان سے

نہین ہی بات مین جسکی قیام اب اُس سے کیا کہیے
خلاصہ یہ خدا پالا نہ ڈالے ایسی نادان سے

بہارِ حسن سے یون پھول عاشق جنکے لاتا ہے
کہ جیسے باغبان دامن کو بھر لائی گلستان سے

عجائب جلوۂ جانان ہے کہنے مین نہین آتا
حقیقت کا بیان کسطرح پوچھے کوئی شادان سے

نظر اُس شوخ کی مشتاق پر بیطور پڑتی ہے
الٰہی خیر کوئی دم مین آفت اور پڑتی ہے

مزہ ہی دھوم ہے ساقی کے ہاتھون ہی پیالہ مین
جو شیشے سے شراب انگور کی فی الفور پڑتی ہے

نکلتی ہی نہین جون رنگ گل کی بیچ پیوستہ
نگاہِ عاشقان معشوق پر اسطور پڑتی ہے

دل اپنا چاہتا ہے یار سے ملکر لپٹ رہیے
جو چشم مست اُسکی ہمیہ وقت دَوُر پڑتی ہے

قصور اُس سے ہوا ہے کونسا کچھ منہ سی کہیے تو
سبب کیا ہے جو شادان پر نگاہِ جور پڑتی ہے

دیکھا نہ ہمنے ایسا پیارا کوئی جہان مین
گر دیکھنا کسی کا منظور ہے تو یہ ہے

ہوتی نہین میسر یہ بات جز عنایت
دنیا خوشی سے اپنی مقدور ہی تو یہ ہے

کیا اختیار اُسکا کہتے ہین جسکو انسان
ناچار ہے تو یہ ہے مجبور ہی تو یہ ہے

پردے مین گرچہ وہ ہے لیکن عیان ہی سب پر
ظاہر جو ہے تو یہ ہے مستور ہے تو یہ ہے

اپنے صنم سے ملتا ہر رنگ مین ہی شادان
شادان جو ہے تو یہ ہے مسرور ہی تو یہ ہے

بڑھاتا کسطرح شطرنج مین عیار مُہرا ہے
لُبھا لیتا ہے دل یارونکا کیا دلدار مُہرا ہے

لگانا توپ کا ہر بار کب ہے شست پر آسان
نہین آتا کسی کے ہاتھ کیا دشوار مُہرا ہے

صفائے دل ہے کافی نامۂ اعمال لکھنے کو
صفائی تاؤ کی دینے کو کیا درکار مُہرا ہے

اُسی کے ہاتھ آتا ہے جو کوئی مار کو مارے
جسے تریاق سب کہتے ہین سو وہ مار مُہرا ہے

نگہہ عاشق کی اُسپر جا پڑی تب یون لگا کہنے
کہ باندھا ہمنے بازو پر مرصع کار مُہرا ہے

نصیبون سے کبھو ملجاے ہی سردار لشکر کا
کسیکے ہاتھ آتا ورنہ کب ہر بار مُہرا ہے

سُنو شطرنج بازو جیتنے کی چال شادان سے
کہ فرزین راست رو ہے اور کج رفتار مُہرا ہے

شب گزرتی ہے سکندر کو بعیش و عشرت
چرخ بھی یار ہے اور طالع بیدار بھی ہے

اُس سے رکھتا ہے تعلق جو سراسر شاداں
بغرض مت کہو کچھ اُس سے سروکار بھی ہے

بسکہ کرتا ہے یار پیار سب مجھے
جانتا ہے وہ دوستدار سب مجھے

کچھ تو سمجھا ہے اپنے دلمین وہ
یون جو رکھتا ہے ہمکنار سب مجھے

چھیڑتا ہون اُسے تو کہتا ہے
کیون ستاتا ہے بار بار سب مجھے

ساقیا اور دے سب مجھے ساغر
نشۂ مے کا ہے خمار سب مجھے

دیر مت کر اب اپنے ملنے مین
کیون تو رکھتا ہے بیقرار سب مجھے

چشم بر راہ و گوش بر آواز
تیرا رہتا ہے انتظار سب مجھے

چہرہ تیرا جو دیکھتا ہون مین
نظر آتا ہے لالہ زار سب مجھے

وصل اُس سے ہوا تو مین سمجھا
مل گیا گنج بیشمار سب مجھے

ہم سے ملجا تو آ کے اے شاداں
وہ بلاتا ہے یون پکار[۱] سب مجھے

آ دیکھہ چشم جانان مخمور ہے تو یہ ہے
نرگس کی آنکھہ کیا ہے مشہور ہی تو یہ ہے

[۱] یعنی پکار کر

اسلیے رہتی ہے نت خواہش دیدار مجھے
تجھسے بہتر نہ ملا دل کا خریدار مجھے

جنس ایسی نہ لگی ہاتھ کہین دنیا مین
تیرے سودے سے ملی گرمی بازار مجھے

جب سے دیکھا تجھے اے مست نہین آپی مین
کر دیا بادۂ الفت نے یہ سرشار مجھے

چشم مین بستا ہے جون مردمک اے نور نظر
ہوئے کسطرح ترے آنے سے انکار مجھے

وا چھڑے یار نے نیرنگ دکھایا کیسا
جسطرف دیکھیے آتا ہے نظر یار مجھے

مین دوانہ ہون اسی بات پہ اُس پیار یکی
چشم بد دُور وہ کرتا ہے بہت پیار مجھے

بد تکبر سے نہین خلقت انسان مین کچھ
شکر اللہ کہ نہین نام کو پندار مجھے

یا الٰہی یہ مناجات ہے اشاد ان کی
ہون مین غفلت مین پڑا کر دے تو ہشیار مجھے

ہے وہ خاموش یہ کرتا کبھو گفتار بھی ہے
روٹھ جاتا ہے کبھو ہمسے کبھو پیار بھی ہے

شان اسکی ہے کہ اپنا بھی ہے بیگانہ بھی
یار کا یار بھی اغیار کا اغیار بھی ہے

ہے سیانا نکہو اُسکو دوانہ تم لوگ
صرف سرشار نہ سمجھو اُسے ہشیار بھی ہے

شر مین مختار ہے نیکی کی مدد یار سے ہے
گرچہ مجبور بظاہر ہے یہ مختار بھی ہے

گرچہ دنیا مین سراسر ہے کوئی آغشتہ
نہ سمجھ اُسکو تو بیکار وہ باکار بھی ہے

سبز اور شاداب ہو جاتا ہے صحرا ہر طرف — ابرِ رحمت جب کرم سے اپنے منہ برسای ہے
دیکھ کر تجکو ٹھٹک رہتے ہین کیا اڑتے پرند — تیرا چلنا آبجو مین آب کو ٹھہرای ہے
شرم بیگانے سے کرتے ہین یگانے سے نہین — بیحجاب آجا ہمارے بر مین کیون شرمای ہے
چین آتا ہے ہمارے دلکو سو سو رنگ سے — جب ہمارے گھر مین وہ جانان کرم فرمای ہے

سیج پھولون کی بچھا سو رنگ سے کرتا ہی ناز
جب سے **شادان** نے سنا ہی یار میرا آی ہے

عقل اور تدبیر تو اسکی نہ دامنگیر تھی — الفتِ لیلی ہی مجنون کی مگر زنجیر تھی
وصف مین اس چہرے کے میری یہی تقریر تھی — خطِ نہ تھا مکھڑے پہ اسکے خوشنما تحریر تھی
جسطرف مین دیکھتا تھا اسکے جلوے تھے نمود — مردمک آنکھون مین میری یار کی تصویر تھی
جب لگایا آنکھ مین بینائی اپنی کیا کہون — چشم مین خاکِ قدم اس یار کی اکسیر تھی
قصہ اسکا سنکے افزایش نہو کیون عشق کی — رانجھا عاشق تھا وہ صادق جسکی دلبر ہیر تھی
روز افزون دیکھ طالع یون منجم نے کہا — جسکے یہ طالع ہین اسکی کیا بھلی تقدیر تھی

ہو گیا دل شاد **شادان** دیکھتے ہی یار کے
رات دن ملنے کی اسکے اسلیے تدبیر تھی

جسکے دیکھے سے طراوت ہووے آنکھونکو دو چند
دور اسکندر کا ہی تو اے فلک مت کر دو تنگ

اے صبا شبنم سے ہر ہر برگ گلشن ڈہانپ دے
کر کے بوچھار ابر کی تو سر بسر بن ڈہانپ دے

تجھ سے یون کہتا ہی شاداں بات یہ ہیگی کٹھن
مُن نہین ڈھپتا مگر تو یاد سے مُن ڈہانپ دے

وہ جھگڑا جسگھڑی اپنا ہمین دکھلای ہے
کسطرحکا شوخ ہے کہنے مین کچھہ آتا نہین
جانتے ہین اُسکی ہم یہ بازبان سو رنگ کی
غنچہ جب تک بند ہے ہرگز نہین دیتا ہے بُو
دل ہمارا مثل گل کھلتا ہے اُسدم شاد ہو
کسطرحکا پیچ ہیگا عشق مین مت پوچھ کچھہ

پھر جھپکتی ہی نہین ہے آنکھہ جب لگجای ہے
دل ہمارا لیگیا اور پھر ہمین بہلای ہے
آپ وہ کرتا ہے سب کچھ غیر کو تبلای ہے
کیا خوشی ہوتی ہے جسدم گلجھڑی کھلجای ہے
جب صبا گلشن سے گلرو کی خبر پہونچای ہے
دل اُلجھ جاتا ہے جسدم زلف وہ اُلجھای ہے

اِسلیے شاداں کہ یان جرأت جو جرات کر گیا
دوسری بھی اب غزل کہنے کو جی للچای ہے

چہرہ اپنا ہر گھڑی چھپ چھپ کے جو دکھلای ہے
جیسے لہراوے ہی سبزہ خلعتِ سرسبز سے

وہ ہمارے دلکو ہر دم آپ سے برچای ہے
موج اُسکی یاد سے دریا مین یون لہرای ہے

رو بینی ہو کرنا

موسم گل ہے یہ شاداں موسم عیش و طرب
جسطرف سُنتے ہین آتی بانگ نوشانوش ہے

جب سے دیکھا گل نے اسکو رشک پیراہن پہ ہے
رشتہ اُس سے یون لگا ہی جون رگ گل میں ہی
لو دمامہ ابر کا بجنے لگا بھر شگون
جو گیا اُس بن مین تن من سے دوانہ ہو گیا
آگیا سرو خرامان جو چمن مین سیر کو
لیگیا ہے دل ہمارا اک نگاہ شوخ سے

پیرہن پر رشک کیا ہی بلکہ اُسکے تن پہ ہے
تار اشکو نکا ہمارے یار کے دامن پہ ہے
اب مگر برسیگا لوگون کی نظر ساون پہ ہے
عشق کا چھایا ہوا کیسا ابر بندرابن پہ ہے
کیا بہار اس بر مین دیکھو تو اب گلشن پہ ہے
دلفریبی دلربا کی ہرطرح جوبن پہ ہے

نوجوانی سے ہوا ہے پیر اُسکے شوق مین
عشق شاداں کا ہمیشہ یار کے جوبن پہ ہے

عیب گر دیکھے کسی کا اُسپہ دامن ڈہانپدے
زیب دیوے قبضۂ شمشیر جس سے ہاتھ مین
پاس ہر اک چیز کا کیجے ثمر کے واسطے
بات پڑنے مین کھلی ظاہر نہ کر تو زینہار

جو برہنہ ہووے اُسکا لطف ہی تن ڈہانپدے
نقرئی کر کے ملمع عیب آہن ڈہانپدے
موسم بارش مین جو بھیگے تو خرمن ڈہانپدے
بر ملا بُت کو نہ لیجا اے برہمن ڈہانپدے

سیر کو نکلا ہے وہ اُسکی ہوا آنے لگی
ہر طرف سے تہنیت کی اک صدا آنے لگی

بیحجاب اب ہمسے کیون ہوتا نہین ہی وہ صنم
نام آیا میرا اور اُسکو حیا آنے لگی

سو طرح کے ناز کرتا ہے وہ ہر دم نازنین
جانتا ہے مجکو خوش اُسکی ادا آنے لگی

ہے دُلہن فصلِ بہاری اور دولہا شاہِ گُل
ہے جو شادی کی خبر بوے حنا آنے لگی

رنگ مین معشوق کے دل جسکا رنگین ہو گیا
آسمان سے ہر گھڑی اُسپر ندا آنے لگی

عالمِ غفلت مین بھی کھٹکا ترا اس دلمین تھا
ہو گیا بیدار جب آوازِ پا آنے لگی

جلد ہو بیدار شادان اب تو ہے وقتِ سحر
لے خبر دلدار کی بادِ صبا آنے لگی

جسنے دیکھی نرگسِ شہلا تری مدہوش ہے
کہہ نہین سکتا مثالِ آئنہ خاموش ہے

خیرہ ہوتی ہے نظر خورشید پر پڑتی ہی جب
جسنے دیکھا رُخ کو تیرے بیخود و بیہوش ہے

فہم سے اپنے شناور کیونکر اُسکی تھاہ لے
ایک دریا ہے کہ اپنی موج مین پُر جوش ہے

دل مین رکھو اُسکو جیسے دُر کو رکھتی ہی صدف
پندِ عارف دُر سے بہتر سنتے ہین گوش ہے

جسنے دیکھا یون کہا محفوظ چشمِ بد سے ہو
آج محفل مین ہماری عیش و شادی نوش ہے

ٹوک مت تو دیکھ عشرت دور ہو جا ای رقیب
بعدِ مدت آج کی شب یار ہم آغوش ہے

۱ یعنی ایکبارگی
۲ یعنی دیکھکر

کبک سے بہتر تری اے سرو قد رفتار ہی
سحر ہے اعجاز ہے افسون تری گفتار ہے

سو طرح سمجھا کے کہتا ہون صنم آ جا ادہر
پر نہین آتا کبھو وہ یار کیا عیار ہے

گر نہ دیکھے اک نظر عاشق تڑپتا ہی رہے
بیخودی سے خواب مین بولی کدہر دلدار ہے

رم کیے جاتا ہے وہ آہو نگاہ اس دام سے
کس طرح سے مین بچھاؤن دام وہ ہشیار ہے

ہم نہین سنتے ہین ایسی چاپلوسی کے سخن
گفتگو سے درگزر پیارے جو ہے کردار ہے

دل ٹھہرتا ہی نہین ہے کسطرح دیکھون تجھے
تشنہ لب کی طرح سے یہ طالب دیدار ہے

پیرہن مین غنچہ سان شادان سماتا ہی نہین
بیخودی سے مست اور سرشار آتا یار ہے

گوہر یکتا کو کیون تشبیہ دین ہم سنگ سے
رنگ لعل بے بہا پھیکا ہی اُسکے رنگ سے

لاؤ بالی پن سے گر معشوق دیکھے اک نظر
شیفتہ ہون اور مفتون ہو نہین ایسی ڈہنگ سے

عاشق ایسا تر بھرا کر بولتا ہیگا پکار
مین دوانہ اُسکا ہون کیا کام نام و ننگ سے

گر محبت ہو کسی کو دل سے اپنے یار کی
مضطرب ہو ڈہونڈتا آوے وہ سو فرسنگ سے

دیکھ شادان تیرے اعدا پر چلیگی غیب سے
دہار سو سو بار شمشیر دو دم کی جنگ سے

کام کرنے کے کیا کریہ نکہہ دل سے کبھو
کام تھا سو ہو چکا اور کامگاری ہو چکی

جو کہ دینا تھا دیا اب شکر اُسکا کر مدام
جب مراد آئی تری اُمیدواری ہو چکی

کرتے تھے ہم انتظار اُسکا خدا کا شکر ہی
یار آیا اب بغل مین بیقراری ہو چکی

پوچھتے ہو ہمسے کیا یہ بات تو ہے آشکار
آب آیا جب چمن مین نہر جاری ہو چکی

آفرین شادان اُسے جو پاس آقا کا رکھی
جو نجانے حق کو اُس سے پاسداری ہو چکی

دل کبھو مت جائیو سنبل کے سائے کی تلے
مار ہیگا دیکھیو کاکل کے سائے کے تلے

رنگ و بو پایا ہے فیض اُسکے سے کہتی ہی صبا
گل رہا کرتے ہین اُس گل کی سائے کی تلے

بادۂ الفت کا جسکو شوق ہے بیہوش ہو
نشہ مین لوٹے ہے جام مُل کی سائے کی تلے

اے دوانے اُسکے سائے کے تلے تو بھی تو جا
جوش سے آیا ہے دریا پُل کی سائے کی تلے

جس نے بویا تخم نیکی کا ثمر اُسکو ملا
بیٹھتا ہے ہر مسافر گُل کی سائے کی تلے

جسکا راکب ہے شہنشاہِ ولایت صفدر دین
تو بھی آ اک دم اُسی دلدل کی سائے کی تلے

تو بھی ہو رطب اللسان شادان ثنائے یار مین
غنچے دیتے ہین صدا بلبل کے سائے کی تلے

دام مین زلفِ صنم کے ہو گئے لاکھون اسیر
جو گیا محفل مین اُسکی کرتے تھر تھر پاؤن تھے

اسلیے کہتا ہون مین آنکھون مین وہ پھرتا رہا
عاشقون کے اشک سے اُس شوخ کی تر پاؤن تھے

اُسکے چہرے کی کرے تعریف شادان کسطرح
جس پری کے حور کے ٹکڑے سے بہتر پاؤن تھے

آنکھ سے پردہ نکر پردے کا گھر یہ بھی تو ہے
تو تو دیکھے ہم نہ دیکھین طرفہ تر یہ بھی تو ہے

دردِ سر کا کیا گلا اے دلِ دیوانے عشق مین
ایسے روٹھے کو منانا دردِ سر یہ بھی تو ہے

بھول کر دیکھا تجھے آنکھون مین ہی تیری شبیہ
دیکھتا ہی کیون اُدھر ہر پیشِ نظر یہ بھی تو ہے

برگِ گل سے نازنین تر ہے ہمارا نازنین
شاخِ گل کیون دیکھیے نازک کمر یہ بھی تو ہے

چھپکے اُسکو دیکھنا چاہین تو دیکھین کسطرح
دیکھتے دیکھے نہ کوئی ہمکو ڈر یہ بھی تو ہے

کیون صنم ہمسے صفائی کے نہین کرتی کلام
بات کرنے مین تمہارے اک ہنر یہ بھی تو ہے

ہے ترا مشتاق شادان کب ادھر آئیگا تو
اِسطرف آجا کہ تیری رہگزر یہ بھی تو ہے

آئی عشرت گھر ہمارے انتظاری ہو چکی
عیش کی باری ہے اپنے سب کی باری ہو چکی

بات ہے یہ ہی میان دل مین کوئی کچھ بھی کہے
فرض ہے کرنی وفا جب شرط یاری ہو چکی

لذتِ لب تیری شادان کو نہین ہی بھولتی
بوسہ تیرا چاہیے اے انتخابی دے مجھے

کسطرح کا حُسن تیرا کیا ترا انداز ہے
دل فدا ہووے نہ کیونکر سو طرح کا ناز ہے

بوستانِ حُسن مین شمشاد ہے قامت ترا
جدولِ خط سبزہ رنگی پر عجب پرواز ہے

سو طرح سے پوچھتا ہون تو نہین دیتا جواب
کوہ بھی اے سنگدل دیتا مجھے آواز ہے

چشم جادوگر نگاہ تیز اُسکی ہے خدنگ
پنجہ مژگان بسانِ چنگلِ شہباز ہے

رنگ مستی مین نہان ہین اسطرح وہ لعلِ لب
ابر مین مہتاب اور پردے مین جیسی راز ہے

زلف ہے مکھڑے پہ اُسکے کیا کہون کیا دلفریب
قامت اُسکا ہے قیامت سروسی ممتاز ہے

اک سخن پر دیدیا شادان نے اُسکو دین و دل
بات اُسکی ہے کرامت یا کوئی اعجاز ہے

دل پڑا تڑپے تھا جبتک در سے باہر پاؤن تھے
کیا مہر کتا سہر کہ اُسکے اپنے سر پر پاؤن تھے

پاؤن اپنے کفش مین رکھتا تھا جب وہ نازنین
جون صدف تھی کفش اُسکی مثلِ گوہر پاؤن تھے

کیون نزاکت مین نہوتا شہرۂ آفاق وہ
برگِ گُل سے اُس پری پیکر کی خوشتر پاؤن تھے

جبکہ رکھتا تھا زمین پر پاؤن وہ وقتِ خرام
چشم و دل زیرِ قدم تھے کب زمین پر پاؤن تھے

گل چمن مین بن ترے دیتا نہین ہی بو مجھے
یاد آتا ہے دم سیر گلستان تو مجھے

دل ترے بن بیقراری سے تڑپتا ہی مدام
کب دکھائیگا جمال اپنا تو ای گلرو مجھے

زلف کے پیچون مین اُلجھا ہے مرا دل ای صنم
ہوگیا دام محبت حلقۂ گیسو مجھے

ہت بندھا رہتا ہے دل مین دہیان کب جاؤن اُدہر
دیکھکر محراب یاد آتے ہین وہ ابرو مجھے

کب تلک چھپ چھپ کے جائیگا مری آنکھو نسی تو
اک نہ اک دن تجھپہ ہو ہی جائیگا قابو مجھے

بندگی جیسی مین رکھون تو بھی رکھہ ویسا کرم
ہے مثل مشہور پیارا مین تجھے اور تو مجھے

شاد ہو کہتا ہے شادان تجکو دیدے کر دعا
اپنی چھاتی سے لگالے جلد اے خوشخو مجھے

دیر کیا کرتا ہے ٹک آکر شتابی دے مجھے
پر شراب لا کے اے ساقی گلابی دے مجھے

جسکے پینے سے نظر آئے صنم سو رنگ سے
اک پیالہ تو جو پیتا ہے شرابی دے مجھے

منتظر کب سے کھڑا ہون تیرے مجرے کیلیے
جلوہ گر ہو لطف سے اور باریابی دے مجھے

گر حجاب اس بات مین کیجیے تو تو ملتا نہین
مانگتا ہون تجھسے تجکو بےحجابی دے مجھے

جھوٹ مت کہہ سچ بتا کسدن ملیگا وہ صنم
ہے سوال اپنا جواب اسکا جوابی دے مجھے

قیمت اُسکی نقد دل دینے کو مین تیار ہون
جو کیا تو نے ثواب اپنا ثوابی دے مجھے

جس جگہ وصلِ صنم تجھکو میسر ہووے
جیسے اکسیر سے مس ہووے طلائے احمر
نام عشاق کے دفتر مین لکھین گے اُسکا
حُسن کو تیرے سبھی رشکِ پری کہتے ہین

اے دوانے تجھے وہ دشت گلستان بن جاے
دیکھے ذرّے کو تو خورشیدِ درخشان بن جاے
دل کسیکا جو غبارِ رہِ جانان بن جاے
دیکھ تصویر تری آئنہ حیران بن جاے

جسکے سُننے سے مسرت ہو سخن سنجون کو
اک غزل اور بھی کہہ تجھسے جو شادان بن جاے

تجکو دانا بھی اگر دیکھے تو نادان بن جاے
بیٹھے ناجنس مین انسان تو حیوان بن جاے
سُنکے گفتار تری غنچۂ گُل جاے چٹک
جبکہ مہندی سے وہ رنگین کرے ہاتھونکو
اے تہیدست نہ بازار مین جا تو ہرگز
کون کہتا ہے کہ کافر کو نہین ہے ایمان

ہر خردمند یہان طفلِ دبستان بن جاے
صحبتِ نیک سے حیوان بھی انسان بن جاے
دیکھ رفتار تری سروِ خرامان بن جاے
پنجۂ دست وہین پنجۂ مرجان بن جاے
کر وہ سامان کہ تو صاحبِ سامان بن جاے
یاد اُسکی جو کرے گبر مسلمان بن جاے

بیتِ ابرو کی جو تعریف لکھی ہی شادان
کیون نہ ہر شعر ترا مطلعِ دیوان بن جاے

فتحِ لنکا سے ہوا جشن مبارک اُسکو
بھاگے روبہ کی طرح کیونکہ نہ راون اُس سے
ق
سامنے رام کے بھرتا تھا دسہرا پانی
دہاک سے جسکی ہوا شیر کا زہرا پانی

شبِ مہتاب بھلی لگتی ہے شادان ایسی
ماہ کے عکس سے جون ہووے روپہرا پانی

ہاتھ آیا ہے صنم آج تو دشواری سے
چوکتا ہی نہین پر اپنی وہ عیاری سے
گرچہ اچپل سے ہے مگر رکھتا ہے ہم پر احسان
دل ہمارا ہے لیا یار نے دلداری سے
ساقیا جام لے آ ہیگا یہ ہنگامِ طرب
یار بدمست چلا آتا ہے سرشاری سے
جاے نازک سے ہے سنبھلنا ہی بہت یان مشکل
پاؤن رکھہ اپنا سنبھل دیکھ کر ہشیاری سے
اس سے بہتر نہین کچھ بات یہ سُن لے ہمسے
گر کٹے رات تری یاد مین بیداری سے
یا خدا اپنے گنہگار پہ رحمت کیجو
گرچہ مجرم ہے تو مت چوکیو غفاری سے

شاد رکھتا ہے جو شادان کو کرم سے اپنے
رہتا آرام سے ہے تیری مددگاری سے

دلِ عشاق اگر گوے گریبان بن جاے
مژۂ چشم تری سوزنِ دامان بن جاے
گر نظر اُسکی پڑے مور سلیمان بن جاے
پارۂ سنگ ابھی لعلِ بدخشان بن جاے

اس گھڑی پاس تم آئے تو صفائی ہوگی — ٹک اگر دیر لگائی تو لڑائی ہوگی

تم کہو گے اگر اک آن بھلا صبر کرو — دیکھ لین کہ اجل مجکو جُدائی ہوگی

ہوگیا ایسا دوانہ کہ نہین ہوش سب مجھے — کہین وہ حور مگر ٹک نظر آئی ہوگی

اسلیے کُن سے کیا تونے پدیدار جہان — اپنے جلوے سے نمودار خدائی ہوگی

مین ترے ملنے کا مشتاق سدا رہتا ہون — کب ترے پاس مرے یار رسائی ہوگی

بوسہ دیوے تو اگر مجکو تو کیا ہووے مزہ — لب وہ شیرین ہین کہ ایسی نہ مٹھائی ہوگی

ہے وہ معشوق مرے پاس تو کہتا ہے دُور — تیری آنکھون مین مگر دیکھ سلائی ہوگی

تجکو کہتا ہون مرے یار تو سُن دھر کر کان — کام نیکی کے کریگا تو بھلائی ہوگی

اپنے جامے مین سمائے گا نہ پھولا شادان
وہ پری لطف سے اُسکے جو گھر آئی ہوگی

کیا ملے انت حقیقت کا ہے گہرا پانی — جو رہا آپ سے ہے آپ مین لہرا پانی

ماہرو چہرہ ترا جا ہے عجب حیرت کی — ہوکے آئینہ سا حیرت زدہ ٹھہرا پانی

اور سے اور ہوا یار کی تصویر کا رنگ — یک قلم پھیرا جو نقاش سُنہرا پانی

تابشِ مہر سے بیتاب ہوا جاتا ہے — یار کے واسطے لیجائیو مُہرا پانی

دلکے آئینہ مین کیا خوب پری رہتی ہے
پھول مین پھول کی بُو جیسے بھری رہتی ہے

یار ہے دل مین مگر ہمکو خبر اُسکی نہین
جسطرح سہو سے کچھ چیز دھری رہتی ہے

ہے سخاوت وہ شجر جیسے چراغِ مُقبل
خشک ہوتی نہین شاخ اُسکی ہری رہتی ہے

جو کہ اُس کوچے مین جاوے سو معطر ہووے
عطر بیز ایسی نسیمِ سحری رہتی ہے

بات حاصل ہے وہ مجکو جو سلیمان کو نتھی
میری محفل مین سدا جلوہ گری رہتی ہے

سچ کہو اپنے صنم سے جو نہووے حقّت
بات پوشیدہ کہین کھوٹی کھری رہتی ہے

کام نیکی سے کریگا تو رہیگا شادان
ایسی باتون مین تری ناموری رہتی ہے

پیرہن یار کا ہیگا جو گلابی میرے
دیکھ کر اُسکو ہوے دیدے شہابی میرے

انتظاری مین تری نیند نہین آنکھون مین
دے جواب آکے مجھے اب تو جوابی میرے

تیری ہی واسطے محفل مین بھری ہین شیشے
بھیجیو ہاتھ سے اک جام شرابی میرے

جسکے سُنتے ہی یہ دل وجد مین اب آجاوے
بیتِ توحید بجا ایک ربابی میرے

کیا کہون یار کہ اعمال مرے کیسے ہین
پوچھ احوال مرا اب نہ حسابی میرے

عرض رکھتا ہے یہ شادان جو کبھو ہووے قبول
یار لگ جا تو گلے آکے شتابی میرے

واہ کیا لطف سے اب کے یہ بہار آئی ہی
لے چھڑی پھولون کی ہاتھون مین نزار آئی ہے

نہین پھولا مین سماتا ہون خوشی سے یارو
وہ پری موسمِ گل مین بکنار آئی ہے

دل کرون اُسپہ فدا لاکھ طرح سے مین اگر
کوئی کہدے کہ مراد اب تری یار آئی ہے

آم ٹپکین ہین درختون سے صنم ہے بر مین
کان مین زور یہ کویل کی پکار آئی ہے

ماہ میرا جو وہ نکلا ہے فلک سے زہرہ
لیکے انجم سے طبق بہرِ نثار آئی ہے

آج کیا آئی ہے اُس حور کے دلمین واللہ
ڈالنے میرے گلے بیچ جو ہار آئی ہے

اُٹھ ذرا خواب سے بیدار ہو جلد اے شادان
تجھسے ملنے کو پری کر کے سنگار آئی ہے

مجلسِ عیش ہے اور تسپہ گھٹا چھائی ہے
مژدہ وصلِ صنم بادِ صبا لائی ہے

دلِ مشتاق تڑپتا ہے مرے سینے مین
اُسکے گھنگرو کی جو کانون مین صدا آئی ہے

کیون نہو سروِ گلستان سی ہے تو رعنا تر
دلکو میرے جو تری یار ادا بھائی ہے

مت کہو اُسکو دوانہ کہ سیانا ہے وہ
عشق مین ہوتے دوانہ تو وہ دانائی ہے

کر گئے ہین گے نصیحت یہ سنو دھر کر کان
آنکھ موندی تو گریگا کہ یہان کھائی ہے

اپنے دل مین جو رکھا کینہ کسی نے شادان
گر گیا اپنے سے وہ آپ سزا پائی ہے

کشورِ دل مین جو آمد ہوئی مہمانون کی
ہو گئی گرمیِ بازار یہ دُکانون کی

شعلہ رو پر دلِ عشاق تو یون جھکتے ہین
شمع پر دہوم ہو جسطرح سے پروانون کی

ڈہونڈتے پھرتے ہین کیا یار کو اپنے ہردم
آج جنگل مین بڑی دہوم ہی دیوانون کی

اپنے ہاتھون سے پلاتا ہے پیا پے ساقی
آج تو ڈاک سے ہے بیٹھی ہوئی پیمانون کی

عشق مین تم تو دوانے تھے ہوا کیا تمکو
باتین کرتے ہو عجب آج یہ فرزانون کی

اے پری چہرہ ترا حسن ہے مہ سے افزون
سلکِ گوہر سے صفا خوب ہی دندانون کی

دل یہ کہتا ہے کہ آئے گا وہ ساقی شادان
بوے خوش آجکی شب آتی ہے میخانون کی

کیون پڑا سوتا ہے گھڑیال بجانے والے
تجکو دیتے ہین جتا بات جتانے والے

انتظاری مین کٹی رات ہوئی صبح نمود
کیا خبر یار کی لایا ہے تو آنے والے

کہیو معشوق سے مشتاق ہے تیرا عاشق
میرا پیغام بھی لے جائیو جانے والے

ایک مدت سے پڑے ڈہونڈتے ہین آبحیات
خضر سان راہ بتا راہ بتانے والے

پیاری باتین جو پیارے کی کہین ہنس ہنسکر
خوب محظوظ کیا تو نے ہنسانے والے

تجکو تولیگا جواہر کے برابر شادان
لا مرے گھر مین تو معشوق کو لانے والے

شرم کی مجھسے نہ اب لیجیے مین عاشق ہون
ناز کرتا ہون مین تم پر جو مجھے چاہتے ہو
ماننے کا مین نہین بوسہ لیے بن ہرگز
چھوڑنے کے نہین زنہار مجھے اک لمحہ
اے قمر مین نے سُنا ہے یہ نجومی سے کہ تم
جانِ من میرا عجب حال تمہارے بن ہے

جب بغل مین تمہین کھینچونگا تو شرماؤ گے
جانتا ہون کہ مین روٹھون گا تو سمجھاؤ گے
مجکو سو طرح سے گر پیار مین بہلاؤ گے
میری الفت کا مزہ آج اگر پاؤ گے
آج کی رات خوشی سے مجھے گرماؤ گے
دل تڑپتا ہے کبھی آن کی ٹھہراؤ گے

تم سے کرتا ہے بچن اپنی خوشی سی شادان
دُونگا مین لاکھون اگر یار مرا لاؤ گے

ہم پہ وہ شوخ جو کرتا ہے نگاہے گاہے
چاہتے ہین کہ رکھین خانۂ دل مین تجکو
آپ ہین شمع تو یہ آپ کے پروانے ہین
تیری چاہت یہ دل اپنا تجھے اب دیتے ہین
ہے شمار اب یہ شب و روز کب آئے وہ ماہ
دل نثار اپنا کرے ہو کے یہ شادان شادان

کب گمان تھا کہ ادہر دیکھے گا گاہے گاہے
کب قرار آئے جو ملیے سحر اگاہے گاہے
عاشقونکو تو بھلا دیجیے پناہے گاہے
چاہتے ہم ہین اگر تو ہمین چاہے گاہے
ہمسے کرتا ہے جو وہ وعدۂ ملاہے گاہے
ہو وے مقبول اگر عذر گناہے گاہے

شادان ذرا تو فکر کسی بات کی نہ کر
کھولینگے مشکلون کی تری پنجتن گرہ

ردیفِ یاے تحتانی

دل یہ چاہے ہے کہ رہیے ترے در کی آگے
سر ترے زانو سے اک لحظہ نہ سرکے آگے

اک نظر دیکھوگے ہمکو بھی کبھو ایصاحب
پاسبان ہوکے پڑے رہتے ہین گھر کی آگے

حسن تیرا ہی فلک پر ہے وگرنہ کوئی
سرخرو ہو نہ سکے شمس و قمر کے آگے

عاشقون کو ترے پروا ہی نہین ہے زر کی
جان کرتے ہین فدا لوگ تو زر کے آگے

اشکِ عاشق سے گہر کیون نہو پانی پانی
آبرو کس کی رہے ایسے گہر کے آگے

مت کہو دور وہ رہتا ہے نظر سے اپنی
یار رہتا ہے سدا اپنی نظر کے آگے

مول اس جنس کا دنیا مین نہین ای شادان
آوے معشوق تو کیا دیجیے سر کے آگے

مین طلبگار تمہارا ہون کہ کب آؤگے
میرے دل مین جو تم آؤ گے کہان جاؤگے

چھوڑنے کا نہین مین تمکو کہان جاؤگے
سُوا اسے تم اگر جانِ من اتراؤگے

پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھ
جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہیں بیگانہ

یار آتا ہے مرے گھر مین کہے ہی شادان
ساقیا دیر نکر بھر دے مجھے پیمانہ

مست ہو پوچھتے ہو ہمسے کہان ہی شیشہ
ہے عیان بھولکے مت کہو نہان ہی شیشہ

عشق دلدار کا جس دل مین نہو ہے ناچیز
ہووے جو بادہ سے خالی سو گران ہی شیشہ

صحبتِ شب کا خمار اب تئین ہی آنکھو مین
ڈھونڈ کر جلد کوئی لائے جہان ہی شیشہ

گردشِ چشم نے تیری یہ نتیجہ بخشا
ہاتھون ہی ہاتھ شب و روز روان ہی شیشہ

تیرے ہی لطف سے خوش ای مرے جان رہتے ہین
سنگدل اتنا نہو دل تو یہان ہے شیشہ

سیری ہوتی نہین ساغر سے مجھے ای ساقی
لا مرے منہ سے لگا دے تو کہان ہی شیشہ

بادہ خوارون مین عجب شخص ہی یہ شادان بھی
نشہ مین کہنے لگا راحتِ جان ہی شیشہ

غربت زدون کے دل مین ہی حبِّ وطن گرہ
مقدور ہے کسی کا جو کھولے کٹھن گرہ

ہے بات وہ بھلی کہ جو ہوتی ہی صاف صاف
کُھلتی نہین ہے جو کہ پڑے در سخن گرہ

دل تنگ ہو کے اِسلیے لب کھولتا نہین
رکھتا ہے رشکِ لب سی عقیقِ یمن گرہ

لہ اب تک کی جگہ اب تئین قدیم زبان ہے ۱۲

دل نہ کس وجہ تری زلف کے پیچون مین پھنسے
حسن تیرا ہے بلا تسپہ ادا کیا کیا کچھ

گلفشتان تھا عجب انداز سے وہ محفل مین
کیا کہون مین مرے کانون نے سنا کیا کیا کچھ

شرح اُسکی مین کرون کیا جو لیا ہے تمنے
دل ہی تنہا نہ لیا اور لیا کیا کیا کچھ

ہمنے چھیڑا جو اُسے خواب سے شب چونکتے ہی
تھا وہ خاموش مگر کہنے لگا کیا کیا کچھ

شوق مین تیرے جو بیتاب رہے ہم تسبکو
اک نظر دیکھہ کہ احوال لکھا کیا کیا کچھ

دل مین رکھتے ہین ترے ناز و ادا کی باتین
شوخ تیری ہی زبان سے ہی سنا کیا کیا کچھ

رات شوخی سے کیا ہمکو جو باتون مین اسیر
یاد سب ہے وہ میان تمنے کہا کیا کیا کچھ

مال اور ملک و زر و دولت و نعمت شادان
شکر اُسکا کہ مجھے اُسنے دیا کیا کیا کچھ

شمع رو پر جو دل و جان سے ہے پروانہ
لوگ کہتے ہین یہ عاشق ہے عجب دیوانہ

شب تاریک مین بجلی سی چمک جاتی ہے
زلف مین کھینچے ہی دلدار مرا جب شانہ

خوب ہی اپنے تئین آج سنوارا تو نے
کان مین لٹکے ہے دل لینے کو یہ دُر دانہ

سارے عالم کو مے عشق سے مدہوش کیا
سب ہین دیوانے اُسیکے ہے وہی فرزانہ

کیون نہ دن رات کرے خلق کی مہمانداری
سب ہین مہمان اُسی کے وہ ہی صاحب خانہ

جو لڑکا اپنی حد سے ہوگیا باہر سو ابتر ہے
قدم باہر نہ رکھ اپنا بتاتی ہے یہ حد مجکو

سمجھنا ایک سے دو کو یہی دبدہا ہے اے پیارے
دوئی کو چھوڑ غافل ہے یہ سمجھایا احد مجکو

زبان ہی شکر کیا کیجے نہین طاقت ہی کچھ مجھ مین
کہ مدے ہے یاد اپنی آپ اللہ الصمد مجکو

اسی پر ہے عمل میرا خدا اسیر رکھے قائم
جو فرمایا ہے قرآن مین وہی ہیگا سند مجکو

کرون کیونکر نہ اُسکا شکر مین دن رات اے شادان
کہ دی ہے نعمتِ عظمیٰ خدا نے تا ابد مجکو

سُنین جو واعظ کی ایسی باتین کہان ہی ایسا دماغ ہمکو
صنم کی باتون مین جبکہ رہی ہین نہین ہی اتنو فراغ ہمکو

چھٹک رہی ہین ستارے شب کو عجب طرح کی بہار ہیگی
پیارا آیا ہے گھر ہمارے تو بھر دی ساقی ایاغ ہمکو

نظر نہ آتا تھا کچھ بھی لیکن جو اُسکو دیکھا تو سبکو دیکھا
اندھیری شب مین بھٹک رہی تھے ہوا وہ جلوہ چراغ ہمکو

تمہاری خاطر ہمارے پیاری ذرا تو دیکھو کیا ہی کیا یہ کچھ
بھٹکتے پھرتے تھے رات اور دن ملا ہی ابتو سراغ ہمکو

اُسکی دولت ہی عیش گھر گھر کہان ہی ایسا بتا و سلطان
شہِ سکندر سوار ہووے تو کیون نہ جنگل ہو باغ ہمکو

ردیفِ ہائے ہوز

شب کو ہم تھے وہ صنم تھا تو ہوا کیا کیا کچھ
کیا کہین لطف ہم اُسکا کہ رہا کیا کیا کچھ

ع
یعنی بردولت

غزالون کی طرح کرتا ہے آہو چشم رم ہمسے
مگر ہم جانتے ہین رام وہ خواہی نخواہی ہو

کشاکش کسقدر ہوتی ہے فیمابین مت پوچھو
مرے پہلو سے جب وہ چاہتا ہی اُٹھ کے راہی ہو

چھپا ہے عشق میرا چاہتا ہون فاش ہو جائے
مین عاشق ہون خبر یہ ماہ سے لے تا ماہی ہو

خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو
اثر رکھتی ہے اکثر جو دعای صبح گاہی ہو

دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین
کہ زیبندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

صنم وہ جبکہ گھڑی کھولے ہی منہ پر اپنے بالونکو
کھلاتا ہے دو طرفہ ہاتھ مین لے کے کالونکو

نہ چھپکر بیٹھ گھر مین اسطرح اے قلزم خوبی
چمن مین آبداری دے تو جا کر نونہالونکو

مگر تیرا ہی لانا دام مین اے شوخ مشکل ہے
بہت آسان ہے لانا دام مین وحشی غزالونکو
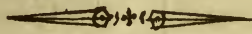
مجھے کب ڈر کسی کا ہے جو ہے تیری مدد مجکو
کسیکو کد نہین مجھسے کسی سے ہے نہ کد مجکو

اُسی کی آبیاری سے چمن سرسبز ہے میرا
دیے ہین اُس نے لاکھون رنگ کی گُل ہر سبد مجکو

تری قدرت کے ہین سب کھیل دانا ہوی سو جانے
کیا جو تو نے سو اچھا نظر آیا نہ بد مجکو

چمک جاتا ہے بجلی سا مری آنکھون مین تو ہر دم
کھڑا مشتاق ہون تیرا دکھا رخ سرو قد مجکو

شادان پڑا رہے ہے ترے در پہ اب سدا
اسواسطے کہ غیر کبھو دُو بدُو نہو

کام اپنا آپ اپنے ہی ہاتھون سنوار لو
دو ایک راہ حق مین تو سو سو ہزار لو

آہو مثال گرچہ وہ کرتا ہے رم مگر
چھوڑو نہ اپنے یار کو تم در کنار لو

ہاتھون سے اپنے یار کے سو طرح کے ثمر
اکبار گر دو فنا نکرین بار بار لو

شام و سحر اگرچہ مقرر ہین یاد کو
دل سے تم اپنے آٹھ پہر نام یار لو

ہے گلعذار ایک چمن مین ہزار جا
آنکھون سے سبزہ رنگ کی اپنے بہار لو

داتا کوئی جہان مین نہین اُس سا دوسرا
دیتا ہے جب کہ تمکو خدا بیشمار لو

احول کی طرح سے نہ دوئی پر رکھو نظر
ہے ایک اپنے دلمین تم اتنا بچار لو

سیماب دار کسلیے ہوتے ہو بیقرار
ملتا ہے تم سے یار ذرا تو قرار لو

شادان کھڑا چمن مین تمہاری ہے واسطے
اُس باوفا کے ہاتھ سے پھولون کا ہار لو

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپر کماہی ہو
مرے دل کا جو مطلب ہی بخوبی یاالٰہی ہو

سند رکھین گے دانشمند اپنے پاس تب اُسکو
مرے اعمال نامے پر اگر تیری گواہی ہو

شحنہ کہتا ہے یہ شب کو کہ خبردار رہو
سو کے غفلت سے نہ کھو وقت کو ہشیار رہو

وقت جاتا ہے چلا ہاتھ سے سن لو یارو
شب گئی مفت مین اب یاد مین سرشار رہو

غفلت اچھی نہین بیداریِ طالع سی تمہین
یہ ہے اک برق مناسب ہی کہ بیدار رہو

مین بصد جان تصدق ہون تمہارے اوپر
جانتے اِسکو یقین اے مرے دلدار رہو

کام نیکی کے جواب ہاتھ سے ہووین کیجے
یہ نہووے تو کسی شخص کے غمخوار رہو

جھومتا جھومتا سرشار صنم آتا ہے
ہاتھ کو چوم کے کہتا ہون کہ اس بار رہو

مین جو شادان سے گلہ کرتا ہون مجبوری کا
ہاتفِ غیب یہ کہتا ہے کہ مختار رہو

تارِ نظر جدا ترے رُخ سی کبھو نہ ہو
گر حور ہووے بیتر سے سوا رو برو نہو

زیبندہ ہووے کب یہ فلک ماہ کے بغیر
محفل مین روشنی نہ ہو جس وقت تو نہو

گلشن مین دیکھنے کو ہزارون بھری ہین گُل
کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہو

ہرچند ہے مزا بھی سخن مین ٹھٹول کے
مجلس مین اس طرح کی کبھو گفتگو نہو

کیون بھولتا ہے راہ کو رہ راہرو کی ساتھ
ہووے جو ساتھ راہ نما جستجو نہو

رہیے لپٹ کے اپنے صنم کے گلے مدام
اب کام کیجے ایسا کہ پھر آرزو نہو

کیا صبا اُسکی خبر وقتِ سحر لائی ہے
ڈھونڈتا آج جو ہے سروِ گُل اندام کو تو

عشق رکھہ یارِ حقیقی سے سناہی جو تجھے
کام رکھہ پُختہ سے اور چھوڑ دے اب خام کو تو

جسنے دیکھا سو پھنسا پھر نہ وہ نکلا باہر
زلف و کاکل سے بچھایا ہے مگر دام کو تو

گو گنہگار ہون اے یار مگر تیرا ہون
کیون مرے ہاتھ سے لیتا نہین پھر جام کو تو

انتظاری مین تری کب سے کھڑا ہی شادان
جھانک مت دیکھہ ادہر چڑھکے لبِ بام کو تو

دل لیا مین ہون ترا اے مرے دلدار کہ تو
مین دِوانہ ہون ترا کہہ تو بھلا یار کہ تو

میری اور تیری عجب یار لگن لاگی ہے
تیری زلفون مین ہوا مین ہون گرفتار کہ تو

لوگ تو کبک کی رفتار بیان کرتے ہین
کبک رکھتا ہے اس انداز کی رفتار کہ تو

تیری ہی ہاتھ مین انصاف اب اس بات کا ہے
صحنِ گلزار مین ہے گُل کوئی بیخار کہ تو

ہمکو مغرور کہا آپ خدا سے نہ ڈرا
ہم بھلا ہینگے اب اس نشئہ مین سرشار کہ تو

پوچھتا تجھسے ہون یہ بات نہ تو مجھسی مگر
مین زیادہ ہون ترے ساتھہ بگفتار کہ تو

ڈھونڈتا ہے کسے شادان نہین کچھ کھُلتا
سچ کہہ اے یار کہ شادان ہی ہے درکار کہ تو

مضطرب رہنے لگا صورت سیماب اہتو
دل مرا تیری جدائی سے ہی بیتاب اہتو

انتظاری مین تری رات یونہین کٹتی ہے
چشم رہتی ہے مری خواب سے بیخواب اہتو

دیکھ حیرت زدہ سب ہو گئے اہل محفل
اور ہی کچھ ہے وہ غیرت دہ مہتاب اہتو

ابر رحمت نہ کہو اسکو یہ ہے آب حیات
سبزہ کیا خوب ہوا دیکھیے سیراب اہتو

کب سے مجرے کیلیے ہاتھ ہون ہر پر رکھے
میرے سرکار بھلا لیجیے آداب اہتو

غوطہ کھاتا ہون سدا بحر مین کب آوے ہاتھ
نہین ملتا ہے کہین گوہر نایاب اہتو

شکر کرتا ہون زبان سے مین سدا ہو شادان
حق نے آرام کے بخشے مجھے اسباب اہتو

عین غفلت مین پڑا دیکھا نہ انجام کو تو
نہ ملا یار سے پھر آیا ہے کس کام کو تو

ہے یہی یاد جو تیری تو خدا حافظ ہے
صبح کو بھول گیا یاد کیا شام کو تو

گل نہین ملتا ہے بیخار تجھے کہتا ہون
چاہتا ہے جو اُسے چھوڑ دے آرام کو تو

گلبدن سنتے ہی پھولون کی طرح کھلجائے
اے صبا جلدی سے پہنچا یہ پیغام کو تو

جس سے آرام مجھے ہووے سدا اور راحت
لا مری جان مرے پاس دلارام کو تو

زر بکف رکھے ہے گل لیک خبر اُسکو نہین
ڈھونڈتا ہیگا کہان بھول کے گلفام کو تو

انتظاری یعنی انتظار مین۔ حیرت زدہ یعنی حیران۔ دیکھ یعنی دیکھکر۔ یعنی ہوکر۔ یعنی تو نے۔ دیکھا نے بخودوی

عاشق ادہر کو تڑپے ہے سنگدلی نہ کر صنم
ملتے ہین جو کرسے ہی دیر تجکو تو یہ روا نہین

شیشہ ہے پر شراب ہے ساقی کے ہاتھ جام ہے
یار وہ ہمسے آملا دل ہین کچھ اب ہوا نہین

دور ہوئین کدورتین شکر خدا کا کیجیے
صاف وہ ہمسے ہوگئی دلمین کچھ اب رہا نہین

چاہ مین ہین عجب مزے شکوے اگر ہزار ہون
دلمین نہ رکھہ تو اسپنے کہہ ہمکو کوئی گلا نہین

شادان تمہارا آشنا روزِ ازل سو ہے مگر
آپ ہین ملتے اسطرح جیسے کہ آشنا نہین

کیا مست ہے تو خواب مین بیدار کیون نہین
کب تک کہون پکار کہ ہشیار کیون نہین

تو دیکھتا ہے مجکو بہت ہی قریب سے
میرے نصیب مین ترا دیدار کیون نہین

دل خالِ رُخ پہ تیرے سراسر سپند ہے
دل لیگیا ہمارا تو دلدار کیون نہین

تیری نگاہِ مست سے سرشار سب ہوے
ہے چشم تیری مست تو میخوار کیون نہین

شاید نہین ہے جنسِ محبت کی قدر اُسے
دل بیچتا ہون مین وہ خریدار کیون نہین

شادان کے سامنے نہین آمادہ بیحجاب
چھپ چھپ کے دیکھتا ہے تو عیار کیون نہین

ردیفِ واو

سوا اُسکے گانا نہین ہمکو بھاتا
سدا ایک گا تو ترانے بہت ہین

بعہدِ سکندر بفضلِ الٰہی
جہان دیکھیے وان خزانے بہت ہین

سمجھ مین بشر کی وہ کیا آئین شادان
کہ اللہ کے کارخانے بہت ہین

سیر کو آپ ہم جو چلتے ہین
مدعی دیکھ دیکھ جلتے ہین

روز و شب تجکو صورتِ نرگس
مہر و مہ دیکھنے نکلتے ہین

یار اب سیر کو وہان چلیے
صاف چشمے جہان اُبلتے ہین

مست کرتا ہے اک نگاہ مین تو
کب تجھے دیکھ[لہ] ہم سنبھلتے ہین

پھول سا جاتا ہیگا بس کُھلا
دل مرا جب وہ ملتے دَلتے ہین

آئیگا خود ہی یار حضرتِ دل
آپ کیون اس قدر مچلتے ہین

میر کے اب جواب مین شادان
قافیہ ہم نہین بدلتے ہین

یار ہے زاہدا کہان تجکو خبر ذرا نہین
تو اُسے ڈھونڈتا ہی کیا تجھسے تو وہ جدا نہین

جانتا ہیگا تو بھلا دل سے مین تجھپہ ہون فدا
ہوتا ہی کیون تو بیوفا مجھ مین بھی کیا وفا نہین

لہ یعنی دیکھ دیکھ کر

ٹک بھی کسی بہانے آرام یان کرے تو
پاؤنکو تیرے لیے گل مہندی لگا رہے ہین

آہو صفت نکر رم اب اے غزال رعنا
آنے کے واسطے ہم تجکو ملا رہے ہین

کیا ٹکٹکی لگی ہے شادان کی دلربا سے
آنکھون مین جو اُسی کے جلوی سما رہے ہین

اب آشنائی تیری ہم آزما رہے ہین
ملنے مین دیر ست گر کب سے جتا رہے ہین

یادین جوانت اُنکا تو بھی نہین وہ ملتے
درپن مین جھانک دیکھو مُکھڑا دکھا رہے ہین

انتہا

جو چاہیے سو لیجا ہمسے ملا دے اُسکو
قاصد لے آ تو جلدی کب سے بلا رہے ہین

لے محتسب تجھے کیا اُس یار کی ہے لذت
چوری سے ہم تو اُس سی آنکھین لڑا رہے ہین

شادان صنم کی باتین آتی ہین اب جو دلمین
کیا اس غزل مین ہم تو دھومین مچا رہے ہین

اجی حُسن کے تو فسانے بہت ہین
پری ایک ہے اور دوانی بہت ہین

وہ معشوق اپنا یہ خود جانتا ہے
کہ دل سے ہم اُسکے یگانی بہت ہین

اگرچہ نہین کوئی جا اُس سے خالی
تو ڈھونڈ اُسکو دلمین ٹھکانی بہت ہین

ترے واسطے ہم تڑپتے ہین ہر دم
نکر تو بہانے بہانے بہت ہین

کہان ہے یہ زبان اپنی کرین جو ہم ثنا تیری
تری تعریف مین سو سو طرح کے چھند ہوتے ہین

ملے سے بھوک مین بھوجن کے جیسے چین ہوتا ہے
وہ جب ملتے ہین شادان ہم تو یون آنند ہوتے ہین

آٹھون پہر ہمارے دل مین جو بستیان ہین
مل بیٹھکر خوشی سے آپس مین ہنستیان ہین

ساقی سے لے آ پیالہ اب یار اور ہم ہین
صحرا مین لطف ہیگا بوندین برستیان ہین

مکھڑا ترا تم دکھاتے ہر آن ہر گھڑی ہو
لیکن ہماری آنکھین تو بھی ترستیان ہین

ہشیار ہو پیارے اب وقتِ صبح آیا
غفلت مین مست مت ہو یہ کیسی مستیان ہین

کہتا ہون اے برہمن اب پوج اک صنم کو
زنار توڑ توبہ کیا بت پرستیان ہین

ذکر اُسکا تجکو کرتے کیا ہے گرہ سے جاتا
منھگی نہین یہ باتین کیا خوب سستیان ہین

پوچھا عدو سے شادان کیا تیرا حال ہیگا
بولا وہ یہ کہ ہمکو اب زیر دستیان ہین

ساقی شراب لا تو بادل بھی چھا رہے ہین
مرغانِ باغ اپنے گلشن مین گا رہے ہین

سو سو طرح سے تیرے بہلانیکو پیارے
قصے سُنا رہے ہین باتین بنا رہے ہین

سو طرح کی پہیلی افسانے سو طرح کے
اب سُنیے یا نہ سُنیے ہمتو سُنا رہے ہین

الہی ابکی برسا خوب باران | کہ تر ہو مزرعِ امیدواران
کرم ایسا کر احوالِ جہان پر | بر آوے جس سے اُمیدِ ہزاران
لے آ ساغر نکر تو دیر ساقی | صنم ہے اور ہے فصلِ بہاران
مسلمان گبر و ترسا و یہودی | تری سُمرن مین ہین زنار داران
چمن مین گل ہزارون کھل رہے ہین | ذرا آکر یہ دیکھین گلعذاران
وہی ہے شاہِ اسکندر جہان مین | جو برتر ہے میانِ تاجداران
کرون ہون مین بیان حمدِ الٰہی | سُنو ٹک کان دہر اے ہوشیاران
کرم سے اپنے برسا ایسا پانی | کہ ہون سرسبز جس سے کوہساران

بدل کرتا ہے جو شادان مناجات
دعا سب ملکے مانگو تم بھی یاران

جب اُسکو دیکھتے ہین دلسے ہم خورسند ہوتے ہین | سماتے ہی نہین اپنے مین اور وہ چند ہوتے ہین
جنہون کو کشف ہوتا ہے عیان ہوتا ہی سب اُنپر | دوانے بھی کہین دنیا مین دانشمند ہوتے ہین
مرادل توڑ کر باتین بنانے سے ہی کیا حاصل | کہ شیشے ٹوٹ کر ہرگز نہین پیوند ہوتے ہین
برنگِ بوے گل رہتے ہین گل مین اور جدا اُس سے | جو ہین آزاد دنیا مین وہ کب پابند ہوتے ہین

دل اپنا روشن ایسا رکھیے ہر دم
کہ جیسے روشنی ہووے قمر مین

دل اپنا اس طرح دلبر سے رکھنا
پڑا رہتا ہے رشتہ جون گہر مین

یہی کہتا ہے شادان اپنے دل سے
کہ سجدہ رب کو کرنا ہر سحر مین

دل کی بر آئی آرزو تجکو جو پایا ایک مین
کہلاتا ہون بندہ ترا بار خدایا ایک مین

اسکے سوا کیا نذر ہے جو تو کرے گا اب قبول
دل مین عقیدت تھی بھری سود لکو لایا ایک مین

ہے دوسرا کوئی کہان مت بھول سایہ دیکھ کر
کیون بھولتا ہیگا بھلا تجکو بتایا ایک مین

کرکے بہانے سو طرح آخر لے آیا دام مین
کس کس طرح سے بات کر تجکو رجھایا ایک مین

آتا نہ تھا وہ دام مین لایا مین اسکو کس طرح
ساون مین دیدی لوریان اسکو جھلایا ایک مین

شب کو کہا اس شوخ نے جاؤنگا سیر باغ کو
بھولا نہ تھا جانیکو وہ اسکو بھلایا ایک مین

آجا صنم میری طرف ٹک دیکھ لے بھر کر نظر
سنتا نہ تھا وہ ایک کی اسکو سنایا ایک مین

کیون روٹھتے ہو مجھ سے تم مین دلسے تمپر ہون فدا
روٹھے کو اپنے اسطرح کہکر منایا ایک مین

کہنے لگا تیرا سخن کیا سحر افسون ہے بھلا
کہکر سخن ہر طور سے اسکو ہنسایا ایک مین

مشکل ہزار اک آن مین چشم کرم سے دور کی
شادان کا صاحب ہی بھلا جو آزمایا ایک مین

۱۲ یعنی کہرکے

نہین کسی سے سروکار ہمکو ای شاداں
سوائے یار کسی سے نہ پیار رکھتے ہین

بہارِ چشم ترے حُسن کی بہار سے لون
نہین ہے کام کسی غیر سے مجھے ہرگز
مجھے ہے کام اُسی سے کسیکو کیا جانون
نہین لڑی ہے مری آنکھ دوسرے کیطرف
ملے صنم جو مجھے شبکو بیقراری مین
وہ گلعذار مجھے دے اگر گلِ بے خار

شمیم لون تو تری زلفِ مشکبار سے لون
جو کچھ بھی لون تو یہ لازم ہے اپنے یار سے لون
ملے جو ایک سے تو کس لیے ہزار سے لون
مزہ نظارے کا اُس چشمِ پُرخمار سے لون
تو بوسے اُس لبِ شیرین کے خوب پیار سے لون
تو باغ باغ مین ہوکر کس افتخار سے لون

شبِ وصال میسر ہے کیون نہ ای شاداں
ایاغ بادۂ گلرنگ گلعذار سے لون

صنم آویگا جسدن میرے گھر مین
نہین ہے آسرا اب مجکو تجھ بن
الٰہی یہ دعا میری ہے تجھ سے
نہین کرتا جُدا اک دم صنم کو

رکھونگا مین چھپا کر اپنے بر مین
پڑا رہتا ہون نسدن تیرے در مین
کبھو نخوت نہ رکھیو میرے سر مین
نظر کی طرح رکھتا ہون نظر مین

لگا کے تجکو گلے ہم جو یار رکھتے ہین
رقیب دیکھ کے آنکھون مین خار رکھتے ہین

کب اُنکو پہونچے ہین خورشید و ماہ کے جلوے
عجیب حسن بتِ گلعذار رکھتے ہین

اسی سبب سے مسرت نصیب ہے ہمکو
کہ اپنے یار کو ہم درکنار رکھتے ہین

خیال اُس بتِ گلرو کا دل مین رہتا ہے
بغل مین اپنی سدا ہم بہار رکھتے ہین

تمہارے جی مین جو آوے سو شوق سی کہہ لو
کہ ایسی باتون کا ہم کب شمار رکھتے ہین

کوئی پیام ہمارا صنم کو پہونچا دے
کہ تیرے آنیکا ہم انتظار رکھتے ہین

پڑہین گے مطلعِ رنگین اک اور بھی شادان
اگرچہ بیت و رباعی ہزار رکھتے ہین

نہ پوچھو کس سے یہ ہم چاہ پیار رکھتے ہین
جو ایک لاکھ مین ہے وہ نگار رکھتے ہین

وہ کس طرح سے نہو ہم پہ مہربان یارو
کہ اُس سے آٹھ پہر کاروبار رکھتے ہین

وہی خدا ہے ہمارا ہم اُسکے بندے ہین
کہ جسکے فضل سے ہم اختیار رکھتے ہین

ہمارے دل مین بسے ہو تو چھوڑینگے کیونکر
تمہاری یاد تو لیل و نہار رکھتے ہین

ہمارا شاہِ سکندر ہے بہ زا سکندر
ہے بیمثال جو ہم شہریار رکھتے ہین

رکھے خدا اُسے قائم بدولت و اقبال
اُسیکے عہد مین ہم اقتدار رکھتے ہین

آسودگی ہے اُسکے زمانے مین ہر طرف
شہرہ ہے میرے شاہ کا ہر اک دیار مین

دل لیگیا وہ شوخ عجب شوخیون کے ساتھ
جب نشئے سے وہ جھومتا آیا خمار مین

یارب ترے کرم کا کرے شکر کسطرح
شادان کو چین ہیگا سدا وصلِ یار مین

جس سمت دیکھیے ہے توہی جلوہ گر یہان
تیرا ہی نور چھایا ہے نورِ نظر یہان

غافل نہ اسقدر ہو تو اے بے خبر یہان
گر چاہتا ہے اپنا بھلا کچھ تو کر یہان

منکا جو پھیرتے ہین سدا اپنے من کا ہم
گزرے ہے تیری یاد مین شام و سحر یہان

دیکھا ہے جب سے تجکو ہے مدّ نظر یہی
دلکو کرین نثار تو آوے اگر یہان

مکھڑا ترا ہے نور مین خورشید سے دوچند
ٹھہرےگی کسطرح سے بھلا اب نظر یہان

لکھنے مین اپنے کچھ نہین آتا ہی کیا کہین
ہے اشتیاق تیرا ہمین اسقدر یہان

سو سو طرح سے رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی
کس کس ادا سے ہوتا ہے وہ جلوہ گر یہان

آرام سے کٹے ہے سدا اور چین سے
جب پاسبان ہو یار تو کیا ہمکو ڈر یہان

آنکھون کو اپنی کیجیو شادان تو فرش راہ
ہووے کبھو جو یار کا تیرے گزر یہان

مثل گل کھل کہ یہ غنچہ دہنی خوب نہین
بات کر ہمسے بھی کچھ کم سخنی خوب نہین

گل بکھر جائینگے سنبل کی طرح گلشن مین
تیز مت چلیو نسیم چمنی خوب نہین

لعل و گوہر سے بھرا خود ہے سراپا تیرا
خواہش لعل و عقیق یمنی خوب نہین

پُر ثمر شاخ کو ہے سر کا جھکانا اچھا
چھوڑ دے اپنے سے یہ ما و منی خوب نہین

کہدے فرہاد سے جا بات یہی اے شیرین
جس کا حاصل نہو وہ کوہکنی خوب نہین

جا نہ اُس پاس کہ مشتاق ترا عاشق ہے
جانا گھر غیر کے سرو چمنی خوب نہین

مت بدل عہد سے اپنے کہ نہین لازم ہے
کر وفا عہد کہ پیمان شکنی خوب نہین

بوسے لینے ہی سے پژمردہ ہوے جاتے ہو
رشک گل اتنی بھی نازک بدنی خوب نہین

تیرا مشتاق ہے **شادان** یہ سُنا ہے تو نے
آ مل اب دل سے کہ یہ دل شکنی خوب نہین

کیا کہیے رات کیسی کٹی اُسکے پیار مین
کس کس مزے کے لطف تھے بوس و کنار مین

دامن مین ہمنے اُسکے گل حسن بھر لیے
ہم جسکو چاہتے تھے سو آیا بہار مین

وہ بے نیاز ہیگا وہان چاہیے نیاز
بندے جہان ہین سینکڑون ہم کس شمار مین

سو سو طرح سے لیتے تھے بستر پہ کروٹین
گذری تمام رات ترے انتظار مین

شب کو خوش تھے یار سے مل اسقدر برسات مین ‌ ‌ کیا کہین لذت کہ تھے کیا ہی خبر برسات مین

یار ہو جائے گو ہزارون کوس جانا سہل ہے ‌ ‌ کہتے ہین گو دور جانا پر خطر برسات مین

ہے یہی پیغام اپنا تو یہی کہہ دیجیو ‌ ‌ یار بن کب نیند آئی نامہ بر برسات مین

موسم عیش و طرب ہے کسطرح چھوڑون اُسی ‌ ‌ مین نہ چھوڑون ہاتھ آوے وہ اگر برسات مین

ہون صنم کے ساتھ شادان ٹوکتی ہین لوگ کین

ولولے ہوتے ہین مجکو بیشتر برسات مین

جھوٹ کہتے ہو کہ وہ کہکے مُکرتا ہی نہین ‌ ‌ شوخ ایسا ہے کسی سے بھی وہ ڈرتا ہی نہین

رگِ گل سے کہین نازک ہے کمر اُسکی میان ‌ ‌ نازک اتنا ہے قدم پھول پہ دھرتا ہی نہین

گرچہ لاکھون ہی دل اپنے کو فدا کرتے ہین ‌ ‌ اُسکی آنکھون مین ولیکن کوئی بھرتا ہی نہین

برق سان چشم مین آتے ہی نکل جاتا ہے ‌ ‌ اچپل ایسا ہی کہ اک لمحہ ٹھہرتا ہی نہین

کام میرے تو خدا آپ سنوارے ہے بھی ‌ ‌ ہاتھ سے میرے کوئی کام سنورتا ہی نہین

اے صنم مجکو لگا چھاتی سے اپنی جلدی ‌ ‌ جیسا مین چاہتا ہون پیار تو کرتا ہی نہین

مین جو ہون یاد مین اُس یار کی دلسوز شادان

ایک دم یار میرا مجکو بسرتا ہی نہین

یار وہ تیرا نہین ہے یار میرا اے رقیب
روٹھنے سے کیون یہ سمجھون ہین کہ یار اپنا نہین

وعدہ کرکے کیون بدلتا ہی تو ہمسے اے صنم
یاد آتا کیا اب تجھے قول و قرار اپنا نہین

آیۂ قرآن سکے معنی سُن سکے دل کو رام کر
دل دُکھانا اور کا یہ کاروبار اپنا نہین

وہ ہمارے پاس ہیگا ہم نہین رکھتے ہین ڈرا
یہ غلط کہتے ہین سب وہ ہمکنار اپنا نہین

شاد ہو شادان یہ کہتا ہے خدا کے فضل سے
کونسی جا ہی کہ جس جا اشتہار اپنا نہین

سو طرح پر جلتے ہین پر مہربان ہوتا نہین
اے ہمارے مہربان کیون مہربان ہوتا نہین

آفتاب آسا حجاب ابر مین کیونکر رہے
حُسن اپنا وہ چھپاتے ہین نہان ہوتا نہین

رزق دیتا ہے جہان کو مار سے لی مور تک
وصف تیرا گر بیان کیجے بیان ہوتا نہین

سو طرح تصویر کھینچو رنگ سے بیرنگ ہو
گر ترا شو سنگ کو مثلِ بتان ہوتا نہین

اے دِوانے مت تکبر کر خدا کے واسطے
خیمہ گر پہنچے فلک تک آسمان ہوتا نہین

اِسلیے کہتے ہین تمکو کارِ نیکی کیجیے
تخم جو بوے زمین پر رائگان ہوتا نہین

کہتا ہے شادان سُنو رازِ نہانی آشکار
وہ ہمارے دل مین ہے لیکن عیان ہوتا نہین

عجب طرح سے گزرتی ہی عیش مین شادان
صنم سے اپنے جو دن رات ہمکنار ہین ہم

ردیفِ نونِ معجمہ

تم عدو کے آگے ہرگز مت کرو آدہین پن
اسمین ہوگا دوستون کے سامنی توہین پن

(عاجزی)
ہم وہ عاشق ہین کہ تیرے عشق مین ای دلربا
نوجوانی طفلی و پیری یہ کھوئے تین پن

بےسمجھ کے آگے کہنے کا نہین ہرگز مقام
داؤ کانے مین جو دیوے اُسمین ہی پربین پن

کوہِ تمکین تجکو کہیے تو یہ ہے پاسنگ ہین
تیری تمکین دیکھ[۱] چھوڑا سنگ نے سنگین پن (دانائی)

کیا حنا کو مرتبہ ہے جو کرے وہ ہمسری
ہاتھ مین تیرے یہ ہی اے نازنین رنگین پن

گر چمن مین آوی میرے نقدِ دل دُونین تجھے
تیرے ہاتھون ہی مجھے آتا ہی خوش گلچین پن

ایسا شادان ہے کہ ہو جسطرح دولھا دُبرات
لوگ کہتے ہین اسی کہتے ہین خوش آئین پن

تیرے فرمان سے پھرین یہ تو شعار اپنا نہین
تو جو چاہے سو کرے یان اختیار اپنا نہین

ناز ہم کرتے ہین تجھپر تو جو ہیگا غمگسار
بن ترے کوئی بیارے غمگسار اپنا نہین

[۱] یعنی دیکھ کر ۱۲

شادان وہ اسی بات پہ کرتا ہی ہمین پیار
جو ہمسے کہا اُسنے وہی مان گئے ہم

بیہوش نہو اپنے سے ہشیار رہو تم
ہر شام و سحر ذکر کیا کیجیے اُسکا
عاشق ہے وہی مست جو ہو عشق مین اُسکے
یہ حرف جُدائی نہین بھاتا ہے تمہارا
اورونکی طرف دیکھے سے کیا ہوگا حاصل

دیتے ہین خبر تمکو خبردار رہو تم
غفلت ہے بُری یاد مین بیدار رہو تم
پی جام مے عشق کا سرشار رہو تم
رہتے نہین ہر بار تو اکبار رہو تم
دیدار صنم کے ہی طلبگار رہو تم

شادان تمہین کہتے ہین سنو بات ہماری
دلدار کے نت طالب دیدار رہو تم

فدا تمہاری ہی صورت پہ بار بار ہین ہم
فراق اُسکے مین رہتے ہین ہر گھڑی بیچین
زبان نہین جو کرین شکر اُسکی نعمت کا
یہی دلیل ہے رکھتا ہے غنچہ سان خندان
فقط یہ اُس سے ہی اٹکی ہی گلجھڑی جیسے

نظر کرو اب ادھر بھی کہ جان نثار ہین ہم
کب آویگا وہ ادہر اُسکے انتظار[۵۵] ہین ہم
اُسیکے لطف سے یہ دیکھتے بہار ہین ہم
مثال گل ہین نہ خاطر پہ اُسکی بار ہین ہم
ہزار شکر کہ اپنے صنم کے یار ہین ہم

[۵۵] یعنی پیرؔ انتظار کے بعد مین محذوف ہے اب ایسا نہین کہتے

بھرے ہی میری آنکھوں مین تری تصویر کا عالم
جو باہر ہے خیال و وہم سے ہی موج زن ایسا

فصاحت ہی تصدق سُن تری تقریر کا عالم
نہین لکھنے مین آتا ہی تری تحریر کا عالم

یہ عاشق کسطرح پابندِ زنجیرِ دگر ہووے
نہ تنہا آئینہ ہر سنگدل نے شکل کو تیری

کہ رکھتی ہین تری زلفین ہی اب زنجیر کا عالم
جو دیکھا ہو گیا حیرت زدہ تصویر کا عالم

لقب ہی شاہِ اسکندر جو والی دکن ہیگا
سخاوت اور شجاعت اور عدالت مین ہی لاثانی

سواد اس شہر کا دیکھو تو ہے کشمیر کا عالم
عطارد کب ہے پا سکتا یہ ہی تدبیر کا عالم

برائے بندگانِ حق بدرگاہِ خدا اشادان
دعا کر دیکھہ کیا کیا اُس مین ہے تاثیر کا عالم

جسوقت اِشارہ وہ کیا جان گئے ہم
کرتا ہے ہمین پیار محبت کی نظر سے

منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم
چتون کو تری دیکھہ کے پہچان گئے ہم

کیا خوب مدارات کی اور اسنے ضیافت
غنچون نے تبسم ہے کیا دیکھہ کے ہم کو

گھر یار کے اک رات جو مہمان گئے ہم
ہمراہ جو اُس گل کے گلستان گئے ہم

مت مُنہ کو چھپا ہمسے نکل پردے سے باہر
کیا عید ہوئی ہمکو مسرت سے پھر اُسدن

ملنے کو ترے آپلے سے ای جان گئے ہم
وہ اپنے لگا یا گلے جس آن گئے ہم

ا؎ یعنی سکندر
۲؎ اسے کیا کی جگہ
دیکھا تدبیر استعمال ہے

ایک مدت بعد آیا ہے مرے گھر وہ صنم
اب جنون کا بیطرح کچھ ہو رہا ہے شور و غل
ہے خبر وہ دلربا مہمان ہو گا میرے گھر
وہ صنم ایسا نہین ہے جسطرح بُت ہو خموش
وصل کی شب عاشق و معشوق مین یون دھوم ہے

دل مچا ہے کیون نہ اُس دلبر کی گھر جانی مین دھوم
سنگ بازی کی ہے روز اطفال و دیوانی[1] مین دھوم
اسلیے اب مچ رہی ہے میری کاشانی مین دھوم
بیطرح کچھ مچ رہی ہے آج تبخانی مین دھوم
بزم مین ہوتی ہے جیسے شمع و پروانی[2] مین دھوم

سُن خبر معشوق کے آنے کی شادان شاد ہے
ہر طرف سے ہو رہی ہے یار کے آنی مین دھوم

ٹک تبسم سے یار بولو تم
آپ سے کیا عزیز ہے ہم کو
ہار تیرے گلے کے ہم تو ہین
جسم نازک بدن کا ایسا ہے
کچھ بھی نام خدا سے بہتر ہے

غنچہ دل کی گانٹھ کھولو تم
دل تو دیتے ہین اور جو لو تم
اب ہمارے بھی یار ہو لو تم
بادسی بھی سبک ہی تولو تم
جو ہو بہتر جہان مین سو لو تم

تم سے کہتا ہے یار اے شادان
تخم نیکی کا کچھ تو بو لو تم

[1] لفظ دیوانہ آخر مین سے آنے کی وجہ سے اردو ہو گیا ایسی حالت مین واو عطف نہ لانا چاہیے مگر اُس وقت اس پر لحاظ نہین کیا جاتا تھا ۱۲

[2] یہان بھی وہی ترکیب ہے جو اوپر لکھی گئی ۱۲

پروانہ وار دل سے ہو معشوق پر نثار
اے عندلیب کیسی ہے تو آشنا سے گل

شادان خوشی سے پھولے سماتے نہین ہین ہم
دامن مین بھر کے ہمنے صنم سے ہین پائے گل

دیکھہ یہ آنکھونکو تری شرما گئے نرگس کے پھول
رکھتے تھے خوش چشم آنکھون سے لگا کر جس کے پھول

چاہیے تمکو نہ رکھنا دشمنون سے میل جول
زیب دیتی ہین کہین طرے پہ زر کے مس کے پھول

یعنی دیکھہ کر

دے رہا ہے بُو دماغِ عاشقان مین عطر سا
سچ بتا قاصد کہ لایا ہاتھہ سے تو کس کے پھول

زیب دیتا ہے سبھی منعم کو پہننے جس طرح
کب گلے مین خوشنما معلوم ہون مفلس کے پھول

زرد رُو ہوتے ہین یون جو ہین خدا کو بھولتے
صبح کھلاتے ہین مُرجھاتے ہین جو ان مجلس کے پھول

اسلیے کہتے ہین تجکو مزرعِ عقبیٰ سنبھال
کل اُسی کے ہاتھہ ہے زر ہاتھہ مین ہون جس کے پھول

تخم جیسا بوے گا شادان وہی پھل پائیگا
چاہتا ہے کیا چمن مین شاخ سے جس تس کے پھول

ردیفِ میم مہملہ

ہو رہی ہے کسطرح کی آج میخانے مین دھوم
دختر رز نے مچا رکھی ہے [illegible] دھوم

چاہتا تھا جسکو جی سے وہ بھی اب دُور ہے
یار ہے گودی مین تیری پی خوشی سے ہلکی مُل

کیون نہ بھاگے شیر اُسکے روبرو روباہ سا
توڑتا ہے ایک پل مین پیل اپنا پل کو پُل

جسکے سُننے سے اُٹھا کرتے ہین دلمین ولولے
صبحدم آتے ہین اپنے کان مین شاغل کی غُل

فضلِ حق سے تجکو شادان ہے مددِ دلدار کی
اس غزل مین تو نے باندھے ہے قافیے مشکل کی کُل

بُو جو پہنچی ہے تری اے مرے گُل بر سرِ گُل
بلبلین کرتی ہین سو رنگ سے غُل بر سرِ گُل

وہ گُل اندام اب آتا ہے بغل مین اپنی
ساقیا جلد لے آ ساغرِ مُل بر سرِ گُل

عاشقی مین یہ نہین بات ہے کرنی لازم
تو گُل اپنے کے تئین چھوڑ نہ ڈُہل بر سرِ گُل

جلوۂ یار بصد رنگ نظر آتا ہے
دیکھ آنکھین جو رہی آج ہین تل بر سرِ گُل

گلبدن کرتا ہے دل شاد تجھے اے شادان
غنچہ سان تنگ نہ کر دل کو تو کھُل بر سرِ گُل

جس روز سے چمن مین بڑی ہی بنا ے گُل
کہتی ہے عندلیب بندھی ہی ہوا ے گُل

اس پر نہ پھول دیکھ تو رکھ گلبدن سے کام
ہے عندلیب اُسکے ہی دم سے بقا ے گُل

ہم ہینگے اپنے دل سے فدا گلعذار پر
کیا ہمکو عندلیب جو تو ہے فدا ے گُل

ہے جوہر دل میں ترا راز نہیں ملتا ہے
گرچہ سو طرح بیان کیجے یہ وہ راز ہی ایک

شمع پر ہو نہیں سکتی ہے مگس پروانہ
بوالہوس یون تو ہزارون ہین پہ جانباز ہی ایک

چھپ نہیں سکتی ہی وحدت کی جھلک کثرت مین
تار طنبور کے سَو ہو دین پر آواز ہے ایک

دمبدم یار کی ہے یاد ہمارے دل مین
اُس کا دم مارتے ہین ہم کہ وہ دمساز ہی ایک

حسنِ توحید کا کرتا ہون بیان اے شادان
کب دوئی اُس مین سماتی ہے جو انداز ہے ایک

لگا لون گا گلے اپنے نچھوڑون گا کبھی ہرگز
مرا یہ ہاتھ گر پہونچا ترے اکبار گردن تک

نہیں بھولا سماتا ہے یہ دل اپنا تماشا ہے
جو اپنے ہاتھ سے آیا ہے اُسکی ہار گردن تک

سبکدوش آپکو رکھنا ہے بہتر یار دنیا مین
نہیں کوئی اُٹھا سکتا جو پہونچا بار گردن تک

ہے نکھڑا چاند ساجسکا ثنا کر اُسکی تو شادان
زرو زیور ہے اب پہنے ہوئے وہ یار گردن تک

ردیفِ لامِ مہملہ

ہوتے ہین تقلید کے گرچہ ہزارون گل کی گُل
لیک بو دیتے نہیں محفل مین ہرگز کھل کی گُل

ردیفِ کافِ عربی

شعلۂ نور اُسکا پہنچا ہے نہ شمعِ طور تک
تار اُسکے نور کا دیکھو بندھا ہے دور تک

پرتوِ خورشید بحر و بر پہ یکسان ہے پڑا
ہے نظر اُسکی سلیمان سے لگا کر مور تک

ہاتھ آجاوے جو وہ اچپل تو کیسا لطف ہو
چھوڑنے کا مین نہین اے ہمنفس مقدور تک

جب سے دیکھا ہے جمال اُسکا نہین آتا قرار
دل تڑپتا ہے کوئی پہنچائے رشکِ حور تک

یاالٰہی چشمِ بد سے رکھہ اُسے محفوظ تو
شُہرۂ حسنِ یار کا پہنچا ہے اب تو دور تک

جسنے دیکھی چشم اُسکی مست و بیخود ہو گیا
نشہ مین یہ مست پہنچا نرگسِ مخمور تک

آسمان پہ ہے دماغ اُس کا غرورِ حسن سے
کیا رسائی ہو کسی کو اُس بتِ مغرور تک

چشم ہووے دیکھنے کو پھر تو ہے باغ و بہار
قطرہ ہیگا ایک موتی سے لگا انگور تک

کیون نہ شادان دل سے ہو شاہِ سکندر کا غلام
نام ہے مشہور اُس کا قیصر و فغفور تک

وہ صنم حسن مین زیبندہ و ممتاز ہے ایک
بُت سے کہے اُسکو نہ کوئی کہ وہ طنّاز ہے ایک

کرتے ہین وصف ترا لاکھہ طرح سے عالم
جب تری کھینچے تصویر تو پرداز ہے ایک

ساقیا جلد آ تو محفل مین
بن ترے دَورِ جام ہی موقوف

باتین سُننے کو دل تڑپتا ہے
جب سے اُسکا پیام ہی موقوف

قاصد اب لا پیام ملنے کا
نہین تیرا سلام ہے موقوف

نام شادان کا تجھ سے روشن ہے
نام پر تیرے نام ہے موقوف

ردیفِ قافِ معجمہ

کبھو تو دیکھ ادہر ہین جمال کے مشتاق
نہین ہے چین ہمین ہین وصال کی مشتاق

عجب ہے شہرہ ترا ہر طرف سے سُنتے ہین
کمال دیکھ ترا ہین کمال کے مشتاق

ہے سبز رنگ ترا اُسپہ سبزہ اور ہوا
ہین لوگ دل سے ترے خط و خال کی مشتاق

ہزار کبک تجھے دیکھ لوٹ پوٹ ہوے
خرام سُنکے ترا ہم ہین چال کے مشتاق

ہزار رم جو کرے گا نہ اُسکو چھوڑینگے
وہ اہلِ دید جو ہین اُس غزال کے مشتاق

ہمارے گھر مین تو عید اب کے سال آتی ہے
رہین نہ کس لیے شادان ہلال کی مشتاق

ع یعنی دیکھکر

پھر بھلا معشوق ایسا کب لگے گا تیری ہاتھ
اپنے دلکو رکھہ ذرا اے یار تو داور طرف

یون طبیعت اپنی شادان دوڑتی ہی سوی یار
موج ہر دم آب مین رہتی ہے جون گوہر طرف

ہم تو اٹکے ہین صنم کی خوبی و جوہر طرف
جاے کعبے کو کوئی کوئی بُت و پتھر طرف

اپنے صاحب سے نرکھے کام جو بندہ نہین
اُسکو کہتے ہین سُہاگن جو کہ ہو شوہر طرف

مت کر ایسا کام جس سے ہووے رسوائی بُری
طعن سب کرتے ہین ملکر کو دکِ ابتر طرف

کُھل بلی پڑجاے لشکر مین عدو کے دفعۃً
شاہِ اسکندر جو دیکھے قہر سے لشکر طرف

منتظر رہتے ہین بندے اُسکے ہر دم رحم کے
کیا عجب آقا جو دیکھے لطف سے نوکر طرف

دلکو اپنے ہم کرین گے جان سے تم پر نثار
لطف سے اپنے کبھو دیکھو ہماری گر طرف

ہے یہ شادان منتظر رکھتا ہے ہر دم آرزو
جھانک کر ٹک دیکھ لے اے نازنین اِس در طرف

تیرے آنے پہ شام ہے موقوف
تجھہ پہ ماہِ تمام ہے موقوف

تیرے ملنے پہ عید ہے میری
ورنہ عیدِ صیام ہے موقوف

تیری رفتارِ ناز کے آگے
سرو کا بھی خرام ہے موقوف

نکلا جو سیر کو تو ہوے کوہسار باغ
شرمندہ روے یار سے ہین سبزہ زار باغ

جاتا ہے جب چمن مین گُل اندام سیر کو
بھر بھر طبق گلون کے کرے ہی نثار باغ

سرسبز سرو سے ہے تو نازک ہی پھول سے
اُس گلبدن کو دیکھ ہوا شرمسار باغ

لالہ جو ہے چمن مین کئی رنگ سی کھلا
آئی ہے کیا بسنت کہ دے ہی بہار باغ

بے پھل درخت ہو تو کسی کام کا نہین
پھلتا ہے وہ جہان مین جو ہو باردار باغ

شادان نگاہ یار کی تاثیر دیکھیے
چارون طرف نگاہ سے اُسکی ہین چار باغ

ردیفِ فاے معجمہ

آنکھڑیان لڑتی نہین ہرگز ہماری ہر طرف
یار کے بن ہم یہ کہتے ہین تکلف بر طرف

کیا عجب ہے اپنے دلکی تو اگر لیوے خبر
ہر مسافر بھول کر آتا ہے اپنے گھر طرف

فرش آنکھون کو کرینگے آپکے زیرِ قدم
پاؤن گر آکر رکھو گے تم ہمارے سر طرف

ساقیا مت کر تغافل دے ہمین بھر بھر کی جام
مَیل رکھتے ہین سدا ہم شیشہ و ساغر طرف

اپنی آنکھو نین کوئی صورت نہین بھرتی ہی اب
آنکھ اس ڈھب سی ہماری لگ گئی دلبر طرف

جسگھڑی شاہِ سکندر کی ہوئی سالگرہ — سُبھ گھڑی تھی کہ ہوے سب پہ عنایات شروع

شادمانی کی ہے اس فصل عجب کچھ تاثیر — پھوٹنے شاخ سے گُل لیکے ہوی بات شروع

جسنے کانون سے سُنا ہنسنے لگا گل کی طرح — روز تھا نیک جو شادی کی ہوئی بات شروع

نہین اپنے مین سماتا ہے خوشی سے شادان
آج سے شاہ کی شادی ہوئی دنرات شروع

تھی فیضیاب کسکے رخِ جلوہ گر سے شمع — گزری جو مثلِ برق چمک کر نظر سے شمع

ہوتا ہے جسکو دیکھ کے مہتاب پردہ پوش — آتی ہے اپنی بزم مین کس کروفر سے شمع

ہوتے ہین اُسکے نور سے پُرنور بام و دَرُ — یون رات کو وہ نکلے ہی جیسے کہ گھر سے شمع

چمکا دیا ہے کس نے اسے اپنے نور سے — روشن ہے چارچند جو شمس و قمر سے شمع

پروانہ گرچہ ہیگا نثار اُسکے حُسن پہ — خود بھی نثار ہوتی ہے پروانے پر سے شمع

کیا شوخ تھی شبیہ خیالی بھی یار کی — آنکھون سے یون نکل گئی جیسے کہ در سے شمع

شادان نے لَو جو شمع کی دیکھی تو یون کہا — لَو اپنے سر پہ ہے یہ لیے تاج زر سے شمع

ردیفِ غین معجمہ

ردیفِ ظاۓ معجمہ

مجھکو رہتا ہے شب و روز ترا یار لحاظ
تجھکو بھی چاہیے میرا رہے اکبار لحاظ

گرچہ قربان کرون دل تو نہین بات کوئی
ہون مین قربان کہ رکھتا ہے وہ دلدار لحاظ

بے لحاظی نہین انسان کو ہرگز لائق
ساتھ عشاق کے زیبا ہے مرے یار لحاظ

کل کی شوخی تری اے شوخ کھٹکتی ہیگی
رکھیو ٹک آج مری جان بہ گفتار لحاظ

آدمیت جسے کہتے ہین یہی معنی ہین
چاہیے رکھے بہ گفتار و بکردار لحاظ

آئنہ جیسے دورو ہووے نرکھہ دل اپنا
ہے وہی دوست جو رکھے پسِ دیوار لحاظ

عشق رکھتا ہے ترے ساتھ جو شادان ہر دم
تجھسے اسواسطے رکھتا ہے وہ بسیار لحاظ

ردیفِ عین مہملہ

فضل سے حق کے ہوئی آج سے برسات شروع
ابر نے حکم سے اُسکے کیے قطرات شروع

کوس شادی کا بجاتا ہے فلک پر بادل
ایکدن شادی و برسات ہوئی سات شروع

دوستون سے ہے محبت ہر کسیکو خلق مین
مرد وہ ہے جو کیا کرتا ہے با اغیار فیض

فیضِ اسکندر کہون کیا ابر سا چھایا ہے یون
جسطرح دریا کو بخشے ابر گوہر بار فیض

تذکرہ رہتا ہے حافظ سعدیِ شیراز کا
رات دن باقی ہین یان اشعار کی حضّار فیض

مانگیے شادان خدا سے ہر گھڑی دیویگا وہ
تاکہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر ہر بار فیض

ردیفِ طاے مہملہ

دل سے کب کرتے ہین اے دل دیکھ خوبان اختلاط
اُنسے کرتا ہے بھلا کیون اے تو نادان اختلاط

میرے رونے پر ہنسی آتی ہے اُسکو اسطرح
ابر سے کرتی ہے جیسے برقِ خندان اختلاط

راز عاشق کا نہین پاتے ہین منکر اور نکیر
دل ہی دل مین کرتے ہین عاشق نہان اختلاط

دستِ عاشق دامنِ معشوق سے کب ہی جُدا
کہتے ہین رکھتے ہین باہم دست و دامان اختلاط

دیکھ تو ہے میرے تیرے کسطرح کی دوستی
شاذ و نادر بات ہے ہووے جو یکسان اختلاط

تو ہمارے روبرو سے دُور ہو جا اے رقیب
ہمسے اور اُس مہ جبین سے ہی دو چندان اختلاط

کسطرح سے رات سے آغوش مین ہی وا چھوڑے
اپنے ہم معشوق سے رکھتے ہین شادان اختلاط

ردیفِ صادِ مہملہ

سدا رہے گا ہمارا تو یار سے اخلاص
ہمیشہ وہ ہی بنا ہیگا پیار سے اخلاص

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے
رہے رہے نہ رہے اب ہزار سے اخلاص

ملک خصال ہو تو بیٹھہ نیک صحبت مین
نکر کبھو تو دوانے حمار سے اخلاص

بہارِ حُسنِ صنم پر فدا ہوے جب سے
نہین رہا ہمین باغ و بہار سے اخلاص

تمہارے ہجر مین سیماب وار ہے بیتاب
کبھو تو کیجیے اس بیقرار سے اخلاص

وہی ہی رشکِ پری دل اُسی پہ ہے مفتون
ہمیشہ ہمکو ہے جس گلعذار سے اخلاص

ہلا ہلا کے صنم لیگیا ہے دل اُسکا
رکھو ہے اسلیے شادان نگار سے اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

وصف مین آتا نہین جو تجھسے ہوا ہے یار فیض
آدمی کی کیا کہون جاری ہے تا کہسار فیض

فیض ہووے ہاتھہ سی جاری تو ہے فضلِ خدا
فیض کہتے ہین اُسے ہووی اگر بسیار فیض

اے دوانی تو بھی اپنے یار پر ہو مبتلا
جیسے تھی مجنون کو اپنے ماہ پیکر کی تلاش

بے تری تائید کے ملتا ہے یہ رتبہ کسے
ہر گدا رکھتا ہے دل مین گرچہ افسر کی تلاش

اُسکے در کے فیض سے دونون جہان ہین بہرہ مند
در تو تیرا ایک ہے مت کر تو در در کی تلاش

اِسلیے ہے ڈھونڈتا گو گرد احمر ہے کہان
کیمیا گر کو ہمیشہ رہتی ہے زر کی تلاش

ویسے ہووے جو خدا صاحب کا دولت خواہ ہو
رکھے ہے صاحب ہمیشہ ایسے نوکر کی تلاش

ساقیا کہتا ہے **شادان** اب ٹھہری دیر کی
آ چکا دلبر بغل مین اب ہے ساغر کی تلاش

کبک کہ سکتا ہے پیشِ یار آہنگِ روش؟
آوے اُس بے ڈھنگ کو کسطرح یہ رنگِ روش

جسکی پامالی سے جبکو چاہین اب ہووے ذرا
دلکو اپنے کیجیے اُس دلدار کا سنگِ روش

آج وہ رشکِ چمن آتا ہے سیرِ باغ کو
ڈالیو معمار ٹک تو خوشنما رنگِ روش

ہے وہی عاشق کہ جو بدلے نہ اپنے رنگ سے
عاشقون مین ہے بدل جانا بہت ننگِ روش

نشہ ہووے جسکے پینے سے خدا کی یاد کا
ہے فقیرون مین صداؤن پہ جیسے بنگِ روش

گرچہ سب ہینگے سپاہی لیک مشکل کسب ہے
کہتے ہین اُسکو سپاہی جانے جو جنگِ روش
(ترکیب مقلوب)

کیا حنا کا رنگ ہے **شادان** کہو سچ سچ ذرا
اُس نگارین پاؤن سے ہوتا ہے نیرنگِ روش

اسقدر اب اُسسے رہتی ہو مری یاد کہ بس
روز و شب ایسا ہی رہتا ہی یہ دل شاد کہ بس

جسطرف دیکھیے صورت ہی وہی آنکھون مین
ایسا نظرون بین سمایا وہ پریزاد کہ بس

قدرت اللہ کی لے یار نظر آتی ہے
دیکھ[1] تصویر تری یون کہا بہزاد کہ بس

جسنے دیکھا اُسسے وہ صورتِ تصویر ہوا
تیرا قامت ہے عجب غیرتِ شمشاد کہ بس

کب تلک کوہکنی تیشہ سے اب کیجیگا
بولی فرہاد سے یہ قسمتِ فرہاد کہ بس

جب تلک شمس و قمر ہین یہ جہان مین روشن
حیدر آباد رہے اسقدر آباد کہ بس

کب ہے پرواہ[2] کسی شخص کی اُنکے دلمین
یاد رکھتے ہین تری وہ جو ہین آزاد کہ بس

گرچہ ہے خلق ہر اک رنگ کی لیکن تجھسا
ہو وے ہی شخص ہزارون مین ہی ایک آدکہ بس

جب سی دیکھا ہی تجھے دل سے فدا ہی شادان
زور ہے یار ترا حُسنِ خداداد کہ بس

ردیفِ شین معجمہ

رہتی ہے عاشق کو ایسی دلبر کی تلاش
جسطرح سے جوہری کرتا ہی جوہر کی تلاش

چھانتا ہون خاک عالم کی تلاشِ یار مین
جیسے ہو غواص کو دریا مین گوہر کی تلاش

ف۱ یعنی دیکھ کر
ف۲ پرواہ ہائے ہوز کے ساتھ اگلے کا استعمال ہے۔ اب صرف پروا کہتے ہین ۱۲

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

چاہتے تھے ہم اُسے ٹک ہی نظر بھر دیکھین
پر میسر نہوا ہمسکو وہ دیدار ہنوز

دل یہی چاہے ہے ہردم کہ اُٹھاؤن اُسکو
خواب راحت سے ہوا وہ نہین بیدار ہنوز

ساقیا جام بھلا دیجو نہ اب اور اُسے
جھومتا آتا ہے وہ نشۂ مین سرشار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکھ مین چھایا ہے تری
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہُشیار ہنوز

شکر ہے خوب کٹی آج خوشی سے شادان
شب سے ہے میری بغل مین جو وہ دلدار ہنوز

ردیفِ سین مہملہ

جیسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہاری پاس[ے]
تمہارے پاس جو ہے ہی وہی ہماری پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

غزال چشم نہ رَم کر غزال کے مانند
ترے فراق مین کٹتی نہین اب آ رے پاس

تمام رات جُدائی مین اُسکی گزرے تھی
ہزار ناز سے یار آیا ہے ہمارے پاس

ہو جیسے فوج مین سردار خوشنما شادان
بھلے ہی لگتے ہین اُس ماہ کی ستاری پاس

ے تمہارے ہمارے کا قافیہ اب شعراء مطلع مین لانے سے پرہیز کرتے ہین اس لیے کہ اصلیت تم ہا و ہم ہی گر آتے گئے ایسی باتون کا لحاظ نہین کیا جاتا تھا ۱۲

حیرت ہے اسی بات پہ کیا ہے یہ تماشا
کرتی ہین اثرِ شخصِ اثردار کی باتین

لڑتی ہے بہم جنگ مین شمشیر سے شمشیر
بخشے ہے سخن صاحبِ تاثیر سے تاثیر

پارس جو ملے لوہے سے کیا بات ہے شادان
مس ہووے ہے اک لمحہ مین اکسیر سے اکسیر

آیا ہے صنم آج بہت دُور سے چل کر
پہچانتے ہین تجھکو کسی رنگ مین آئے

رہ جا تو یہین عیش مین مت جا کہ خلل کر
سَو رنگ سے آتا ہے اگر رنگ بدل کر

دنیا تو عجب جا ہے تماشے کی جو دیکھو
اس راہ مین رکھیو تو بہت پاؤن سنبھلکر

مشاطہ کسی طور سے لا اُسکو مرے پاس
آتا ہی نہین شوخ گیا ہے جو مچل کر

صحبت ہے تنک ظرف کی یون کان سے سُن لے
جون پانی نکل جائے پیالے سے اُبل کر

اک آن جدائی کو تری سہہ نہین سکتے
آتا ہے تو آج آنہ بس اب وعدۂ کل[1] کر

شادان ہے کھڑا در پہ ترے واسطے کب سے
اکبار دکھا مکھڑے کو پردیسے نکل کر

ردیفِ زاے معجمہ

[1] اضافت فارسی کی ہندی لفظ کے ساتھ قدما کے کلام مین پائی جاتی ہے یہانتک کہ مومن نے بھی ایسی جلین باندھا ہے اب ایسا جائز نہین ۱۲

سلسلہ گوہر کا جون رشتے سے ہوتا ہی بہم ناظم و ناثر غزلخوان ایک ترکش کے ہین تیر

دور اسکندر مین ہین ایسے سپاہی اور امیر
جسنے دیکھا بولا شادان ایک ترکش کے ہین تیر

کرتا ہے کیون جدا دل اُس سے ملا ملا کر ہر شام و ہر سحر تو شادان خدا خدا کر
کیا دیکھنا ہمارا بھاتا نہین ہے تجکو کیون دیکھتا ہے ہمکو مکھڑا چھپا چھپا کر
اے شوخ ہم بھی تجکو ہر طرح دیکھتے ہین بجلی سا کوندتا ہے جلوے دکھا دکھا کر
مشاطہ دیر مت کر لیجا پیام جلدی روٹھا جو ہمسے ہے وہ لا تو منا منا کر
ہیگا وہ شوخ ایسا رکھتا نہین ہے پروا بہلا تو اُسکو ہر دم باتین بنا بنا کر

اسواسطے کیا ہے تو نے جو ہمکو شادان
رکھتے ہین دل مین اپنے تجکو رجھا رجھا کر

ہر روز فزون ہوتی ہے تحریر سے تحریر بڑہتی ہے اگر کیجیے تو تقریر سے تقریر
جو بات کرے اُسکو نہ تصویر کہین گے کرتی ہے کہین بات بھی تصویر سے تصویر
ہر بات مین جاہل کی طرح کب ہین اُلجھتے دانا تو بہم کرتے ہین تدبیر سے تدبیر
ہے خاک نشین کوئی کوئی تخت نشین ہے ہوتی ہے مقابل کہین تقدیر سے تقدیر

جز بناۓ در و دیوار کسی سے ہر گز — کام آتے ہین بہت اور نہ تھوڑے پتھر

کام وہ کیجیے **شادان** کہ بھلا ہو جس سے
فائدہ کچھ نہین گر کوئی جھنجوڑے پتھر

کیا عجب ہے ٹوٹ جاۓ دلکو قاتل دیکھ کر — رکھدے یہ آئینہ تو اُسکے مقابل دیکھ کر

نکتہ چین ہے اور وہ ہیگا زبس نازک مزاج — بات کرتا ہے اگر اُس سی تو اے دل دیکھ کر

آتشین رخ پر سپند آسا ہے دل عشاق کا — جان سے قربان ہین رخسار کا تل دیکھ کر

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے — تو اُسے مت چھوڑ ہر گز یار مشکل دیکھ کر

اُسکا ملنا بس ثمر دیتا ہے تمکو دوستو — جا ملو اُس سے مگر جو ہو وے کامل دیکھ کر

دل نہ اُسکو دیجیے ہی ایک ہی وہ شوخ و تنگ — ریجھیے دلبر پہ کیا شکل و شمائل دیکھ کر

ہم تمہین کہتے ہین **شادان** دلربا کیسا ہی ہو
اُسکے مائل ہو تمہارا ہو جو مائل دیکھ کر

دود آہ و زلفِ پیچان ایک ترکش کے ہین تیر — خنجر و مژگانِ جانان ایک ترکش کی ہین تیر

دیکھہ تو اُسکو نگاہِ غور سے اے نوجوان — تن مین ہر اک کے دل و جان ایک ترکش کی ہین تیر

وا چھڑے قربان بولا جسنے دیکھا بیگمان — جنگ مین پیر و جوانان ایک ترکش کی ہین تیر

گرچہ ہو فکر سے باہر تو نچھوڑا اے شادان
دھیان اللہ کا ہے فکر بشر سے باہر

سہل ہے بات کہ پہلے ہی نہ توڑی پتھر
ورنہ مشکل ہے کوئی توڑ کے جوڑے پتھر

سنگدل ہے وہ صنم کیونکہ کرین نرم اُسے
ہاتھ پڑتا ہے کسیکا جو مروڑے پتھر

بات شیرین کی کسی نے جو سنائی تجکو
کوہکن تونے بھی آخر کو نچھوڑے پتھر

راہبر ہو تو تجھے تا سرِ منزل پہنچاے
راہ تو دُور ہے اور بیچ مین روڑے پتھر

نہین معلوم کہ انشا کے تئین کیا سُوجھی
قافیہ مین جو لے آیا ہے نگوڑے پتھر

تو بھی اک اور غزل کہدے خوشی سے شادان
گو کسی رنگ سے اُس نے تو نچھوڑے پتھر

لعل و یاقوت و زمرد کے ہین تھوڑے پتھر؟
کیا ہی صانع نے یہ صنعت کی ہین جوڑے پتھر

دانت ٹوٹینگے اُسی کے نہ مزہ پائیگا
اُستخوان جانکے کُتا جو بھنبوڑے پتھر

کوشش انسانکو ہی ایسی ہی کرنی لازم
چشمۂ آب نکل آئے جو پھوڑے پتھر

کام رستم کا کرے جو اُسے رستم کہیے
وہ زبردست ہے جو ہاتھ سے توڑے پتھر

پہلوانی کی جو ہے داد وہ دی ہے تونے
سُنتے ہین آ جکے دن خوب مروڑے پتھر

جواب اُسکا یہ آیا ہمنے بہیجا اُسکو جب کاغذ
ہم اُسکو چاک کر ڈالین گے آئیگا جواب کاغذ

مگر وہ جانتا ہے یہ ہم اُسپر دلسے مفتون ہین
نہین معشوق ہمکو بہیجتا ہے بے سبب کاغذ

ہوا ہے جسکے آنے سے مرے دلکو سرور ایسا
مرا دل جانتا ہے یہ کہ آیا ہے عجب کاغذ

کبھو تو اسطرف دیکھے نگاہِ مہر سے مہرو
اُسے ہے لکھتا ہون اپنے حال کا مین بترتیب کاغذ

کہا قاصد نے یون ہمسے کہ وہ معشوق آتا ہی
ہمارے پاس لایا ہی بصد عیش و طرب کاغذ

کبھو تو ہوکے شادان آملیگا پیارسی جانان
نہین کچھ کم کیا بہیجا ہے اُسکو سب کاغذ

ردیفِ رائے مہملہ

مہر نکلا جو گریبان سحر سے باہر
لوگ سمجھے کہ وہ مہرو ہوا گھر سے باہر

فرشِ رہ دیدۂ بینا کو کرین ہین عشاق
پاؤن رکھتا ہے صنم اپنے جو در سے باہر

جیسے دریا ہے کہ ہو موج نہ باہر اُس سے
کب بھلا موجِ گہر ہوئے گُہر سے باہر

مردمک چشم سے ہوتی ہے جدا کب دیکھو
ہے وہ آنکھون مین نہین اپنی نظر سی باہر

جو بشر ہوتا ہے مقبولِ الٰہی یارو
نہین ہوتی ہے دعا اُسکی اثر سے باہر

مرے اسرار ایسے ہین نہفتہ
کہ جون پتھر مین رہتا ہے شرر بند

وہ ہیگا سب مین اور سب سے نرالا
رکھے کیا کوئی اُسکو کرکے دربند

یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے
بجز مرشد نہ ہو راہِ خطر بند

مثال اُسکی ہین دُون کسطرح شادان
بڑی ہے اس سے گر کہیے جگر بند

ہمتو کرتے ہین دل سے تیری یاد
ملکے جلدی سے دے ہماری داد

دیر مت کر تو ہم سے ملنے مین
تجھ سے کرتے ہین ہم یہی فریاد

جو گرفتارِ دامِ زلف ہوے
کہین عاشق وہ ہوتے ہین آزاد

یاد کر تو مدام دلبر کی
کہہ گیا مجھ سے ہے یہی اُستاد

دیکھ[1] تصویر آئینہ رو کی
ہین تحیر مین مانی و بہزاد

اے مرے بادشاہ اسکندر
ق
تیری دولت سدا رہے آباد

کیون نہ مداح ہو ترا دل سے
کہ بدولت تری ہے شادان شاد

[1] یعنی دیکھکر ۱۲

ردیفِ ذال معجمہ

ردیفِ خاے معجمہ

کہین رہے ہے ہماری نظر مین سے وہ شوخ
بسانِ مردمک آنکھون کے گھر مین ہی وہ شوخ

رہے ہے بحر مین جُون موج اور موج مین بحر
سمجھ نہ اُسکو جدا بحر و بر مین ہے وہ شوخ

جو ہووے دیدۂ بینا تو جوہری پر سے کھلے
کہ موج مارتا آبِ گُہر مین ہے وہ شوخ

کہا ہے مرشدِ کامل نے گوشِ دل مین مرے
تو ڈھونڈتا ہے کہان اس نگر مین ہی وہ شوخ

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے
نہ ڈھونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہی وہ شوخ

ہو جیسی پرتوِ خورشید جلوہ گر ہر جا
ہر ایک گھر مین ہر اک رہگزر مین ہی وہ شوخ

کہے ہے دل سے یہ شادان عجب تماشا ہی
تو دیکھ اُسکو کہ شمس و قمر مین ہے وہ شوخ

ردیفِ دال مہملہ

کیا عاشق کو تو نے یون نظر بند
کہ جُون آنکھون مین ہوتی ہی نظر بند

نظر آتا ہے جیسے موے باریک
کمر مین اے میان تیری کمر بند

جسوقت گلبدن کی خبر آتی ہے مجھے
پھولا نہین سماتا ہون مین پیرہن کی بیچ

ملتا ہے گلعذار گلے ہمسے جس گھڑی
آتی ہے بو گلاب کی اپنے بدن کی بیچ

کہنی جو آے بات کرامات سے ہے وہی
کیا لطف ہے کہ جان نہو وی سخن کی بیچ

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم
ایسا ہے بادشاہ ہمارا دکن کی بیچ

شادان ہر ایک ملک سے آتی ہی خلق یان
ہے کسطرحکی سیر ہمارے وطن کی بیچ

ردیفِ حاے حطی

آتا ہے یار بزم مین مخمور بے طرح
دل اُسکو دیکھ[۱] ہوتا ہے مسرور بے طرح

ارض و سما مین جلوہ ہے اُس یار کا بھرا
نام اُسکا کیا جہان مین ہے مشہور بے طرح

جاے غرور کب ہے وہان عجز کا ہے کام
تو عجز کر کہ یار ہے مغرور بے طرح

جو بوالہوس ہے اُسکو مزا عشق کا نہین
عشاق تیرے عشق مین ہین چور بے طرح

نزدیک چاہتا ہون اُسے جانسے رہے
لیکن رہے ہے یار مرا دور بے طرح

شادان خوشی مین آجکی شب انتظار کر
بن ٹھن کے یار آئیگا جون حور بے طرح

[۱] یعنی دیکھکر ۱۲

میان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
پڑا ہے رشتہ محبت کا جون گھر مین آج

ردیف جیم فارسی

کہتا ہون تجھے جان لے یہ بات مری سچ
صحبت سے بُرے شخص کے اے یار تو چل بچ

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو نادان
جان اپنی گنواتی ہے مگس میٹھے کے لالچ

بیرنگ نہو رنگ مین دلدار کے مل جا
جو رنگ رچا ہے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

کیونکر نہ کہے لطف کہ خلقت کو بنایا
ہر بات مین ہے لطف اُسے بات کی ہر پیچ

کچّی جو بنا ہو کسی دیوار کی اے یار
مضبوط کہین ہوتی ہے سو بار گرے گچ

سودا نے تو بیفائدہ انسان کو کھلائی
گھوڑے کو سزاوار ہے گر دیجیے کرٹچ

کہتا ہے گل اپنے سے کہ چل سیر کو شادان
بو غنچے مین تو دیکھ بھری ہیگی مچا مچ

جو پھولتا ہے پھول خوشی سے چمن کے بیچ
آتی نہین ہے اُسکی ثنا کچھ دہن کے بیچ

پروانہ وار کرتے ہین عاشق نثار دل
آتا ہے شمع رو جو مرا انجمن کے بیچ

ایمان دیا جان بھی دی کیون ہون ممنون
انسان ہوے ہم ترے احسانکے باعث

انسان کو جان اپنی بہت پیاری ہی لیکن
کرتے ہین فدا جان کو بھی نانکے باعث

ہنگامہ قیامت کا جو ہر سمت بپا ہے
ہے فتنہ اُسی نرگسِ فتانکے باعث

آہو کی طرح آ گئے سب دام مین اُنکے
صیاد بنے زلفِ پریشانکے باعث

شادان اب اُسے دیکھ کے کیونکر نہو خندان
ہے غنچہ شگفتہ لبِ خندانکے باعث

ردیفِ جیمِ عربی

مچی ہے دہوم یہ ہولی کی اپنے گھر مین آج
نہین جدا ہے صنم بھی ہمارے بر مین آج

نہین ہے ایسا کھلاڑی جگت مین ہولی کا
پڑا ہے شُہرہ مہاراج کا نگر مین آج

ٹھٹول ہو رہی ہے ہر طرف جھگڑے سے
جو رقص ہولی کا ہوتا ہے ہر ڈگر مین آج

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے
اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج

برنگِ برق اگرچہ نہین قرار اُسے
کہان وہ جاے گا آیا ہے جو نظر مین آج

سراپا اُسکو کہون کیون نہ حور سے بہتر
دوپٹہ باندھے ہے پُر زر جو وہ کمر مین آج

دولت کے خزائن ہین نعمت سے بھرا گھر ہے
شادان ہے سدا شاکر دی اُسنے جو یہ ثروت

ردیفِ تاے ہندی

خواب مین دیکھا جو گلرو کو گئی نیند اُچٹ
نہ ملا صبحکو کی لاکھہ طرح کی کھٹ پٹ

جسنے دیکھا سو کہا زور تماشا ہے یہ
بازی سوزنگ سے ہی کھیل رہا واہ رے نٹ

سیر کو جاوے ہے جب سرِ خرامان میرا
غنچے بھی پیار سے لیتے ہین بلائین چٹ چٹ

چاند پر ابر جو آوے تو بُرا لگتا ہے
ہمنے دیکھا جو اُسے اُسنے لیا کیون گھونگھٹ

جب ادا سے وہ اُٹھا ہمنے کیا دل صدقے
کب سے کہتے تھے اُسے جان مری لے کروٹ

ٹ زور خوب کی جگہ فدوی کہتے ہے ۱۲

دیر کرنے کی نہین جا ہے تو دیر نکر
کیون لپٹتا نہین معشوق سے شادان جھٹ پٹ

ردیفِ ثاے مثلثہ

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کے باعث

سمجھا جو تجھے اُس نے سزاوارِ محبت — کرتا ہے ترے ساتھ وہ اقرارِ محبت

ہر شخص ہے اُس غیرتِ یوسف کا خریدار — ہے خوب کھُلا آج یہ بازارِ محبت

ساقی نے تجھے جامِ حقیقت جو پلایا — دل تیرا ہوا اسلیے سرشارِ محبت

ہے کام یہان عاشقِ صادق کا وگرنہ — اُٹھتا ہے کسی سے یہ بھلا بارِ محبت

اس بات کو رکھ باندھ کے تو دل کی گرہ مین — کیجو[۱] نہ کبھو فاش یہ اسرارِ محبت

یہ جان لے خاطر ہے بہت یار کی نازک — رکھیو نہ ذرا دل مین تو پندارِ محبت

رکھتا ہے وہ شادان کی طرف چشمِ عنایت
کچھ خوب نظر آوین ہین آثارِ محبت

قطرے کو اگر دیکھو دریا سے ہی کیا نسبت — خالق ہے وہ خلقت کا اُسکی ہی یہ سب خلقت

خورشید ہے سجدے مین یہ دیکھ[۲] تری رفعت — کیا شان تری کہیے اللہ رے تری شوکت

اپنے مین اگر دیکھو سب عکس نمایان ہین — واحد کو ہزارون مین جان ایک یہ ہی وحدت

کیونکر نہ اُسے رکھین جون مردمکِ دیدہ — معشوق سے اپنے ہی ہمکو تو بہت الفت

ہو کشت یہ خلقت کی سرسبز شتابی سے — اے ابرِ کرم ایسی ہو جاوے تری رحمت

داتا ہے تو ہی سبکا ہر اک ہے ترا منگتا — کرتا ہے وہی بخشش دی تو نے جسے ہمت

[۱] کیجیو [illegible] وغیرہ کا استعمال [illegible] مین [illegible] ۱۲

[۲] یعنی دیکھکر ۱۲

صنم کے وصل مین کیسی کٹی ہماری رات ۔ بھلا بتائے تو ایسی کوئی پیاری[٥] رات

ملیگا کب تو گلے دل بہت تڑپتا ہے ۔ بس انتظار مین تیرے کٹے ہے ساری رات

صنم تھا ہم سے بہم دور تھا پیالے کا ۔ مزے مین عیش مین کل ہم نے یون گزاری رات

قرار آئے ہمین ٹک تو آن پل ہم سے ۔ رہی ہے تیری جدائی سے بیقراری رات

ملے ہین ایسے کہ ہرگز جدا نہین ہوتے ۔ کہان ہے فرق ہماری ہے یا تمہاری رات

ہمین یقین ہے اُسکے پیار[٥٢] کرنے سے ۔ ملیگا آتے ہی شادان سے ایکباری رات

عاشق جو ہوا دل سے گرفتارِ محبت ۔ آنکھون مین بندھا اُسکی عجب تارِ محبت

رکھتا ہے صنم اُسکو سدا چشم کے اندر ۔ ہو جائے ہے دل سے جو خریدارِ محبت

جائز ہے کہین دیکھ تو اقرار پہ انکار ۔ کرتا ہے تو کیون ہم سے اب انکارِ محبت

ہو جائے پسند اُسکو کبھو بات ہماری ۔ ہر طرح سے ہم کرتے ہین اظہارِ محبت

کہتے ہین برہمن نے جو کی بت کی پرستش ۔ رکھتا ہے گلے اپنے مین زنارِ محبت

شادان تو سُنا یار کو اک مطلعِ رنگین ۔ گر آج کرے تجھسے وہ گفتارِ محبت

[٥] پیار ابروزن فعلن مستعمل ہے مگر اسمین بروزن فعولن آیا ہے شعرا اسکو ایسا ہی کہتے ہین ١٢

[٥٢] پیار کا استعمال بھی اسی طرح ہوا ہے جیسا اوپر ظاہر کیا گیا اب پیار بروزن پیار مستعمل

ہوتا ہے سرور سو طرح کا
طے ہوتے ہین سارے مرحلے جب

سو رنگ کی لذتین ملین ہین
رہتے ہین صنم سے مشتغلے جب

ہوتی ہین ہزار عیدین اُسدن
شادان اُس سے ملے گلے جب

ردیف تاے فوقانی

کیا خوشی[1] ساتہ کٹی ہیگی تمام آجکی رات
ماہ دیکھا تھا جو اپنا لب بام آجکی رات

دل مین اُسکے ہے مگر جلے ہماری یارو
اس خوشی سے جو لیا اُسنے سلام آجکی رات

خوش خرامی پہ تری کبک نہ کیون صدقے ہو
لُوٹے عُشاق گئے دیکھہ[2] خرام آجکی رات

جانے ہرگز نہ تجھے دونگا تو مت جا پیارے
کر تو اے یار مرے گھر مین مقام آجکی رات

باتین کر کے تجھے سو رنگ سی بہلاتے ہین
روٹھ مت کچھ تو کر اے یار کلام آجکی رات

یار آئے گا مرا صبح کے ہوتے بر ہین
کیا خوشی کا یہ دیا پیک پیام آجکی رات

مضطرب تو نہو شادان کہ تجھے ہے یہ نوید
ماہ رو آوے ہے تیرا سر شام آجکی رات

بھلا ہے جام کا کیا ذکر ہو سبو خالی
جو اِسکے نشہ مین آتی ہے یادِ دلبر کی
کہان شرابِ حقیقی مین دُرد رہتی ہے

بہارِ عیش مین ساقی اگر لے آے شراب
تو سچ یہ کہتا ہے ساقی نہین بھلے شراب
نہین ہے دُرد یہان لے زہی صفاے شراب

نہین ہماے ہین بھولے ہم آجکل شادان
گلاب پیتے ہین اُس گل سے ہم بجاے شراب

موج کب دریا مین ہو سکتی ہی محبوسِ حباب
گو اُسے پابند کیجے موج کی زنجیر سے
دیکھ لے غافل نہین بحرِ جہان جاے قیام
جون[1] زمین و آسمان پیوند ہو سکتے نہین

چلتے پھرتے کرلیا کرتی ہی پابوسِ حباب
پر ہوا سے ٹوٹ ہی جاتی ہی فانوسِ حباب
کان رکھ کر سُن یہ دیتا ہی صدا کوسِ حباب
کب بھلا پیوند ہو دریا کا ملبوسِ حباب

جسکا ہے مشتاق شادان اور ہیگا منتظر
لاجبر اُس بحرِ خوبی کی تو جاسوسِ حباب

ہم یار کو دیکھنے چلے جب
کہتے ہین کرے ہے ذکر دلسے
آتی ہے تری ہی یاد ہمکو

صد چند خوشی ہوئی ملے جب
ہر برگ درخت پر ہلے جب
دلسے اُٹھتے ہین ولولے جب

[1] جون یعنی مانند قدیم زبان ہے ۱۲

نخلِ دل ہو رہا ہے پژمردہ
تجھسے کہتے ہین اے میان دانا

آبِ رحمت سے لے کریم جلا
یار کے دل سے اپنے دلکو ملا

کیمیا گر سے کہدے اے شادان
کردے وہ دلکو میرے مس سے طلا

دوست اپنا جو ہم کو جانا تھا
ہمسے ملتے ہین کیا بہانا تھا

جلوۂ حسن تیرا کیا کہیے
جسنے دیکھا وہ بس نشانا تھا

تیرے پروانہ سان جو گرد پھرے
شمع رو کچھ تو ہمنے جانا تھا

نازنین گرچہ ناز کرتے ہین
دیر کیون کی جو تجکو آنا تھا

ہم تو مشتاقِ دید تھے صاحب
اپنا منھ ہمسے کیون چھپانا تھا

شادمانی کی بات ہے شادان
تیرا مشتاق تیرا جانا تھا

جسانا بمعنی معشوق کلام سابق مین پایا جاتا ہے گلب جانان نون کے ساتھ کہتے ہین ۱۲

ردیفِ باے موحدہ

بہار آئی ہے اب دل مین ہی ہواے شراب
صنم کے ساتھ مزا ہی نہین سواے شراب

بھلا کہان سے یہ سیکھے ہو دیر مین ملنا
کہان سے آئی تھی قدرت یہ میکشو اُس مین

بہ دیر ملنے کا دلپر عجب خروش رہا
پلاتا مے کے پیالے جو میفروش رہا

گئے وہ دن کہ وہ رہتا تھا صورتِ سیماب
ملا تھارات کو شادان بہت خموش رہا

تقریر مین آتا نہین حُسن اُسکے بیان کا
وہ راہ نہین ایسی جو ہر ایک کو ملجاے
ساقی تو لے آبادۂ گلرنگ شتابی
گاہک ہے محبت کا اگر دل کی گرہ کھول
وہ سنگ سے بدتر ہے اُسے چوم کے چھوڑو
پوشیدہ نہین یار ہے سب چیز مین ظاہر

برسین ہین گھر بات مین کیا وصف بان کا
گمراہ کہان ڈھونڈ سکے کھوج مکان کا
سبزے کا عجب سیر ہے اور آب روان کا
کچھ مفت تو سودا نہین یہ اونچی دُکان کا
کس کام کا آئینہ صنم جسمین نہ جہان کا
ہے مجکو یقین دخل نہین وہم وگمان کا

شادان تجھے کہتے ہین بھلا بات یہ سچ بول
رہتا ہے گرفتار تو کس موے میان کا

یاد کرتے ہی آکے ہمسے ملا
تجھسے میرا سوال ہے یارب

تھا گلہ پہلے اب رہا نہ گلا
عید آئی ہے کچھ تو خرچ دلا

مزہ وہ یاد ہو تمکو تو سچ کہو شادان
کہ رات یار سے بوس و کنار مین کیا تھا

کسیکے پڑ کے گلے دل کو ہار ہو رہنا
بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا

بغیر یار حقیقی کسی سے کیا ہے غرض
اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

مثل ہے صبر ہے کُنجی فلاح کی یارو
نہین ہے وصفِ بشر بیقرار ہو رہنا

ہی اس سے بڑھکے کوئی بات جی مین تم سمجھو
نگار اپنے پہ دل سے نثار ہو رہنا

اگر وہ باتون مین آجاے تو نچھوڑینگے
ملا کے یار سے آنکھین دوچار ہو رہنا

ہے تجھسے میری نصیحت نہ بھولنا اِسکو
اُسی صنم کا سدا دل سے یار ہو رہنا

اُسیکے لطف سے تیرا جہان مین ای شادان
ہوا ہے نامِ خدا نامدار ہو رہنا

لپٹ[۱] صنم کے گلے سے عجب مین دوش رہا
نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا

صنم کے ساتھ عجب طرحکا بندھا تھا سمان
تمام رات مین مصروف نائے و نوش رہا

سُنا نہ تمنے مرا دل کہان صنم نے رکھا
بجاے دُر یہ لٹکتا ہوا بگوش رہا

کیا تھا وعدہ نہ آیا تو کیا کہون تجھسے
تڑپتے رات کٹی اور دل مین جوش رہا

[۱] یعنی لپٹ کر ۱۲

شادان تو کہا سچ ہے مت جھوٹ اسی سمجھو
ہر گشت مین وہ رہتا ہے جبکا نہ مکان جانا

جو کہ نام حق نہ لیا بھلا وہ جیا تو کیا نہ جیا تو کیا
کہ جو کام تھا نہ کیا ذرا وہ کیا تو کیا نہ کیا تو کیا

وہ صنم نہو وی جو بزم مین نہین بادہ پینے مین کیفیت
کہ بغیر یار کے جو پیا وہ پیا تو کیا نہ پیا تو کیا

وہ نگاہ خوش ہے عجب بھلی جو بروی یارگی رہے
جو نظر کو اور طرف سیا وہ سیا تو کیا نہ سیا تو کیا

تو جو تخم نیکی کا بوے گا تو ثمر بھی ویسا ہی پائیگا
جو ثمر نہ کام کا ہو ذرا وہ لیا تو کیا نہ لیا تو کیا

یہ ہی قول شادان کا دوستو کہ خدا کی نام پہ دیجیو
جو سوائے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا نہ دیا تو کیا

سوائے[5] لطف کے اسکے بہار مین کیا تھا
بجز پیالہ کف بادہ خوار مین کیا تھا

ہزار نام لیے سُنکے وا چھڑے بولا
خدا ہی جانے کہ دست نگار مین کیا تھا

سوائے جام و صراحی و بادہ گلرنگ
کہو تو بادہ کشو لالہ زار مین کیا تھا

عجب ہی کیا ہے جو دل اپنا کر دیا صدقے
کہون مین کیا کہ ترے چاہ پیار مین کیا تھا

قرار اُسنے کیا ہمکو تھی خوشی اِسکی
دگر نہ یار کے قول و قرار مین کیا تھا

یہ جانتے ہین وہی جو کہ عشق رکھتے ہین
مزہ تھا لطف تھا اور وصل یار مین کیا تھا

[5] سوائے کے بعد کے واو زائد ہے ایسا جائز نہین سمجھا گیا

جسنے نہ اُسے جانا پہر اُسنے ہے کیا جانا
بس وہ ہی موحد ہے جو ایک خدا جانا

پڑتی نہین کل ہمکو مشکل ہے بہت تجھ بن
مت کل کا تو وعدہ کر آنا ہے تو آج آنا

پہونچاے صبا تمکو پیغام ہمارا جب
وہ بات ہماری تم سنکر نہ اُڑا جانا

چھپتا ہے تو کیون ایشوخ اب ڈر تجھے کسکا ہی
آنکھین یہ ترستی ہین مُکھڑا تو دکھا جانا

قطرہ کہین دریا سے ہوتا ہے جدا یارو
وہ تم سے جدا کب ہے جو تم نے جدا جانا

بیکار یہ پردہ ہے ہرگز نہین چھپ سکتا
پوشیدہ ترا آنا پوشیدہ ترا جانا

شاعر یہ لگے کہنے تبدیلِ قوافی سے
اک اور غزل شادان تو ہمکو سُنا جانا

جز کوچۂ جانان کے ہمکو ہے کہان جلنا
جسجا ہے وہ دلبر ہے ہر پھر کے وہان جلنا

بے نام و نشان ہے وہ کیا کوئی نشان جانے
ہر گھٹ مین وہ چھایا ہے اُسکا یہ نشان جانا

دلمین ہی صنم تیرا ڈہونڈے ہے تو کیون باہر
کیا بھول پڑی تجکو پتھر کو بُتان جانا

ہوتا ہے یقین جسکو پھر اُسکو گمان کیسا
ہمکو ہے یقین اُسکا سب جسکو گمان جانا

اُسکے ہی کرم سے جب آنکھون سی اُٹھا پردہ
پردے مین نہان تہا وہ پر ہمنے عیان جانا

ڈر ہے تجھے اب کس کا آتا نہین کیون ظاہر
ہرگز نہ چھپیگا یہ تیرا تو نہان جانا

۵ بہت قدیم زبان ہے اب یون نہین کہینگے بہم کو بُت جانا ۱۲

دیوانے تھے ہم جسکے کیا کام کیا اُسنے — تسکین ہمین دینے کو بالطف ہمیش آیا

کیا خوب لڑائی ہے لڑنے کو بڑھین نظرین — جب سامنے آنکھون کے وہ عربدہ کیش آیا

قدرت ہے عجب اُسکی کہنے مین نہین آتی — کیا شہد سے آلودہ زنبور کا نیش آیا

کیا جذبِ محبت ہے اللہ کی قدرت ہے — معشوق لجاجت سے ہی بادلِ ریش آیا

کیا کہیے کہ شادان ہے قسمت کا دھنی کیسا
تنہا وہ نہین آیا با دلبرِ خویش آیا

ہمکو جو تصور تھا اُس غنچہ دہن کا تھا — تھا ذوق اگر دل مین اُسکے ہی سخن کا تھا

آیا جو وہ گلشن مین پژمردہ ہوے سب گل — بلبل بھی پھڑکتے تھے یہ رنگ چمن کا تھا

رکھتے تھے قدم تیرے آنکھون پہ ہم اِس خاطر — ناز اپنے تئین سارا تیرے ہی چلن کا تھا

تسبیح نہ گردانو منکا ہے پھرا اُس کا — مَن جس سے نہ بھٹکے تھا من کا وہی منکا تھا

ہم اُسکے ہین اب عاشق جو یادِ صنم مین رہے — قیدی کبھی دل اپنا اُس چاہِ ذقن کا تھا

نکلا وہ سحر ہوتے گھر سے مرے دشمن کے — شب دیکھتے ہی جسکو ماتھا مرا ٹھنکا تھا

اب مثلِ سکندر ہے وہ شاہِ جہان شادان
آصف جو زمانے مین سلطان دکن کا تھا

ہمیشہ کی جگہ ہمیش اب نہین کہتے ۱۲

سو رنگ سے یار جلوہ گر ہے
لاگی ہے لگن جو یار کے ساتھ
سمجھی ہین تمہاری ہمنے رمزین

دیکھا دنیا مین اک تماشا
کچھ کرتے ہین لوگ اپنو چرچا
جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

شیرین دہنی کا ہے تری فیض
شادان ہے تری ثنا مین گویا

اُکھڑا تو ذرا مجھے دکھا جا
ہو قطرۂ و بحر مین نہ دُوری
نیرنگیِ حُسن تا نظر آے
رم کرتا ہے کیون مثالِ آہو
بے تیرے یہ گھر اُجاڑ سا ہے
ہو ولولہ عشق کا دوبالا

مشتاق ترا ہون بر مین آ جا
دلپر تو مثالِ ابر چھا جا
اک جام شراب کا پلا جا
آنکھونکو جمال تو دکھا جا
آ دل مین ہمارے تو سما جا
افسانۂ یار ٹک سُنا جا

شادان کو لکھا ہے آج اُس نے
ہم روٹھے ہین آ نکر منا جا

معشوق مرا شبکو کسطرح سے پیش آیا
جیسا کہ مین چاہا تھا اُس سے بھی وہ بیش آیا

لاگی اب متروک ہے لگی بولتے ہین ۱۲

منا کی جگہ پہلے منا نکر اب تک بعض لوگ کہتے ہین مگر ثقات نے بالکل ترک کر دیا ہے ۱۲

تیرے ہاتھون سہی پینے کا رہے مشتاق شادان
پلا مین منتظر ہون ساقیا بھر کر ایاغ اپنا

بھرا ہے مردمک مین نور کیا اک تیرے بالونکا — پڑا خورشید مین بھی عکس ہے تیرے ہی گالونکا
ہزارون لعل تیرے لعل لب پر کیجیے صدقے — نہووے جوہری سے مول تیرے ایسے لالونکا
طراوت جسکے دیکھے سے نظر کو پیچ آجاوے — چمن مین دیکھنا کیا خوب ہیگا نونہالونکا
ذراسی[ـه] بات مین حرفِ کدورت درمیان آوے — خیال اب رات دن ہی ایسے ہی نازک خیالونکا
زبان سے حرف نیکی کا یہ تسپر بھی نہین کہتے — اگرچہ کچھ نہین جاتا گرہ سے کہنے والونکا
جنہون[ـه] کے دیکھنے سے مقصدِ دل اپنی بر آوین — یہ دل مشتاق ہے اسطرح کے صاحب جمالونکا

غزل انداز ہر اُستاد پر شادان جو لکھتا ہی
جو سچ پوچھو تو یہ ہے فیض اُنہین صاحب کمالونکا

سامان طرب ہے سب مہیا — پیارے مرے دیر مت کر آجا
گر شوق ہے تجھکو عاشقی کا — سن قصۂ یوسف و زلیخا
مجنون کا حال جسنے دیکھا — دیوانہ ہوا العشق لیلےٰ
پیارے سب تجھے ہم جو چاہتے ہین — بس دل مین ہمارے مت کہین جا

ـه ذرسی آگے استعمال کرتے تھے اب ذرا کہتے ہین ۱۲
ـه یہ قدیم زبان ہے اب اس جگہ جنکے بولتے ہین۔ البتہ نے کے ساتھ جنہون اور انہون اب بھی مستعمل ہے ۱۲

نہین مقدور مجکو ایک ساعت تیری ہجر انکا
کہ تو مالک ہے میری جان عاشق کی دل و جانکا

چمن مین بلبلون کا شور ہی غنچے چٹکتے ہین
خوش آتا ہے تماشا ساتھ گلرو کی گلستانکا

بیان مین کیا کرون اُسکی نگاہِ شوخ کا یارو
دریچے سے چُرا کر آنکھ جب اُسنے اِدھر جھانکا

لپٹ کر رات کو اُسنے جو دی تسکین مرے دلکو
زبان سے کیا کرون مین شکر اُسکی لطف و احسانکا

بچھایا دام ایسا ہے کہ دل ہر ایک پہنستا ہی
بیان کیا کیجیے اب لطف اُس زلفِ پریشانکا

نہین اُس سے جدائی لیک ظاہر ہے جدا اُس سے
جو پرتو ہے جہان مین دیکھ خورشیدِ درخشانکا

ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
وہی ہی ظاہر و باطن مین صاحب ایک شادان کا

ہوا ابرِ کرم سے سبز اور سیر اب باغ اپنا
رہیگا تا قیامت خلق مین روشن چراغ اپنا

سوا اک ذکرِ جانان کے نہ چھیڑو غیر کا قصّہ
کوئی بات اور سہ سکتا نہین نازک دماغ اپنا

تلاشِ یار مین اسطرح گُم در خود ہوا ہون مین
کہ اکثر ڈھونڈتا ہون مین نہین ملتا سُراغ اپنا

نہ مین کہتا تہا تو مت بیٹھ نافرمان کی صحبت مین
مٹا سکتا نہین اب صورتِ لالہ یہ داغ اپنا

ارے دل مین تجھے کہتا ہون دائم یادِ حق مین رہ
اگر اک آن مین جا ہے تو کرتا ہے فراغ اپنا

نظر بد بین لوگون کی سواری مین لگی ہیگی
تصدق کیون نہ اب کیجے عدو مانندِ داغ اپنا

آنکھوں سے کیے ڈور سے دیکھ کی پہچان ہم گئے
کرتے ہو بات اور طرح پی سے ہے بھنگ کیا

ہے انتظار کل سے تمہارا ہمین صنم
ملنے مین آج ہمسے تمہین ہے درنگ کیا

تیرے ہی رو سے ہی یہ صفا اور جلا اُسے
دیکھا نہین جو آئینہ بیٹھا ہے زنگ کیا

پایل کی اب جو اُسکی جھنک کان مین پڑی
آتا ہے آج یان وہ بتِ شوخ و شنگ کیا

شادان یہ پیشہ عشق کا ہیگا بہت کٹھن
جو عشق مین پھنسا ہو اُسے نام و ننگ کیا

ڈالا ہے پیچ زلف سے کیسا کمند کا
کیا دام ہے مین کیا کہون اُس خود پسند کا

مشتاق تیرے بوسے کا ہون دے کبھو مجھے
آتا ہے کیا مزہ لبِ شیرین سی قند کا

تڑپے ہے یون رقیب مری عاشقی کو دیکھ
ہوتا ہے جیسے سوختہ دانہ سپند کا

سلکِ گہر ہے تیری نصیحت مین کیا کہون
لکھون گا مین قصیدہ ترے وعظ و پند کا

عاشق کھڑے ہین سامنے مجرے کیواسطے
لیجے سلام دل سے کسی مستمند کا

شادان ترے گلے سے لپٹ کر سدا رہا
یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشمند کا

نہین رہتا ہی ہرگز ہوش یان دانا و نادان کا
ہوا ہی کیا ہی مفتون دل مرا اُس چشمِ فتان کا

ل یعنی دیکھ کر

گمنام رکھہ نہ حرف تو اب میرے نام پر
میرا جہان مین نام ہوا تیرا کیا گیا

وعدہ غلط سہی سبھی مجھے تسکین تو ہو گئی
مطلب جو تھا تمام ہوا تیرا کیا گیا

اے نفس بندگی ہے مری شاق کیون تجھے
مین یار کا غلام ہوا تیرا کیا گیا

کھاتا ہے کیون حسود دل اپنے مین پیچ و تاب
وصلِ صنم مدام ہوا تیرا کیا گیا

فضل خدا کو دیکھ کے حاسد نہو ملول
شادانؔ جو شاد کام ہوا تیرا کیا گیا

ہوتا چلا ہے اُس پہ یہ عالم شباب کا
خیمہ تنا ہے آب پہ گویا حباب کا

ساقی جو ہووے یارِ حقیقی ترا مدام
پھر ہے تجھے حلال یہ پینا شراب کا

ہر وقت یاد آوے اگر بات سے وہی
کیا خوب ہیگا وقت پہ دینا جواب کا

آتا نظر مین سبکی ہے ذرہ یہ اس سبب
چمکے ہے نور ذرہ پر اُس آفتاب کا

دام و درم ہزار نثار اُس پہ کیجیے
ہووے جو رہنما کوئی راہِ صواب کا

شادانؔ تمہارے کیونکہ نہووے وہ روبرو
پردہ ہی رخ سے اُٹھ گیا اب تو حجاب کا

واعظ نے وعظ کا یہ نکالا ہی ڈھنگ کیا
بیرنگ جو سخن ہو بھلا اُس مین رنگ کیا

اپنے صنم کے رہیے گلے سے لپٹ مدام
بخشون گا لاکھہ تنگ جواہر رہِ خدا
دشمن کی دشمنی سے نہین کام کچھہ ہمین

یہ آرزو ہے شوق نہین عز و جاہ کا
ہو وہ نگار ہنما جو کوئی اُسکی راہ کا
مذکور مت کرو کبھی اُس روسیاہ کا

ہر آن ہر زمان ہے تری یاد مین میان
شادان اُمید وار ہے فضلِ الٰہ کا

لب تشنہ کام کیون نہ رہے تیری جام کا
رنگین ہو کے آتا ہے ہولی کے رنگ مین
وہ عیش اب کے ہمنے منایا ہے وصل مین
لیلو میان سلام تم اُس عشقباز کا
وہ چلبلا ہے دیکھہ کے قاصد کو یہ کہا
کرنا وفا تو اپنا سخن بھولنا نہین

ہمکو مزہ لگا ہے لبِ لعل فام کا
آنا ترا ہے اب کے عجب دہوم دہام کا
ہوتا ہے ذکر خلق مین عیشِ دوام کا
جو منتظر کھڑا ہے تمہارے سلام کا
سُننا ہمین پسند نہین ہے پیام کا
وعدہ کیا ہے تو نے جواب ہمسے شام کا

یادِ صنم مین کیونکہ نہ شادان ہو روز و شب
چسکا پڑا ہے اُسکو تو شُربِ مدام کا

ناصح وہ بت جو رام ہوا تیر لگ گیا
ق
اُس سے مرا پیام ہوا تیرا کیا گیا

یعنی لپٹ کر ۱۲ مٹ آگے مت کا استعمال خلاف فصحا نے ترک کر دیا ہے ۱۲

کیا کیجیے بتاؤ بھلا جایئے کہان
اُسکے بغیر دل نہین لگتا کہین مرا

شادان مدام دل مین یہ رکھتا ہے آرزو
آکر ملے گلے سے نگارِ حسین مرا

گو اک زمانہ طالبِ دیر و حرم ہوا
پر دل ہمارا عاشقِ روے صنم ہوا

سو سو طرح سے بات بناؤ تو کچھ نہو
سب بات بن پڑے ہی جب اُسکا کرم ہوا

جو تخم بویئے تو نہووے وہ کم کبھی
جسنے دیا ہے راہِ خدا مین نہ کم ہوا

یہ چھوٹا کوئی نہ اِس سے مگر ذاتِ اولیا
دامِ بلا جہان مین دام و درم ہوا

تیرے ہی دَور کا ہے یہ شاہِ دکن اثر
صحنِ چمن جہان مین باغِ ارم ہوا

دیکھا کبھی نہ چشمِ فلک نے بھی یہ جمال
ابرو ہلال دیکھہ کے مجرے کو خم ہوا

شادان یہ بات پہ جسکنے نکہہ صاف کہہ
عاشق جو اُس صنم پہ ہوا محترم ہوا

یون آنکھہ مین ہے جلوہ کسی کی نگاہ کا
جیسے نہ ماہ سے ہو جدا نور ماہ کا

فرمان مین جسکے ہین فلک و ماہ و آفتاب
مین ہون غلام اُس شہِ انجم سپاہ کا

مین ہون غریب اور وہ ہے صاحب کرم
ہوتا ہے فرق جیسے گدا اور شاہ کا

گرتو عاشق ہے تو جسطرح سب بنے — محفلِ سرو قبا پوشش مین آ

یاد رکھ تجھسے کہے ہے **شادان**
اپنے سے تو نہ فراموشش مین آ

تیرے ہی یاد کرنے کی خاطر یہ دل بنا — دل سے جگر بھی اِسکے سبب متصل بنا
ہو دیگا دل سپند میرا اُسکو دیکھ کر — نقاش اُس نگار کے چہرے پہ تل بنا
ہر چیز اپنی اصل سے ہوتی نہین جُدا — کوزہ اگر شکستہ ہوا گل کا گل بنا
کرتا نہین ہے بات صفائی کی سنگدل — سینہ یہ سخت ہیگا ترا جیسے سل بنا

شادان ہوئی مکین و مکان کی جو آرزو
دلبر بنا مکین مکان میرا دل بنا

آتا ہے کس ادا سے بتِ نازنین مرا — کرتا ہے مہر و مہ کو خجل مہ جبین مرا
مین اپنے دل پہ کندہ کیا جیسے تیرا نام — کیا نامور ہوا ہے جہان مین نگین مرا
اقرار کرکے اُس سے بدلتا نہین کبھو — کسطرح اُسکو قول نہووے یقین مرا
چھوڑون نہ اُسکو شام سے مین صبحدم تلک — پہلو مین آئے گر وہ بتِ دل نشین مرا
اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے — مین ڈھونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

کیا کیا کام گل اندام نے کل مستی مین | ہاتھ مین شیشۂ مے لیکے جو پر جام کیا

مست کو اور بھی بدمست بنایا تو نے
عالم نشۂ مین شادان سے جو پیغام کیا

ذکر تیرا تھا یہان غیر کا مذکور نہ تھا | توہی تھا مد نظر دوسرا منظور نہ تھا
دیکھ[1] محفل مین ہر اک آنکھ جھپک جاتی تھی | تیرا ہی نور تھا وہ اور کوئی نور نہ تھا
دیکھ کر آیۂ قرآن کو ہوئی آگاہی | ہم تو سمجھے تھے تجھے دور پہ[2] تو دور نہ تھا
انبیا ہون کہ ملک سب ہین یہان درماندہ | کرتے کیا حمد و ثنا تیری کہ مقدور نہ تھا
مثل خورشید کے چھایا تھا اُسی کا جلوہ | کوئی جا ایسی نہین تھی کہ وہ مشہور نہ تھا
تو جو دستور نکالا سو وہی ہے دستور | وہ کیا تو ہی نے دستور جو دستور نہ تھا

چشم مخمور ہی بھاتی تھی تری شادان کو
مے نہ دی تو نے تو کیا نشۂ مین چور نہ تھا

اپنے معشوق سے ہم جوش مین آئے[3] | کب سے کہتے ہین کہ آغوش مین آ
پردۂ چشم اٹھا دیکھ ادھر | اتنا بیہوش نہ ہو ہوش مین آ
اپنے مطلب کی سبھی ای پیارے | بات کہتے ہین ترے گوش مین آ

[1] یعنی دیکھ کر
[2] پہ یعنی لیکن — پہ کی جگہ پر بھی لیکن کے معنی مین مستعمل ہے اب متروک ہے ۱۲
[3] یعنی اگر ۱۲

یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
صوفیون مین وہ اسی واسطے محسوب ہوا

عشق کا تجکو جو دعویٰ ہے تو میدان مین آ
جہل اور عجب و تکبر تو نہین ہینگے بہلے
چمنستان مین عجب رنگ کے گل پہولے ہین
ساقی و مطرب و مے جام و سبو سب کچھ ہے
پہول سے تو ہی سبک بلکہ صبا سے نازک
چھپ کے آتا ہے صنم تیرا تجھے دون ہون نوید

اپنی بیگانہ روی چھوڑ کے پہچان مین آ
بن نہ حیوان ذرا خصلت انسان مین آ
سبزہ و سرو و سمن دیکھنے بستان مین آ
گلبدن نام ہے تیرا تو گلستان مین آ
مین چھپا لون گا تجھے آ مرے دامان مین آ
کہہ گیا پیکِ صبا آج مرے کان مین آ

چاہتا ہے تجھے اور تجھپہ فدا ہوتا ہے
جانِ من دیر نہ کر مجلسِ شادان مین آ

کیا مزہ رات کو وہ شوخِ دلارام کیا
اسطرح دیر نہ ملنے مین کبھو کیجیے گا
یاد کرتے تھے تجھے دل سے نہ بہولین گے اسے
اپنے عاشق کو جو اسطرح سے معشوق کہا

زلف کے دام سے اس دلکو مرے رام کیا
وعدۂ صبح تھا کیون قصد سرِ شام کیا
دل ہمارا جو لیا تو نے عجب کام کیا
تو نے تو اپنے تئین مفت مین بدنام کیا

یعنی دیتا ہون۔ اسیطرح دیکھتا ہے۔ سنتا ہے کی جگہ دیکھے ہے سنے ہے اب متروک ہیں۔ کرتے تھے اور یہ استعمال دہلی مین ذوق و غالب تک رہا لکھنؤ مین ناسخ کے وقت سے ...

دہنِ زخم جو خندان نہوا تھا سو ہوا
اب تلک عشق نمایان نہوا تھا سو ہوا

آنکھ میری جو ترے ساتھ لگی رہتی ہے
بدگمان مجھسے ہر انسان نہوا تھا سو ہوا

لوگ کرتے ہین جو بدنام بھلا کرنے دے
تجھسے اور مجھسے مری جان نہوا تھا سو ہوا

آرزو مجکو اِسی دن کی جو تھی بر آئی
شوخ گھر مین مرے مہمان نہوا تھا سو ہوا

یار کے آنے کی تاثیر عجائب دیکھی
جو کبھو دشت گلستان نہوا تھا سو ہوا

دِل مرا لیکے جواب دلمین رکھا اپنے چھپا
تجھسے اے شمع شبستان نہوا تھا سو ہوا

عشق چھپتا ہی نہین لاکھ رکھو پردے مین
کبھی بدنام جو شادان نہوا تھا سو ہوا

اس جھگڑے سے مرے سامنے محبوب ہوا
جسکے آنے سے زمانے مین اک آشوب ہوا

چاہتا ہے جو مجھے سب سے زیادہ دل سے
اسی باعث سے وہ پیارا اب مجھے مرغوب ہوا

کب مرے عشق سے نسبت ہی میان مجنونکو
دیکھ[1] معشوق مرے عشق کو مجذوب ہوا

آفرین اُسکو محبت کی بنا جس سے ہوئی
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا

مین نہ کہتا تھا تمہین یار ادھر ٹک[2] دیکھو
ترچھی نظرون سے مجھے دیکھنا کیا خوب ہوا

شوق نے مجھسے کہا اُڑکے پہونچ اب تو بھی
لے[3] کبوتر جو روانہ مرا مکتوب ہوا

[1] یعنی دیکھکر ۱۲
[2] ٹک قدیم زبان ہی اب ذرا کہتے ہین ۱۲
[3] یعنی لیکر ۱۲

چین کسطرح سے ہو چھوڑ[۱] بھلا در اپنا
بھول جاتا ہے مسافر بھی کہین گھر اپنا

ہین جدائی مین بہت گرچہ بکھیڑے یارو
دلکو ہوتی ہے خوشی جب ملے دلبر اپنا

خال اُس شوخ کے عارض کا ہوا دانہ دام
دل پہ پہنسا رہتا ہے اُس زلف مین اکثر اپنا

جو دل آزار ہمارا تھا زہے جذبۂ عشق
وہ دل آرام ہوا ابتو مقرر اپنا

ہم سمجھتے ہین تجھے پیر طریقت ای عشق
راہ بھولین نہ کبھی تو جو ہو رہبر اپنا

بے بہا دل ہے ترا مول کوئی کیا لیگا
رکھہ چھپا مثلِ صدف سینے مین گوہر اپنا

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان
کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

سب ہوے محو اُسے دیکھہ[۲] جدہر سے نکلا
تھے تعجب مین کہ یہ چاند کدہر سے نکلا

حسن اُسکا مین کہون یا کہ ملاحت اُسکی
پڑ گیا شور مرا یار جو گھر سے نکلا

کیا ہوا ہے وہ کہان ڈہونڈو تو کوئی اُسکو
ڈہونڈہتے پھرتے ہین ہم ہی وہ سحر سے نکلا

حسنِ اخلاق سے ہے قدرِ بشر دنیا مین
پھر گہر کیا ہے وہ جب آب[۳] گہر سے نکلا

ہے خردمند وہی جو کہ ہنر کو سیکھے
بے ہنر صحبتِ اربابِ ہنر سے نکلا

ہے مسلم کہ نہین کہہ تو سمجھہ کر شادان
نور اُس یار کا خورشید و قمر سے نکلا

[۱] یعنی چھوڑ کر ۱۲
[۲] یعنی دیکھکر ۱۲
[۳] آب پانی کے معنی مین مذکر ہے مگر گہر کی آب مونث مستعمل ہے ۱۲

اب تجھے نفرت ہے مجھسے وہ زمانہ یاد ہے
ہاتھ میرا کاکلِ پیچان کا تیری شانہ تھا

ذکر پروانون کا کیا ہے جو حسین تھا بزم مین
شمع رو پر رات کو سو جان سے پروانہ تھا

رات کو کیا خوب گزری پیتے پیتے ہی ہمین
اسطرف مین اُس طرف وہ بیچ مین پیمانہ تھا

مزرعِ عقبےٰ جو دنیا کو کہا ہے ٹھیک ہے
بڑھ کے خرمن ہو گیا وہ جو یہان اک دانہ تھا

کیا محبت ہے ہمارے اور اُسکے دیکھیو
اُس سے ہم لپٹے ہوے تھے وہ کبھی تنہا نہ تھا

مت کہو دیوانہ اُسکو مت بنو دیوانے تم
وہ بڑا فرزانہ تھا جو یار پر دیوانہ تھا

دیکھ[1] اُسکو اسطرح شادان نہوتا شاد کیون
شاہ میر الختن پر زیبندہ کیا شاہانہ تھا

ہے گلستان مین کہان کوئی غزلخوان ایسا
لکھ سکے کون کہ تو ہیگا[2] سخندان ایسا

ڈھونڈتا لاکھ پھرے مشعلِ مہ ہاتھ مین لے[3]
ہے کہان چرخ پہ خورشیدِ درخشان ایسا

شوخ ہے ناز بھرا حُسن دوبالا تسپر[4]
کوئی بتلاے بھلا طفلِ دبستان ایسا

حسنِ قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اُسکی
ہے گلستان مین بھلا سروِ خرامان ایسا

نہین دیکھا ہے کہین اور نہ سُنا ہی ہمنے
کیون نہ حیران رہین دیکھ کے جانان ایسا

اُسکی شوخی پہ نہ دل کیونکہ[5] تصدق ہوے
شوخ و چالاک دکھادے کوئی شادان ایسا

[1] یعنی دیکھکر ۱۲
[2] ہیگا، ہیگی، بہت قدیم زبان ہے ۱۲
[3] یعنی لیکر ۱۲
[4] تسپر کی جگہ اب اُسپر کہتے ہین ۱۲
[5] کیونکر کی جگہ کیونکہ دہلی مین اب بھی بولتے ہین۔ مگر کلام داغ مین نہین ہے۔ اور ارباب لکھنؤ ہمیشہ سے اسکے تارک ہین ۱۲

کب زمین و آسمان تھے ہو کا اک میدان تھا
کُن کے فرمانے سے خالق کی عجب گھر بنگیا

ہو فقیری یا کہ شاہی سب ہین یہ قدرت کے کھیل
بوریا اک جا تو اک جا تخت و افسر بنگیا

اک نگاہ عاشقان تاثیر رکھتی ہے عجب
جو ملا پارس سے آہن بس وہین زر بنگیا

دیکھ شادان اک نگاہ لطف کا کیا فیض ہے
جو کہ بدتر تھا سو اک لمحہ مین بہتر بنگیا

صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سر اسراف تھا
کیون نہ آیا رات کو گر دل مین ہمسے صاف تھا

کب نظر کرتا تھا غیرون پر وہ عاشق کی سوا
دیکھتا تھا مُنہ اُس آئینے مین جو شفاف تھا

کیون نہ مہر و ماہ اُسکے حُسن سے ہووین خجل
شُہرہ اُسکے حسن کالی قاف سے تا قاف تھا

ہر کسی کو کس طرح معلوم ہو کھوٹا کھرا
جسنے پرکھا نقرہ خالص کو وہ صراف تھا

یاد کرتے ہی اُسے پہلو مین پایا دوستو
جب نظر کی ہمنے وہ بت بر سر انصاف تھا

دیکھ اُسکی بندگی کو اور غلامی کی طرف
حال پر شادان کی صاحب بر سر الطاف تھا

جلوہ گر تھا ہر جگہ کعبہ تھا یا بتخانہ تھا
گھر ہزارون تھے مگر وہ ایک صاحب خانہ تھا

یار کی سنکر حکایت محو در خود ہو گئے
رات جو ہمنے سنا وہ کیا بھلا افسانہ تھا

لیگیا ہے ہاتھ سے دل اب میں اُسکو کیا کہوں ۔ جان و دل سے ہوں فدا اُس دلبر مغرور کا

خونِ عاشق ہاتھ میں ملتا ہی مہندی کی جگہ ۔ کیوں نہ میں اُس شوخ کے قائل ہوں اُس دستور کا

کیوں نہ ہو مشہورِ عالم ہو جو مقبولِ خدا ۔ عاشقوں میں کسطرح سے ذکر ہے منصور کا

میر و مرزا اس زمین میں گرچہ شادان کہہ گئے

پر ہے دل مشتاق تیرے مطلعِ مشہور کا

چہرہ اُس کا کیا کہوں میں ہے وہ شعلہ نور کا ۔ میں تو ہوں عاشق اُسی معشوقِ رشکِ حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا ۔ کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحنُ اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل ۔ ہے ترے نزدیک اندیشہ نکر تو دور کا

جسکے پیتے ہی سرور آنکھوں میں اپنی آگیا ۔ جُرعہ کش میں رند ہوں اُس بادۂ انگور کا

خوش نہیں آتا ہے مجکو راگ سُننا غیر سے ۔ کان میں نغمہ بھرا ہے بس اُسی طنبور کا

پا بگل ہے سرو جسکی خوشخرامی دیکھکر ۔ میں دوانہ ہوں اُسی کی نرگسِ مخمور کا

اُسکے آنے کی خبر سن کیوں نہ شادان شاد ہو

آج ہے کچھ اور ہی عالم دلِ مسرور کا

اُسے نے ہے قدرت کہ پتھر لعلِ احمر بن گیا ۔ قطرۂ نیسان صدف میں آکے گوہر بنگیا

دیوان کی جلد دوم
اُسوقت شعر کہتے تھے
اب نہیں کہتے ۱۲
۵۲ یعنی سُنکر ۱۲

خالق نے کیا احمدؐ و حیدرؓ کو شہنشاہ
ہر ایک ہے سرتاج عرب اور عجم کا

شادان ہون اسیواسطے مین صبح سی تا شام
بندی کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا

صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز
کیا رنگ نیا لعلِ بدخشان سے نکالا

موتی کی لڑی مین کہون یا پہول تہی جہڑتے
جب بات کو اُس نے لبِ خندان سے نکالا

صوفی کو عطا جس نے کیا مذہبِ صافی
نخوت کو اُسی نے سرِ رندان سے نکالا

کیا پیچ پڑا تہا دلِ عاشق پہ کہون کیا
شانے کو جو شب کاکلِ پیچان سے نکالا

وہ ہار ترا ہو کے گلے ہی مین پڑے گا
گو ہاتھ کو عاشق کے تو دامان سے نکالا

نازان ہین اسی بات پہ عشاق کہ شادان
دلکو نہ کبھو چاہِ زنخدان سے نکالا

دل سے ہون دائم فدا اُس صاحبِ مقدور کا
اک جہان مشتاق ہے جس ناظر و منظور کا

ہر بہانے رزق دیتا ہے وہ ہر ہر فرد کو
ہے وہ رزاق آدم و حیوان و مار و مور کا

ہاتھ سے اُس مہ کے جب تک ہو نہ دورِ آفتاب
اے فلک کیا لطف بارش مین شبِ دیجور کا

لف نے علامتِ فاعل پہلے حذف کی جاتی تہی اب ناجائز ہے

لہ تقلید اہلِ فارس ہوئیکا قافیہ جور و نور کے ساتھ لایا گیا ہے ایسا بعض متوسطین کے کلام مین بھی پایا جاتا ہے مگر فصحاے متاخرین پسند نہین کرتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

بندہ ہون دل وجان[1] سے مین اپنے صنم کا
سایہ ہے مرے سر پہ تو اُسکے ہی قدم کا

خورشید مین ہے نور تری مہر وعطا سے
یہ وجہ ہے ہر ذرّہ جو خورشید سے چمکا

مغرور ہے تو جنسِ عبادت پہ ولیکن
انصاف سے دیکھے تو نہین مال درم کا

لکھا جو گیا روزِ ازل مٹ نہین سکتا
کیا وصف لکھے کوئی بھلا لوح وقلم کا

کیون صلح مین رکھون نہ قدم جنگ کو اب چھوڑ[2]
عقدہ ہے کھلا دل پہ مرے دیر وحرم کا

[1] بحالتِ عطف واضافت اعلانِ نون اُسوقت جائز سمجھا جاتا تھا۔ اب متروک ہے ۱۲

[2] بہ چھوڑکر۔ دیکھکر۔ کی جگہ چھوڑ دیکھ متقدمین استعمال کرتے تھے۔ متوسطین کے زمانے سے ترک ہوگیا۔ ۱۲

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا
الحمد للہ والمنۃ کہ این یوسف مصر معانی شاہد رعنای سخندانی نگارستان
صور خیال بہارستان سحر حلال نسخۂ فصاحت عنوان صحیفۂ بلاغت نشان یعنی
دیوان شاداں
نتیجۂ افکار گہربار عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر
وزیر اعظم دولت آصفیہ المتخلص بہ شاداں مرحوم
در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

کیا کر مشورے سے کام ای یار اگرچہ ہووے تیری راے عالی

اگر شہرت کی خواہش ہی ہنر کیجی تو حاصل ہو
ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو

محبت ظاہری باتون سی گر کیجے نہین ہوتی
اگر دلمین کسیکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو

تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بوجھ ای شادان
مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

شاد عفی عنہ

مثالِ سدِ سکندر رشتہ سکندر کی رہے جہان مین سدا اُستوار سالگرہ

الحاصل مہراج کی شاعری مثل دیگر شعرا کے خیالی نہین ہے - حمدِ الٰہی - مدحِ شاہی حقیقی محبت اخلاق وحکمت کے سوا اُنکے کلام مین اور کچھ نہین پایا جاتا -

اب مین چند شعر اخلاقی مضامین کے اس جگہ لکھکر دیباچے کو ختم کرتا ہون -

نہ اسکی ہے ہوس بہتر نہ اُسکی ہے ہوس بہتر
جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہے اک نفس بہتر

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہی راحت جو پیسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے

زوال اُسکو کبھی ہوتا نہین ہے اُٹھے جو یاد مین اُسکی سحر سے

مثل ہے صبر ہی کنجی فلاح کی یارو نہین ہے وصفِ بشر بیقرار ہو رہنا

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو شادان جان اپنی گنوائی تہی مگس میٹھی کی لالچ

سلطانِ دکن حضرت سکندر جاہ طاب ثراہ کے جان نثار وہ الہ و شیدا تھے شاید کوئی صفحہ ایسا نکلے جس مین بادشاہ کا ذکرِ خیر نہ آیا ہو کثرت سے مدح کے اشعار کہے ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین گے۔ مین چند شعر پر اکتفا کرتا ہون۔

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان — کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم — ایسا ہے بادشاہ ہمارے دکن کی بیچ
شادان ہر ایک ملک سے آتی ہی خلق یان — ہی کسطرح کی سیر ہمارے وطن کی بیچ

سکندر شاہ با اقبال و اجلال — رہے یارب سدا ملکِ دکن مین
اُسیکا ہو کے بیچ دون سبکو شادان — یہی آتی ہے ہر دم میری مَن مین

سکندر سا نہ دیکھا ہمنے سلطان — جہان کو کر رکھا ہے جس نی بُستان

شہِ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ — خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

جو سوا سے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا نہ دیا تو کیا

داتا ہے تو ہی سب کا ہر اک ہی ترا منگتا

کرتا ہے وہی بخشش دی تو نے جسے ہمت

مانگیے شادان خدا سے ہر گھڑی دیوی گا وہ　　تاکہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر پیہر بار فیض

جو ہی بے فیض اُسکو کیا کہون مین　　وہ اس گلشن مین نخلِ بے ثمر ہے

کام اپنا آپ اپنی ہی ہاتھون سنوار لو　　دو ایک راہِ حق مین تو سو سو ہزار لو

مہراج کی داد و دہش ایسی تھی کہ جو ہاتھ آتا صرف ہو جاتا۔ خزانہ ہمیشہ خالی رہتا تھا جو وقت دینے کا موقع آتا اور پاس کچھ نہوتا اُس وقت اُن پر عجیب حالت طاری ہوتی تھی۔ ایک عید کے موقع پر کس دل سے فرماتے ہین۔

تجھسے میرا سوال ہے یارب　　عید آئی ہے کچھ تو خرچ دلا

کلیات دیکھنے سے اسکا بھی ثبوت ہوتا ہے کہ مہاراج اپنے آقا سے نامدار

سے کوئی چیز طلب نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہماری حاجت سے جبکہ قاضی الحاجات
آگاہ ہے تو مانگنے کی ضرورت کیا ہے اور دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ وہ آگاہ سہی مگر بندی
کی شان یہی ہے کہ عاجزی سے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے۔ ہمارے
مہراج انہین فقرا کی روش پر چلنے والے تھے۔ کہتے ہین۔

غافل ہو خوشامد سے دعا سی ٭ کبھی تو رحم آجائے گا اُسکو

غرض اس طرح کے صدہا مسائل سلوک کے شاد ان مرحوم نے بیان کیے ہین اہل بصیرت
دیکھ سکتے ہین۔

چونکہ سخاوت مہراج کی گھُٹی مین پڑی تھی لہذا اس مضمون سے اُنکا کلام کیونکر خالی
رہتا کلّ اناءٍ یترشح بما فیہ۔

خوش بہت ہوتا ہی جسدم اُسکو سائل ملگئے ٭ دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہی

حق یہ ہے کہ دینے والے کو لینے والے کی تلاش رہتی ہے اور یہ خاص
صفت دادار کردگار کی ہے جسکا پرتو خاص ہی لوگون پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی
ہمت سب اہلِ نعمت کو عطا فرمائے۔

یہ ہے قول شادان کا دوستو کہ خدا کے نام پہ دیجیو۔

اگر کوئی خیال ہے تو وہ رابطۂ مرشد ہے۔ مہراج اسکو یون کہتے ہین۔

یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے　　بجز مرشد نہو راہِ خطر بند

سلوک مین قبض وبسط لازم ہے۔ کبھی قبض کی حالت مین سالک کی ہمت پست ہوجاتی ہے۔ چاہیے کہ اُسوقت بددل نہو اور ہمّت کو بلند رکھے۔ کشودِ کار بلند ہمتی پر منحصر ہے۔ اس موقع کے مضمون مہراج کے کلام مین اکثر نظر آتے ہین۔ ایک شعر یہ ہی۔

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے

تو اُسے مت چھوڑ ہرگز یار مشکل دیکھکر

یہ بات کہ جسکو فناے نفس حاصل ہوگئی ہے اُسکو اہلِ دنیا کا اختلاط ضرر نہین کرتا ایک نئی تشبیہ کے ساتھ بتائی ہے۔

اولیا رہتے ہین دنیا مین مُنزّہ اسطرح　　جسطرح طینت نہ بدلے اپنی روغن آب مین

فقر مین کرامت کوئی چیز نہین بلکہ ایک طرح کا نقص ہے۔ اسکو بھی مہراج نے کہا ہی۔

ہے عیب فقیرون کے لیے شوقِ کرامات

مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

ارباب حال مین دو قسم کے فقیر ہوتے ہین ایک وہ ہین کہ عند الحاجتہ اللہ سبحانہ تعالے

شادان ترے گلے سی لپٹکر سدا رہا　　یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشیار کا

بے رنگ ہو رنگ مین دلدار کے ملجا　　جو رنگ رچائے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

سمجھی ہین تمہاری ہمنے رمزین　　جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

مہراج کی گویائی بتاتی ہے کہ اُنہون نے سلوک مین باقاعدہ قدم رکھا تھا اور اچھے اچھے فقرا کی صحبت پائی تھی۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہین۔

بات کہنے کی نہین شادان مین اسکو کیا کہون

زورِ طالع تھا کہ ہم سے آکے کامل ملگئے

اس مسئلے کو کہ مرشد کے بغیر کچھ نہین ہو سکتا وہ اِن الفاظ مین ادا کرتے ہین کہ

کیمیا گر سے کہدے ای شادان　　کردے وہ میری دلکو مِس سے طلا

حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ سالک کے دل سے خطراتِ ماسوی دُور کرنیوالا

پائین گے۔ مہاراج کی شاعری دیکھنے کے بعد یہ کوئی مشکل سے کہیگا کہ وہ موحد اور
صوفی نہ تھے یا اِنکا مذہب صلح کل نہ تھا۔

فقرا اور متصوفین کے کلام مین کہین کہین غیر مذاق کا رنگ بھی آجاتا ہے اِلّا مہاراجہ
چندو لعل ہی کا کلام ہے جسمین کسی جگہ اپنے مذاق کا پہلو نہین چھوٹا یہ کمال استغراق
اور والہیت کی دلیل ہے اور دراصل وہ تصوف کے نشئے مین ہمہ تن مستغرق اور چُور
تھے۔ عشقِ حقیقی کو اُنہون نے اشعار مین کہلم کہلا ظاہر کردیا ہے اور یہ اُنکا ایک اضطراری
فعل تھا جو غلبۂ شوق سے ہوا کرتا ہے۔

تصوف کے اشعار سے چونکہ کلیات بھرا پڑا ہے اِسلیے مین اُن کی نقل یہان نہین
کرسکتا اور نہ حاجت ہے دو ایک شعر پر اکتفا کرتا ہون۔

تلاشِ یار مین اِسطرح گُم در خود ہوا ہون مین ۔۔۔ کہ اکثر ڈھونڈتا ہون پر نہین ملتا سُراغ اپنا

ساقی جو ہو وے یارِ حقیقی ترا امام ۔۔۔ پھر ہے تجھے حلال یہ پینا شراب کا

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے ۔۔۔ لرہے یہ ہے نرہے اب ہزار سے اخلاص

ٹک تبسّم سے یار بُو لُو تم　　غنچۂ دلکی گانٹھہ کھولو تم

آپسے کیا عزیز ہے ہم کو　　دل تو دیتے ہین اور جو لو تم

گانٹھہ کا لفظ گو ثقیل ہے لیکن اس حسن سے بندہ گیا ہے کہ ذرا بھی بدنما نہین معلوم ہوتا۔ دوسرے شعر مین "اور جو لو تم" کیا مزہ دے رہا ہے۔

جسوقت اشارہ وہ کیا جان سے گئے ہم　　منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم

"وہ کیا" سے مراد "اُس نے کیا" ہے۔ یہ اُسوقت کی زبان ہے۔

انیلا ہون نہین کچھ جانتا ہون　　مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون

ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے　　تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

لپٹ صنم کے گلے سی عجب مین دوش رہا　　نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا

گئے وہ دن کہ وہ رہتا تہا صورت سیماب　　ملا تھارات کو شاداںؔ بہت خموش رہا

انصاف سے دیکھیے تو یہ معمولی شعر نہین ہین۔ عشق و محبت کا دفتر ہین۔ اس رنگ کی پُر اثر اشعار صاف و شُستہ بندشون کے دیوان مین بکثرت نظر آتے ہین۔

تمام کُلیات کو اول سے آخر تک دیکھہ جایئے تصوف کا رنگ آپ غالب

اصلی وجہ انکی خلقی سخاوت تھی جس سے انکو دنیا مین ہر دلعزیز بنادیا اور عالی مرتبے پر پہونچادیا- غیر جگہ کے آئے مسافر اور غربا کے لیے ان کا دستِ کرم ہر وقت بڑہا رہتا تھا اور ہر ایک آنیوالا اُنکے خوانِ نعمت سے سرفراز ہوتا تھا-

شاعری

مہاراجہ کی شاعری کی نسبت مین کہہ چکا ہون کہ اُنکا کلام اُنکے خیالات اور جذبات کا آئنہ ہے- شاعرانہ محاسن و فصاحت و بلاغت پر اُنکو نظر نہ تھی مقصود محض اپنے مذاقِ طبیعت کو ظاہر کرنا تھا دیکھنے سی معلوم ہوجاتا ہی کہ اُنہون نے اپنے خیالات کو بہت سادہ طور سے موزون کردیا ہے جو دلمین تھا وہ زبان پر آگیا ہے- الفاظ کیسے ہی ہون بندش چست ہو یا نہو مگر مرکوزِ خاطر ادا ہوجائے یہی انکی شاعری کی غایت ہے- اسپر بھی صدہا شعر نہایت صاف اور بیساختہ نکل گئے ہین جن پر تیر بہدف ہونے کا اطلاق ہوسکتا ہے- مثلاً-

کسیکے پڑکی گلے دل کو ہار ہو رہنا ۔۔۔ بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا

بغیر یارِ حقیقی کسی سے کیا ہی غرض ۔۔۔ اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

ذاتی صرف مین لاتا ہوگا۔ نہین نہین بلکہ وہ بھی حاجتمندونکو دیدیا کرتا تھا۔ اور اسکے عوض مین غریب دلون سے نکلی ہوئی دعائین جنہین تیر بیخطا کہنا چاہیے حاصل کرلیتا تھا جنکی برکت سے آخرکار چندولعل نے اعلے سے اعلے مرتبہ حاصل کرلیا۔

سخاوت کا دوسرا نظارہ

جب مہاراجہ چندولعل منڈی کی محرری پر مقرر ہوے ہین ایک ملازم بستہ لیے ہوے ساتھ رہتا ہے اور یہ دن بھر اپنے کام مین مصروف رہتے ہین شام کو جب کام سے فراغت کے بعد مکان کو روانہ ہوتے ہین تو دن بھر کی محنت سے جو کچھ انکو ملتا ہے وہ راستے بھر تقسیم کرتے جاتے ہین اور جب گھر پہنچتے ہین تو ان کے پاس ایک کوڑی بھی نہین بچتی۔

چندولعل کی اس ابتدائی خیروخیرات نے انکو شہر کے تمام گلی کوچون مین نہایت مشہور کردیا اور کوئی شخص ایسا نہ رہا جو چندولعل کے نام سے ناواقف ہو۔ یہی شہرت اسکا باعث ہوئی کہ انکو بیلی کا کام ملا اور پہلے اگر یہ ایک حصہ خیرات کرتے تھے تو اب دس گنا دینے لگے۔ اسمین کچھ شبہہ نہین کیا جاسکتا کہ ان کی ترقی و نیکنامی کی

چنانچہ اُنکے سنِ طفولیت کا یہ حال مشہورِ آفاق ہے کہ جب اُنکے والدِ ماجد نے انتقال
کیا اور اُنکی عمر اسوقت دس برس کی تھی اُنکے مربی اور چچا رائی نانک رام اُنکو اور اپنے بیٹے
لکھپت رام کو ایک ایک روپیہ ماہوار میوہ خوری کے لیے دیا کرتے تھے۔ لکھپت رام
تو اپنے خرچ مین لاتے تھے مگر راجہ چندولعل اس روپیہ کو فقرا اور حاجتمندون پر تقسیم کر دیتے
تھے لوگ ان کی اس حرکت پر ہنستے تھے مگر انکا دل تو سخاوت کی لذت سے آشنا
تھا۔ جو مزہ انکو محتاج اور غریب مسافر لوگون کی پرورش مین آتا تھا ذاتی آرام و آسایش
مین اسقدر لطف نہین ملتا تھا۔ وہ آگاہ تھے کہ اپنے امثال و اقران پر گوے سبقت
لیجانے اور قلوبِ عالم کو مسخر کر لینے کا ذریعہ صرف حاجت روائی اور فیاضی ہے
جس سے خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل ہونے کے سوا خداے برتر کی رضا حاصل ہوتی
ہے۔ کیونکہ ایک بڑے عالمِ دین کا قول ہے کہ خدا کی رضامندی اگر حاصل کرنا چاہو تو
خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ الغرض مہاراجہ چندولعل کے خمیر مین سخاوت پڑی
ہوئی تھی۔ جسوقت راجہ نانک رام نے انکی اس بے نظیر خداترسی کی خبر پائی۔ تو اپنے
بھتیجے کو اور زیادہ عزت سے دیکھنے لگے اور ایک روپیہ ان کی میوہ خوری مین اور اضافہ
کر دیا۔ ناظرین کیا آپ سمجھتے ہین کہ چندولعل سا فیاض شخص اس ایک روپیہ کو اپنے

پر پہونچا دیا۔

علمی صحبت

مہاراجہ موصوف کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات کئی گھنٹے اہلِ علم کی صحبت مین نشست فرماتے تھے اور علمی مسائل پر گفتگو رہتی تھی۔ شعر و سخن کا چرچا اکثر ہوتا تھا اور تصوف کے مسائل بیشتر پیش رہتے تھے۔

مہاراجہ کا کلام دیکھہ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُنکی طبیعت پر تصوف کا گہرا رنگ چھایا ہوا تھا اور وہ واحدِ حقیقی کی معرفتِ تامہ سے بہرہ اندوز اور سچّے موحّد تھے۔

فیاضی

خلاقِ عالم نے جسوقت مہاراجہ بہادر کا مادۂ جسمانی و روحانی بنایا تھا اُس وقت فیاضی کا جوہر بھی علی وجہ الکمال ودیعت فرمایا تھا جس نے ابتدا ہی سے اپنی چمک دمک دکھا کر دنیا کی آنکھین خیرہ کردین۔ حاتم کی فیاضی اگر ایک قصہ ہے تو مہاراجہ چندو لعل کی سخاوت چشمدید واقعہ ہے۔

جو لوگ مہاراجہ چندو لعل کے ابتدائی حالات سے واقف تھے وہ خوب جانتے تھے کہ ایک دن یہ شخص اپنی سخاوت سے حاتم کے نام کو زندہ کر کے دنیا کو دکھا دیگا۔

ایشیا کے رؤسا ہمیشہ سے علما۔ شعرا اور فقرا کے قدردان چلے آتے ہین۔ مہاراجہ چندو لعل نے بھی اُنہین کی پیروی کی اور ایک بڑی جماعت اپنے پاس جمع کر لی۔ جس مین ذیل کے لوگ شامل تھے۔ میر امجد علی خان۔ مردان علیخان۔ ابو محمد خان۔ شرف الدین۔ حکیم شفائی خان۔ حکیم میر سلامت علیخان۔ حکیم باقر علیخان۔ حکیم مرتضی خان۔ حکیم عباس علیخان۔ حکیم یادگار علیخان۔ میر باقر۔ عافیت طلب خان۔ حکیم لطف حسین خان۔ اکبر حسین خان۔ حکیم محمد تقی۔ جامع معقول و منقول مولوی ابوتراب۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی غلام حسین۔ ملا محمد فائض کاشانی۔ حاجی ملا محمد علی۔ میرزا محمد طاہر۔ حسین علیخان آیما۔ حافظ تاج الدین مشتاق۔ ذو الفقار علیخان صفا۔ میر عنایت علی۔ خواجہ ہمت علیخان ہمت۔ مرزا عابد علی بیگ خان ظہور۔ غلام ضامن اکرم۔ میر مفتون اور مشہور شاعر شاہ نصیر دہلوی وغیرہ وغیرہ اُنکے گرد جمع تھے۔ مہاراجہ ہر ایک اہلِ کمال کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آتے تھے جسکی وجہ سے دُور و دراز ممالک کے ذی کمال حضرات علما۔ شعرا۔ حکما۔ فقرا وغیرہ جوق جوق چلے آتے تھے اور مہاراجہ بہادر کے فیض سے بہرہ مند ہوتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ مہاراجہ نے اپنی دولت کا کثیر حصہ اہلِ کمال کی قدردانی مین صرف کر دیا جسنے اُنکو زندہ جاوید کے مرتبے

مہاراجہ بہادر کے اوصاف

مہاراجہ چند ولعل نہ صرف اسوجہ سے نزدیک ودُور مشہور ہوے کہ ایک مشہور
اور اعلےٰ خاندان کے رکنِ رکین تھے یا یہ کہ وہ خود ایک بڑے شخص ہوے۔ بلکہ
درحقیقت اُنکے غیر معمولی اخلاق وعادات حلم وخاکساری اور بے نظیر فیاضی نے اُنکو
ہر دلعزیز خلائق بنانے کے علاوہ بادشاہِ وقت کی عنایت اور فضلِ ایزدی کی بدولت
ذرّہ آفتاب بنکر ایسا چمکا کہ ہندوستان تک اسکے نام کا ڈنکہ بجگیا۔ ہر ایک ادنے
و اعلےٰ امیر وغریب کے ساتھ اُنکا برتاؤ صلحِ کل کا رنگ لیے ہوے تھا۔

قدرشناسی

مہاراجہ بہادر موصوف نے علم مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی جسطرح
وہ خود اعلےٰ درجے کے انشاپرداز اور فاضل تھے ویسے ہی وہ علما اور فضلا کو پہچاننا
بھی خوب جانتے تھے۔ اُنکے حالات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مشرقی امرا کا
ایک نمونہ تھے اُن مین وہی جوہر پنہان تھے جو گزشتہ رؤسا مین پائے جاتے ہین

مدار المہامی

منیر الملک بہادر کا پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا اُنہون نے ۱۲۴۸ھ مین انتقال کیا اور راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر وزارتِ عظمےٰ پر سرفراز فرمائے گئے عہدۂ مدار المہامی پر فائز ہو چکے تو بڑی مستعدی اور جفاکشی سے انتظام کی طرف توجہ کی ان کی غیر معمولی فیاضی نے گو حاسدین کے قلب پر ایک غیر معمولی اثر پیدا کیا لیکن بمصداقِ الاعمال بالنیات تمام حکام اور رزیڈنٹ صاحبون نے تسلیم کیا کہ ریاست مین اگر کوئی ہوشیار شخص ہے تو وہ مہاراجہ چندو لعل ہین مختصر یہ کہ مہاراجہ چندو لعل اپنی بے نظیر قابلیت اور خداداد تدبیر سے ایک کم درجے کی ملازمت سے اعلےٰ درجہ تک پہونچے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۱۲۶۰ھ مین وہ ملازمت سے مستعفی ہوے اور ۱۲۶۱ھ مین انتقال ہوا۔ ۸۶ برس کی عمر پائی اور عمر کے نصف سے زیادہ حصے کو ملکی خدمات مین صرف کیا۔

سرفرازی

سنہ ۱۲۳۵ھ میں راجہ بہادر چندولعل کا اقبال اور عروج پر آیا۔ نواب سکندر جاہ بہادر نے انکو مہاراجہ کا خطاب ویکر نوبت اور جھالردار پالکی سے سرفراز فرمایا اور ان کی سخاوت وفیاضی سے واقف ہوکر ایک کرور روپیہ نقد انعام عطا فرمایا۔ تھوڑے ہی زمانے بعد سنہ ۱۲۳۷ھ میں صاحبزادہ مبارز الدولہ بہادر کی مراجعت پر ہفت ہزاری سوار کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔

عہدِ نواب ناصر الدولہ بہادر

سنہ ۱۲۴۴ھ میں سکندر جاہ نے رحلت فرمائی اور نواب ناصر الدولہ بہادر اُنکے جانشین ہوئے اس زمانے میں مہاراجہ چندولعل بہادر نے اور ترقی کی سنہ ۱۲۴۵ھ میں راجہ راجایان کا خطاب پایا اور جسقدر قرضہ ریاست کا اُنکے ذمے تھا وہ سب معاف کردیا گیا اور خود نواب ناصر الدولہ بہادر کئی بار اُنکے مکان پر تشریف لائے۔

گیا اور غداروںکو سرکشی کی سزا دی۔ اُنکی غیبت مین راجہ لکھپت رام نے کمشنری
کرورگیری کا کام انجام دیا۔ راجہ بہادر مہم سے واپس ہوکر جب بلدے پہونچے تو چند
غلط فہمیون کی وجہ سے زمانہ ناموافق ہوگیا لیکن اُنکی قسمت نے بہت جلد پلٹا کھایا
اور شمس الامراکی جمیعتِ پائگاہ اُنکے سپرد ہوگئی اس خدمت کو بھی بڑی سرگرمی
وقابلیت سے انجام دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ لکھپت رام کے فوت ہوتے ہی کمشنری
کرورگیری پر مقرر ہو گئے اور تھوڑے ہی دنون بعد نواب سکندر جاہ بہادر نے
نے انکی قابلیت سے آگاہ ہوکر افواجِ قاہرۂ آصفیہ کا پیشکار مقرر فرمادیا۔ میرعالم بہادر
دیوانِ جدید راجہ بہادر سے بہت خوش تھے اور ان پر ہرطرح اعتماد رکھتے تھے۔
راجہ چندولعل ایسے شخص نہ تھے کہ کسی کی سفارش وغیرہ کو اپنی ترقی کے لیے کام مین
لاتے انھون نے اپنی اعلےٰ قابلیت اور دیانت سے ہر بالادست حاکم کی خوشنودی
حاصل کی میرعالم کے بعد جب منیرالملک دیوان مقرر ہوے تو انکی نظر مین راجہ صاحب
کی عزت اور بڑھ گئی اور انھون نے تمام امور مالی وعدالتی انکی راے پر چھوڑ دیے بغیر انکے
مشورے کے کوئی کام انجام نہ دیتے تھے۔

اِس جوہر گرانمایہ کو قدردانی کے قابل سمجھ کر اپنی پیشی مین لے لیا۔ راے نانک رام کے فوت ہوتے ہی اُنکے خاندان کا حال ابتر ہو گیا تھا اور راجہ چندولعل مجبور ہوئے تھے کہ ملازمت کی تلاش کرین خواہ وہ کسی حیثیت کی ہو چنانچہ وہ شمشیر جنگ اور بدیع اللہ خان کمشنر کرورگیری کی ماتحتی مین کام کرتے رہے۔ جب نور محمد کمشنر کا زمانہ آیا تو راجہ صاحب کو سبزمنڈی کی محرری پر مقرر کیا وہ بخوشی تمام اس کام کو کرتے رہے۔ صبح سے شام تک منڈی مین بیٹھے رہتے تھے۔ مگر اُنکی بےنظیر فیاضی اور غربا پروری نے جیسے کہنا چاہیے کہ اُنکی گھٹی مین پڑی ہوئی تھی اُنکو بہت جلد بڑے مرتبے پر پہونچا دیا۔ جناب حضرت بخشی بیگم صاحبہ غفران مآب کے بڑے محل نے راجہ صاحب کو پیلی کا کام عنایت فرمایا۔ اسکے بعد ہی سے راجہ چندولعل نے ترقی کرنی شروع کی شمشیر جنگ بہادر نے حضور پرنور سے عرض کر کے تعلقہ موروثی کی کارپردازی پر مقرر کرا دیا۔

۱۲۱۲ سنہ مین حسب تحریکِ مشیر الملک بہادر راجہ صاحب موصوف کو خطاب راجہ بہادر بارگاہِ خسروی سے مرحمت ہوا اور قلعۂ سدوٹ د موضع کریہ و کنجی کوٹہ وغیرہ کے انتظام کے لیے چار ہزار سوار اور چار ہزار پیدل کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راجہ بہادر نے اس مہم کو باحسنِ وجوہ سر کیا اور راجہ چیتپول کو کہ دس ہزار سوار و پیدل کا سردار تھا مغلوب

نام راے موہن لعل تھا۔ لچھمی رام کے انتقال کے بعد اُنکے سب سے بڑے
بیٹے راے نانک رام کو کمشنری کرورگیری کا عہدہ ملا جنہون نے راجہ چندولعل کو
اپنے آغوش عاطفت مین لیا اور اپنے بچون کی طرح اُنکی پرورش کی کیونکہ اُنکی عمر ہنوز دس ہی
برس کی تھی کہ راے نراین داس رحلت کر گئے۔

راجہ چندولعل کے حالات

گو راجہ چندولعل یتیم ہو گئے تھے مگر اُنکو ایسا شفیق مربی مل گیا جس نے اُنکے
ترقی کن ذہنی قویٰ کی خوب پرداخت کی اور اپنے بیٹے لکھپت راو کے ساتھ اُنکی تعلیم
وتربیت برابر جاری رکھی اور اُنکو ہر طرح مدد دی کہ وہ آیندہ زندگی مین کامیابی سے قدم رکھنے
کے لیے اپنے کو اچھی طرح تیار کر لین۔

ابتدائی ملازمت

راجہ صاحب نے سن شعور کو پہونچنے کے بعد ملازمت کے لیے سعی کی اُن کی
ہوشیاری وفراست ودانائی نے نواب شمشیر جنگ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جنہون نے

اور محققِ یگانہ تھے۔ مشرب اُنکا صلح کل تھا۔ اور اس شعر کے پورے مصداق تھے۔

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ اعذر بنہ چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

حیدر آباد دکن مین آنا

محمد شاہ کے وقت مین راجہ صاحب کے جدِ امجد راے مولچند دربار مین بہت رسوخ رکھتے تھے۔ اُنکی کاردانی اور مدبری کا دربار پر سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ جب نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ بہادر دکن کی جانب روانہ ہوئے تو واقف کار لوگون نے اُنسے عرض کیا کہ راے مولچند کو بھی ہمراہِ رکاب سعادت انتساب لے چلیے۔ انتظامی امور مین اُنسے بڑی مدد ملے گی۔ چنانچہ نظام الملک بہادر نے راے مولچند کو اپنے ہمراہ لیا اور دکن پہونچتے ہی کمشنر کروڑگیری کے معزز عہدے پر مقرر کر دیا اور جب تک راے مولچند زندہ رہے اسی خدمتِ جلیلہ پر مامور رہے۔

اُنکے بعد لچھمی رام کو یہ موروثی عہدہ تفویض کیا گیا جو صلابت جنگ کے عہد تک کارِ مفوضہ انجام دیتے رہے۔ راے لچھمی رام کے پانچ فرزند تھے۔ سب سے بڑے نانک رام تھے اُن سے چھوٹے راجہ چندولعل کے والدِ ماجد راے نرائن داس تھے۔ تیسرے کا نام راے رگھناتھ داس چوتھے کا راے بھوانی داس پانچوین کا

پیدائش اور خاندانی حالات

راجہ چندو لعل ۱۱۷۵ھ مین پیدا ہوئے اُنکا خاندان ایک مشہور خاندان ہے جسنے
دولتِ مغلیہ کے سایۂ عاطفت مین ہمیشہ بڑی ناموری اور عزت حاصل کی ہے راجہ
ٹوڈرمل وزیر اعظم شہنشاہِ اکبر راجہ چندو لعل کے مورث اعلےٰ تھے جنہون نے
نہ صرف اپنے ذاتی کمالات سے دربار مین رسوخ پیدا کیا بلکہ اپنے خاندان کو سلطنت
کا ایک جزو ہمیشہ کے لیے بنا گئے اگرچہ اُنکے آبا و اجداد کا وطنِ مالوف لاہور تھا۔
مگر شہنشاہِ دہلی کے رکنِ اعظم ہونے کی وجہ سے پایۂ تخت دہلی مین اکثر قیام پذیر رہے
شہنشاہِ اکبر کے فوت ہونے کے بعد راجہ ٹوڈرمل کے خاندان کے ممبر شہنشاہِ دہلی
کی خدمت مین کمربستہ رہے اور محمد شاہ کے عہد تک نسلاً بعد نسلٍ شاہجہان آباد
ہی مین ملکی خدمات سے سرفراز ہوتے رہے۔

قوم اور مذہب

راجہ چندو لعل مثل اپنے مورث اعلیٰ راجہ ٹوڈرمل کی جو قوم کھتری رسپاہی النسل کی ہم آوردہ
اور اڈھائی گھر مہرہ کہلاتے تھے اُس قوم کے مادہ ... تھے۔ مذہب کے بالکل صوفی

کو جو مُردون مین شامل تھی مین آج نئے سر سے زندہ کرتا ہون اور اسکو اپنی سعادت سمجھتا ہون۔

یہ کلیات جو زیورِ طبع سے مزین ہوکر ملک کی نگاہ مین جلوہ گر ہوا ہے اصلی خیالات اور جذبات کا درحقیقت ایک آئنہ ہے جو مہراج کے مرکوزاتِ دلی اور اغراضِ زندگی کو صاف طور سے ظاہر کرتا ہے۔ اس موقع پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ اُنکی پاکیزہ زندگی کے کچھ تاریخی حالات قلم بند کرون جس سے ناظرین کو اندازہ ہو سکے کہ مملکتِ آصفیہ کے دامن مین پلے ہو مہاراجہ نے اپنے ذاتی کمالات سے کتنا عروج حاصل کیا اور اپنے بعد ابناے ملک کی تقلید کے لیے علمی و عملی امور کا کیسا ذخیرہ چھوڑا۔

نامور لوگون کے کارنامے اور زندگی کے معرکہ آرا حالات تمام عالم مین زبان زد ہوتے ہین اور وہ آنیوالی قومون کے لیے دستور العمل قرار پاتے ہین۔ اُنکے حالات کا قلم بند کرنا صرف اُنکے معراجِ کمال ہی کو واضح نہین کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مُردہ دلون کو ایک تازہ زندگی بخشتا ہے اور ترقی کے میدان مین اُنکو قدم بڑھانے پر آمادہ کرتا ہے لہذا جس قدر وقیع اور قابلِ مطالعہ سوانح عمری کو کہا جا سکتا ہے شاید اور کوئی علم و فن اس عزت کا مستحق نہین قرار دیا جا سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ میرے جدِ اعلےٰ مرحوم مہاراجہ چندولعل شاداں
وزیرِ اعظمِ سلطنتِ آصفیہ کا کلامِ اُردو طبع ہو کر آج شایع ہوا۔ اگرچہ اُنکے اور کارنامون کے
سامنے جو یادگارِ زمانہ ہین یہ شاعری کوئی وقعت نہین رکھتی اور نہ اس کی حاجت ہے
کہ مہاراجہ چندولعل کا نامِ نامی بہ حیثیت ایک شاعر کے ملک کے روبرو پیش کیا جائے
لیکن اشاعتِ کلام سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اُنکے مذاقِ طبیعت سے جو لوگ ناواقف
ہین وہ واقف ہو جائین گے اور جان لین گے کہ خُمکدۂ سخن کے جُرعہ نوشون مین مہاراجہ
چندولعل کس رنگ سے شامل ہوئے تھے۔ معہذا مجھپر فرض تھا کہ مین اپنے جدِ
غفور [illegible] کی [illegible] مین میرا قدر کرنا یہی ہے کہ تقریباً ایک صدی اُدھر کی گو[illegible]

دیوان
چندو لال